بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت اتاری تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے۔ (النحل: 44)

قرآنی آیات اور صحیح احادیث
پر مشتمل

تفسیر دعوۃ القرآن

جلد سوم

سورۃ ھود تا سورۃ المؤمنون

ترجمہ
حافظ عبد السلام بن محمد ﷾

تفسیر
ابو نعمان سیف اللہ خالد ﷾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

تفسیر دعوۃ القرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق
بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

تفسیر دعوۃ القرآن

جلد سوم

سورۃ ھود تا سورۃ المؤمنون

ترجمہ

حافظ عبدالسلام بن محمد ﷾

تفسیر

ابونعمان سیف اللہ خالد

www.KitaboSunnat.com

ناشر

دار الاندلس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ پر مشتمل

تفسیر دعوۃ القرآن

جلد سوم

سورۃ ھود تا سورۃ المؤمنون

ترجمہ

حافظ عبد السلام بن محمد ﷾

تفسیر

ابو نعمان سیف اللہ خالد ﷾

دار الاندلس

۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور

Ph: +92-42-37230549 Fax: +92-42-37242639

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

238-4J
س-یا-ف-ت

فہرست

1	سورۃ ہود	7
2	پارہ نمبر 12	12
3	سورۃ یوسف	79
4	پارہ نمبر 13	107
5	سورۃ الرعد	143
6	سورۃ ابراھیم	195
7	سورۃ الحجر	241
8	پارہ نمبر 14	241
9	سورۃ النحل	275
10	پارہ 15	355
11	سورۃ بنی اسرائیل	355
12	سورۃ الکھف	449
13	پارہ نمبر 16	494
14	سورۃ مریم	513
15	سورۃ طٰہٰ	557

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16	پارہ نمبر 17	609
17	سورۃ الانبیاء	609
18	سورۃ الحج	661
19	پارہ نمبر 18	727
20	سورۃ المومنون	727

المکتبۃ الرحمانیۃ
نمبر 18754

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ ھود مکیۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔''

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍۙ ①

''الٓرٰ۔ ایک کتاب ہے جس کی آیات محکم کی گئیں، پھر انھیں کھول کر بیان کیا گیا ایک کمال حکمت والے کی طرف سے جو پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

'' كِتٰبٌ '' سے مراد قرآن کریم ہے جس کی یہاں دو صفتیں بیان کی گئی ہیں، پہلی صفت کا تعلق قرآنِ کریم کی فصاحت و بلاغت اور اس کی معجز بیانی سے ہے، یعنی قرآنِ کریم کے حروف و الفاظ، جملوں اور آیتوں کا نظم و نسق اور ان کی ترتیب و ترکیب اتنی عظیم الشان اور ایسی بے بدل ہے جو انسانی قدرت سے یکسر بالاتر ہے۔ دوسری صفت کا تعلق قرآن میں مذکور دلائل توحید، احکام و واجبات، واقعاتِ عالم اور مواعظ و نصائح سے ہے کہ ان کی مثال ان موتیوں کی ہے جنھیں ہار میں پرویا جاتا ہے اور ان کے درمیان جگہ جگہ کچھ دوسرے رنگ و حجم کے موتیوں کے ذریعے خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر سورت اپنے اندر بنی نوع انسان کے لیے کوئی نہ کوئی خیر لیے ہوئے ہے اور ایسا کیوں نہ ہو، یہ کتاب ایسی ذات واحد کی نازل کردہ ہے کہ جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے اور جو ہر بات کی خبر رکھتا ہے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴾ [صٓ : ۲۹] ''یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔'' اور فرمایا: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ﴾ [الفرقان : ۱] ''بہت برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فیصلہ کرنے والی (کتاب) اتاری، تاکہ وہ جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوۡرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴾ [یونس : ۵۷] ''اے لوگو! بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور اس کے لیے سراسر شفا جو سینوں میں ہے اور ایمان والوں کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت آئی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ يَهۡدِيۡ لِلَّتِيۡ هِيَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ [بنی إسرائيل : ۹، ۱۰] ''بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو بام عروج پر پہنچائے گا اور (اسے چھوڑ دینے والی) بہت سی قوموں کو قعر مذلت میں گرا دے گا۔'' [مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ...... الخ : ۸۱۷]

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾

''یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، بے شک میں تمھارے لیے اس کی طرف سے ایک ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں۔''

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ : یعنی یہ محکم اور مفصل قرآن اس لیے نازل ہوا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ ہی کی عبادت کی جائے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [الأنبياء : ۲۵] ''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ [النحل : ۳۶] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ : یعنی اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی تو میں تمھیں اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو میں تمھیں اجر و ثواب کی خوش خبری سناتا ہوں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ [الشعراء : ۲۱٤] ''اور اپنے سب سے قریب رشتہ داروں کو ڈرا'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کے مختلف خاندانوں کو آواز دی اور اس جگہ جمع ہونے کو کہا، جب وہ وہاں جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: ''اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی میں (پہاڑ کے پیچھے) کوئی لشکر ہے جو تم پر دھاوا بولنے والا ہے، تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟'' انھوں نے جواب دیا، ہاں! کیوں کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تو پھر سنو! میں تمھیں اس سخت عذاب سے خبردار کرتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔'' [بخاری، کتاب التفسير، باب ﴿ و أنذر عشيرتك الأقربين ﴾ : ٤٧٧٠۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب في قوله تعالٰى : ﴿ و أنذر عشيرتك الأقربين ﴾ : ۲۰۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳

”اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ تمھیں ایک معین مدت تک اچھا ساز وسامان دے گا اور ہر زیادہ عمل والے کو اس کا زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم پھر گئے تو یقیناً میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

اس آیت میں توبہ و استغفار کی کمال فضیلت بیان ہوئی ہے۔ توبہ و استغفار سے اصل مطلوب تو اپنے گناہوں کی بخشش ہے، اگر خلوص نیت سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ یقیناً گناہ معاف فرما دینے والا ہے اور ایسی توبہ و استغفار پر اللہ نے دو چیزوں کا وعدہ کیا ہے، پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان مخلص بندوں کو دنیا کی نعمتوں سے خوب نوازے گا اور دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیک نیتی اور عمل صالح کی جزا کے طور پر آخرت میں جنت دے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی ان لوگوں کو دھمکی دی جو توبہ و استغفار اور عبادت میں اخلاص سے اعراض کرتے ہیں کہ انھیں قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى: سیدنا الاعز مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، بے شک میں ایک دن میں اللہ سے سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔“ [مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه : ۴۲/ ۲۷۰۲]

وَ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ: عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے جو بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر ضرور پاؤ گے، یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس کا بھی اجر پاؤ گے۔“ [بخاري، كتاب الوصايا، باب أن يترك ورثته أغنياء خير من أن يتكففوا الناس : ۲۷۴۲۔ مسلم، كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث : ۱۶۲۸]

وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ: ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المطففين : ٤ تا ٦] ”کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ بے شک وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔“

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

”اللہ ہی کی طرف تمھارا لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

کسی مجرم کو سزا دینے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک یہ کہ مجرم حاضر ہو، دوسری یہ کہ سزا دینے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے سزا دینے کی قدرت رکھتا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے دعوت حق سے اعراض کرنے والوں کو اپنے پاس حاضر کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے اور سزا دینے کی بھی، ایسے مجرموں کو اپنے انجام سے ضرور ڈرنا چاہیے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴾ [ق : ۴۳، ۴۴] ”یقیناً ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ جس دن زمین ان سے پھٹے گی، اس حال میں کہ وہ تیز دوڑنے والے ہوں گے، یہ ایسا اکٹھا کرنا ہے جو ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ [التغابن : ۷] ”وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا انھوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز اٹھائے نہیں جائیں گے۔ کہہ دے کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تم ضرور بالضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمھیں ضرور بالضرور بتایا جائے گا جو تم نے کیا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے اور اسے زیبا نہیں کہ وہ مجھے گالی دے اور وہ میری تکذیب کرتا ہے، حالانکہ اسے یہ بھی زیبا نہیں، اس کا گالی دینا، اس کا یہ قول ہے کہ اللہ کی اولاد ہے اور تکذیب، اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا، جیسے اس نے مجھے پہلی بار پیدا کیا ہے۔“ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ تعالٰی : ﴿ وهو الذی يبدأ الخلق ثم يعيده ﴾ : ۳۱۹۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (کفار میں سے) عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور پھر اس نے اسے اپنے ہاتھوں میں مسل کر ریزہ ریزہ کر دیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا، اے محمد! کیا اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! اسے اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور (سن!) وہ تجھے مارے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔“ [مستدرک حاکم : ۲/ ۴۲۹، ح : ۳۶۰۶]

اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝

”سن لو! بلاشبہ وہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں، تاکہ اس سے چھپے رہیں، سن لو! جب وہ اپنے کپڑے اچھی طرح لپیٹ لیتے ہیں وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔“

اس آیت کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کو بیان کرنا ہے، یہاں کفار مکہ کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے کہ بعض کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے سے اعراض کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ ان کے اس اعراض کا علم اللہ یا اس کے رسول کو نہ ہو۔ انھی کفار کو بتایا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے اپنی حقیقت چھپانے کی ہزار کوشش کرو، کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اللہ تو سب کچھ جانتا ہے، وہ تو سینے کے تمام رازوں کو جانتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تلاوت سنی: ﴿ أَلَآ إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ ﴾ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ کچھ لوگ کھلی جگہ میں آسمان کی طرف منہ کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے) حیا کرتے تھے۔ اسی طرح مجامعت کے وقت بھی آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے) حیا کرتے تھے اور شرم کے مارے اپنے سر ڈھانپ لیتے تھے۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ألا إنهم يثنون صدورهم ...... الخ ﴾ : ۴۶۸۱، ۴۶۸۳]

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ [حٰم السجدة : ۲۲، ۲۳] ''اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمھاری آنکھیں اور نہ تمھارے چمڑے اور لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ بہت سے کام، جو تم کرتے ہو، نہیں جانتا۔ اور یہ تمھارا گمان تھا جو تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا، اسی نے تمھیں ہلاک کر دیا، سو تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ [الأنعام : ۵۹، ۶۰] ''اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔ اور وہی ہے جو تمھیں رات کو قبض کر لیتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم نے دن میں کمایا، پھر وہ تمھیں اس میں اٹھا دیتا ہے، تاکہ مقرر مدت پوری کی جائے، پھر اسی کی طرف تمھارا لوٹنا ہے، پھر وہ تمھیں بتائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی یا (یہ کہا کہ) دو قریشی اور ایک ثقفی جمع ہوئے جن کے پیٹ کی چربی بہت تھی (یعنی توند بڑی تھی) اور ان میں سوجھ بوجھ کی بڑی کمی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا تمھارا کیا خیال ہے کہ اللہ وہ سب کچھ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ جب ہم زور سے بولتے ہیں تو سنتا ہے، لیکن اگر ہم آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ دوسرے نے کہا کہ اگر وہ بلند آواز سنتا ہے تو آہستہ بھی سنتا ہے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی: ﴿ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ ﴾ [حٰم السجدة : ۲۲] ''اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمھاری آنکھیں اور نہ تمھارے چمڑے۔'' [بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ : ﴿ وما كنتم تستترون أن يشهد عليكم سمعكم ...... الخ ﴾ : ۷۵۲۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزء الثاني عشر ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶

''اور زمین میں کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر چلنے والے جتنے جاندار ہیں، وہ ان سب کو ان کی تخلیق و تکوین کے مطابق روزی پہنچاتا ہے، یہ اس کا اٹل وعدہ ہے جو بطور احسان پورا کرتا رہتا ہے۔ جب وہ ایک ایک جاندار کو روزی پہنچاتا ہے، دنیا میں ان کی جگہوں کو اور موت کے بعد ان کے ٹھکانوں کو جانتا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے اقوال و افعال اور ان کے دیگر تمام احوال و کوائف سے بے خبر رہے؟ اسے سب کچھ کی خبر ہے اور لوح محفوظ میں ہر بات لکھی ہوئی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا : یعنی چھوٹی بڑی تمام مخلوقات کا رزق اللہ کے ذمے ہے، خواہ وہ زمین میں رہ رہی ہوں یا دریاؤں اور سمندروں میں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۳۸] ''اور زمین میں نہ کوئی چلنے والا ہے اور نہ کوئی اڑنے والا، جو اپنے دو پروں سے اڑتا ہے مگر تمھاری طرح امتیں ہیں، ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی، پھر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [العنكبوت : ٦٠] ''اور کتنے ہی چلنے والے (جاندار) ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے، اللہ انھیں رزق دیتا ہے اور تمھیں بھی اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر ایسا توکل کیا کرتے جیسا اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے، وہ صبح کو بھوکے پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (واپس) آتے ہیں۔'' [ترمذی، کتاب الزهد، باب فی التوکل علی الله : ۲۳۴٤]

وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا : ''مُسْتَقَرٌّ'' قرار گاہ اور ''مُسْتَوْدَعٌ'' (سونپے جانے کی جگہ اور اس گودام کو بھی ''مُسْتَوْدَعٌ'' کہتے ہیں جہاں کوئی چیز ذخیرہ کی جاتی ہے، یا امانتیں بطور حفاظت رکھی جاتی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ''مُسْتَقَرٌّ'' سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کسی نے اس دنیا میں زندگی (کا اکثر حصہ) بسر کیا ہو اور ''مُسْتَوْدَعٌ'' سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مردہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے اور پھر ایک وقت آئے گا کہ زمین اس سپرد کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی امانت کو واپس کر دے گی۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴾ [ق : ٤] ”بے شک ہم جان چکے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو خوب محفوظ رکھنے والی ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴾ [ق : ٤٤] ”جس دن زمین ان سے پھٹے گی، اس حال میں کہ وہ تیز دوڑنے والے ہوں گے، یہ ایسا اکٹھا کرنا ہے جو ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴾ [الانشقاق : ٣ تا ٥] ”اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ اور اس میں جو کچھ ہے اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی اور یہی اس کا حق ہے۔“

كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ : ”كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ“ سے مراد لوح محفوظ ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٣٨] ”اور زمین میں نہ کوئی چلنے والا ہے اور نہ کوئی اڑنے والا، جو اپنے دو پروں سے اڑتا ہے مگر تمھاری طرح امتیں ہیں، ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی، پھر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام : ٥٩] ”اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔“ [مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسٰی صلی اللہ علیہما و سلم : ٢٦٥٣]

وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

”اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔ اور یقیناً اگر تو کہے کہ بے شک تم موت کے بعد اٹھائے جانے والے ہو تو وہ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے کفر کیا، ضرور ہی کہیں گے یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ عظیم ترین قدرتوں کا مالک ہے اور اس کی دلیل آسمان و زمین کی تخلیق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو (اتوار سے جمعہ) چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس لیے پیدا کیا کہ اس کے بندے زمین پر سکونت پذیر ہوں، اس کی گوناگوں نعمتوں سے مستفید ہوں اور ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نیز نیکی اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں، تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی! اگر آپ کفار مکہ سے کہیں گے کہ تم لوگ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے، تو وہ کہیں گے کہ اے محمد! تم جو کچھ کہہ رہے ہو جادو کی طرح بے بنیاد ہے اور باطل فکر ہے، جس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ : ارشاد فرمایا : ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴾ [ق : ٣٨] ’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نے نہیں چھوا۔‘‘

وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ : سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(ابتدا میں) اللہ تعالیٰ ہی کی ذات تھی، اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا، پھر اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز تحریر فرمائی۔‘‘ [بخاری، کتاب التوحید، باب ﴿ وكان عرشه على الماء ﴾ ...... الخ : ٧٤١٨]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں تحریر فرمائیں اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔‘‘ [مسلم، كتاب القدر، باب حجاج آدم وموسى صلى الله عليهما وسلم : ٢٦٥٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے انسان! تو میری راہ میں خرچ کر میں تجھے عطا کروں گا۔‘‘ اور فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات خرچ کرنا بھی اس میں کمی نہیں لاتا۔ ذرا خیال تو کرو کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے لے کر اب تک کتنا خرچ کیا ہو گا لیکن اس کے داہنے ہاتھ میں جو تھا وہ کم نہیں ہوا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے ہاتھ میں میزان ہے، جسے وہ جھکاتا بھی ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔‘‘ [بخاری، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ وكان عرشه على الماء ﴾ : ٤٦٨٤۔ مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على النفقة : ٣٧/ ٩٩٣]

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا : یعنی آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کا مقصد جنوں اور انسانوں کی آزمائش ہے۔ گویا کائنات کا نظام بے مقصد نہیں ہے، بلکہ اچھے اور برے لوگوں کی جانچ کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اچھے عمل کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لیے جنت ہے اور برے عمل کرنے والوں کے لیے دوزخ ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [آل عمران : ۱۹۰، ۱۹۱] ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ ع

”اور بلاشبہ اگر ہم ان سے عذاب کو ایک گنی ہوئی مدت تک مؤخر کر دیں تو یقیناً ضرور کہیں گے اسے کیا چیز روک رہی ہے؟ سن لو! جس دن وہ ان پر آئے گا تو ان سے ہٹایا جانے والا نہیں اور انھیں وہ چیز گھیر لے گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔“

ان کافروں کی فطرت ہی میں کجی واقع ہوئی ہے، قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا اور اللہ کی جانب سے بھیجی گئی ہر خبر میں شک کرنا ان کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر ایک مدت معینہ تک عذاب کو ان سے ٹال دیتا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کو فوراً جھٹلانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد! تم جس عذاب کی بات کرتے تھے اسے کس چیز نے مؤخر کر دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ جلدی نہ کرو، جب وہ تم پر نازل ہو جائے گا تو کوئی طاقت اسے ٹال نہیں سکے گی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴾ [العنکبوت : ۵۳] ”اور وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر ایک مقرر وقت نہ ہوتا تو ان پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے۔“

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰

”اور یقیناً اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھائیں، پھر اسے اس سے چھین لیں تو بے شک وہ یقیناً نہایت ناامید، بے حد ناشکرا ہوتا ہے۔ اور بے شک اگر ہم اسے کوئی نعمت چکھائیں کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو تو یقیناً ضرور کہے گا سب تکلیفیں مجھ سے دور ہو گئیں۔ بلاشبہ وہ یقیناً بہت پھولنے والا، بہت فخر کرنے والا ہے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس مذموم صفت کا ذکر فرمایا ہے کہ جس سے اس کے صرف وہ مومن بندے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی محفوظ رہتے ہیں جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہو۔ وہ مذموم صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو نعمت دے کر پھر کسی سبب سے اس سے چھین لیتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کی رحمت سے نا امید ہو جاتا ہے اور ناشکری اور اس کی برائی بیان کرنے پر اتر آتا ہے۔ اگر اسے بیماری یا تکلیف کے بعد صحت اور محتاجی کے بعد خوشحالی سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب کیا ہے؟ اب تو آرام و راحت ہے اور عیش و خوشحالی ہے اور اس خوشحالی میں ایسا مگن ہو جاتا ہے کہ اس نعمت پر اپنے خالق و رازق اور آقا و مالک کا شکریہ ادا کرنے کا خیال بھی اس کے دل و دماغ میں نہیں گزرتا۔

اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [یوسف : ۸۷] ”بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴾ [البقرۃ : ۱۵۲] ”سو تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔“

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

”مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ ہیں جن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔“

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بالعموم ایک مذموم صفت کو بیان کیا ہے اور اس آیت میں اس صفت سے ان مومنین کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو اپنی زندگی میں کسی بھی حال میں صبر کا دامن نہیں چھوڑتے اور اعمال صالحہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ مذموم صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو نعمت دے کر پھر کسی سبب سے اس سے چھین لیتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے اور ناشکری اور اللہ کی برائی بیان کرنے پر اتر آتا ہے اور اگر اسے بیماری اور تکلیف کے بعد صحت، اور محتاجی کے بعد خوشحالی سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب کیا ہے، اب تو آرام و راحت ہے اور عیش و خوشحالی ہے اور اس خوشحالی میں ایسے مگن ہو جاتا ہے کہ اس نعمت پر اپنے خالق و رازق اور آقا و مالک کا شکریہ ادا کرنے کا خیال بھی اس کے دل و دماغ میں نہیں گزرتا، لیکن جو مومنین تکلیف کی حالت میں صابر اور آرام کی حالت میں اپنے رب کے شاکر ہوتے ہیں اور ہر حال میں عمل صالح کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے، وہ نہ تو مصیبت کے وقت جزع فزع کرتے ہیں اور نہ عیش و آرام کی حالت میں اس طرح ترنگ میں آتے ہیں کہ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۱۵۵ تا ۱۵۷] ”اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿١٩﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿٢٠﴾ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿٢١﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿٢٢﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَ الَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿٢٤﴾ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿٢٥﴾ وَ الَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٢٦﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿٢٨﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٣٤﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴾ [المعارج : ۱۹ تا ۳۵] ''بلاشبہ انسان تھڑدلا بنایا گیا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جانے والا ہے۔ اور جب اسے بھلائی ملتی ہے تو بہت روکنے والا ہے۔ سوائے نماز ادا کرنے والوں کے۔ وہ جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں ایک مقرر حصہ ہے۔ سوال کرنے والے کے لیے اور (اس کے لیے) جسے نہیں دیا جاتا۔ اور وہ جو جزا کے دن کو سچا مانتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ یقیناً ان کے رب کا عذاب ایسا ہے جس سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں پر، یا جس کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں، تو یقیناً وہ ملامت کیے ہوئے نہیں۔ پھر جو اس کے علاوہ کوئی راستہ ڈھونڈے تو وہی حد سے گزرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں۔''

<u>اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا</u> : سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن دلیل ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔'' [مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الوضوء : ۵۳٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے، پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور فاجر و بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے، یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے) اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔'' [بخاری، کتاب المرضی، باب ما جاء فی کفارة المرض : ۵٦٤٤۔ مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب مثل المؤمن كالزرع...... الخ : ۲۸۰۹]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ (اس کے ذریعے سے) اس کے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے، جس طرح (خزاں میں) درخت کے پتے جھڑ جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔‘‘ [بخاری، کتاب المرضی، باب شدة المرض : ٥٦٤٧۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبهٔ من مرض أو حزن : ٢٥٧١]

سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان کو اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے، یا کانٹے سے بڑھ کر (یا اس سے بھی کم) کوئی تکلیف اسے پہنچتی ہے تو اس کے عوض اس کے لیے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض أو حزن : ٢٥٧٢]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دیہاتی سے کہا: ’’کیا تو کبھی ’’ام مِلدَم‘‘ کی بیماری میں مبتلا ہوا ہے؟‘‘ دیہاتی نے عرض کی ’’ام مِلدَم‘‘ کون سی بیماری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جلد اور گوشت کے درمیان گرمی کو ’’ام ملدم‘‘ کہا جاتا ہے (یعنی بخار)۔‘‘ دیہاتی نے کہا، مجھے کبھی بخار نہیں ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ’’کیا تو کبھی ’’صداع‘‘ کی بیماری میں مبتلا ہوا ہے؟‘‘ اس نے پوچھا، ’’صداع‘‘ کون سی بیماری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’سر درد کو صداع کہا جاتا ہے۔‘‘ دیہاتی نے کہا، مجھے کبھی سر درد بھی نہیں ہوا ہے، پھر جب وہ دیہاتی چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس آدمی کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کسی دوزخی کو دیکھے تو اس دیہاتی کو دیکھ لے۔‘‘ [مستدرك حاكم : ٣٤٧/١، ح : ١٢٨٣۔ ابن حبان : ٢٩١٦۔ مسند أحمد : ٣٣٢/٢، ٣٦٦، ٣٦٧، ح : ٨٤١٦، ٨٨١٥]

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ : یعنی انھیں دنیا میں پہنچنے والی تکلیفیں ان کی بخشش کا سبب بن جاتی ہیں اور ان اعمالِ صالحہ کی وجہ سے جو انھوں نے خوشحالی اور آسائش کے دور میں سر انجام دیے تھے، اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو سعید اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مومن کو جو کوئی بھی سختی، مصیبت، دکھ یا غم پہنچتا ہے، حتیٰ کہ وہ فکر بھی جو اسے غمگین کر دے، تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض أو حزن : ٢٥٧٣]

سیدنا صہیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ میں خیر و بھلائی ہی ہے اور یہ فضیلت صرف بندۂ مومن ہی کو حاصل ہے، (وہ اس طرح کہ) اگر اسے خوشی اور راحت و سکون ملے تو وہ شکر کرتا ہے اور شکر کرنا اس کے لیے بہت بہتر ہے اور اگر کوئی سختی و تکلیف آئے تو صبر کرتا ہے اور صبر کرنے میں بھی اس کے لیے خیر و بھلائی ہی ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره کله خیر : ٢٩٩٩]

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾

’’پھر شاید تو اس کا کچھ حصہ چھوڑ دینے والا ہے جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے تیرا سینہ تنگ ہونے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ کہیں گے اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتارا گیا، یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا؟ تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

کفار مکہ نبی کریم ﷺ سے بار بار کہتے تھے کہ تمھاری صداقت کی گواہی دینے کے لیے آسمان سے کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتر آتا، یا اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی خزانہ کیوں نہیں بھیج دیتا، یا کوئی باغ ہی کیوں نہیں اُگا دیتا؟ یہ اور اسی طرح کے دیگر معاندانہ سوالوں سے رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی دل برداشتہ ہو جاتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں تسلی دی اور کہا کہ ایسا گزشتہ انبیاء کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ ان کی قوموں نے بھی انھیں جھٹلایا تو انھوں نے صبر کیا، اس لیے آپ بھی صبر سے کام لیجیے اور دل برداشتہ ہو کر اور کافروں کا دل رکھنے کے لیے قرآن کریم کی ان آیتوں کی تبلیغ سے رک نہ جائیے جنھیں کفار سننا نہیں چاہتے۔ آپ کا کام تو پیغام الٰہی کو من وعن پہنچا دینا ہے۔ آسمان سے نشانیاں نازل کرنا تو صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴾ [الفرقان : ۷، ۸] ''اور انھوں نے کہا اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے کہا تم تو بس ایسے آدمی کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ مشرکین کی اس طرح کی باتوں سے دل آزردہ ہو جایا کرتے تھے، اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی ہے اور رہنمائی فرمائی ہے کہ آپ ان کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں اور نہ ان کی وجہ سے دعوت الی اللہ کے کام کو چھوڑیں، بلکہ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے دن رات مصروف عمل رہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴾ [الحجر : ۹۷] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک تیرا سینہ اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔''

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

''یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے پھر اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم حکم ماننے والے ہو؟“

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اعجاز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ قرآن مجید جیسی کتاب پیش کر سکے، بلکہ یہ بھی کسی کے مقدور میں نہیں کہ وہ اس جیسی دس سورتیں یا ایک سورت ہی پیش کر سکے، کیونکہ رب تعالیٰ کے پاک کلام سے مخلوق کے کلام کو کوئی نسبت یا مشابہت نہیں ہو سکتی، جیسا کہ صفات الٰہی سے مخلوق کی صفات کو کوئی موافقت و مناسبت نہیں ہو سکتی۔ اس کی ذات بابرکات اس بات سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے مشابہ ہو، اس کے سوا کوئی معبود ہے نہ پروردگار۔

اگلی آیت میں فرمایا کہ مسلمانو! اگر کفار عرب تمھارے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکیں، تو تمھارے علم و یقین میں اضافہ اور پختگی آ جانی چاہیے کہ وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ اس قرآن کا معجزانہ نظم اور اس کی ترتیب کسی انسان کے بس کی بات نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر آخر الزماں کو عطا کیا جانے والا سب سے عظیم معجزہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کو جیسا معجزہ دیا گیا اسی قدر اس پر ایمان لایا گیا، یا (فرمایا) اسی قدر لوگ اس پر ایمان لائے اور مجھے تو (قرآن مقدس کی) وحی دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے، اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے لوگ تمام انبیاء کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔“ [بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : بعثت بجوامع الکلم : ۷۲۷۴۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا...... الخ : ۱۵۲]

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

”جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انھوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اعمال صالحہ کے بدلے میں جس کا مطمحِ نظر صرف دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و آرام اور ٹھاٹھ باٹھ ہوتا ہے تو اللہ اسے ان اعمال کا بدلہ اس کی نیت کے مطابق دیتا ہے، اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، لیکن آخرت میں انھیں ان اعمال صالحہ کا کوئی اچھا بدلہ نہیں ملے گا، بلکہ نفاق اور ریا کاری کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیے جائیں گے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا﴾ [بني إسرائيل: ١٨ تا ٢١] ”جو شخص اس جلدی والی (دنیا) کا ارادہ رکھتا ہو ہم اس کو اس میں جلدی دے دیں گے جو چاہیں گے، جس کے لیے چاہیں گے، پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے، اس میں داخل ہوگا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔ اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی، جو اس کے لائق کوشش ہے، جبکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش ہمیشہ سے قدر کی ہوئی ہے۔ ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں، ان کی اور ان کی بھی، تیرے رب کی بخشش سے اور تیرے رب کی بخشش کبھی بند کی ہوئی نہیں۔ دیکھ ہم نے ان کے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دی ہے اور یقیناً آخرت درجوں میں بہت بڑی اور فضیلت دینے میں کہیں بڑی ہے۔“ اور فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ﴾ [الشورىٰ: ٢٠] ”جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔“

یہ آیت کریمہ مسلمانوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی ہے کہ آدمی نیک اعمال کرتا ہے، لیکن اگر ان میں اخلاص اور للّٰہیت نہیں ہے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے وبالِ جان بن جائیں گے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لیے کیا کیا؟ وہ کہے گا، میں نے تیری راہ میں جنگ کی، حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے بہادر کہلوانے کے لیے جنگ کی، سو دنیا میں تجھے بہادر کہا گیا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ آدمی لایا جائے گا جس نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا اور وہ عالم ان کا اقرار کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا، ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، یا اللہ! میں نے علم سیکھا، لوگوں کو سکھلایا اور تیری خاطر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا ہے، تو نے علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھایا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ سو دنیا نے تجھے عالم اور قاری کہا۔ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد تیسرا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں وسعت اور ہر طرح کی دولت سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، میری نعمتیں پا کر تو نے کیا کام کیے؟ وہ کہے گا، یا اللہ! میں نے تیری راہ میں ان تمام جگہوں پر خرچ کیا جہاں تجھے پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے صرف اس لیے مال خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہا۔ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' [مسلم، كتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار : ١٩٠٥۔ نسائی، كتاب الجهاد، باب من قاتل ليقال فلان جرئ : ٣١٣٩]

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اے ایمان والو!) خوشخبری سنو اور اس چیز کی امید رکھو جو چیز تمھیں خوش کر دے گی۔ اللہ کی قسم! میں تمھارے معاملہ میں فقر و محتاجی سے نہیں ڈرتا، بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی۔ تو تم بھی دنیا کی حرص کرنے لگو گے جس طرح وہ لوگ حرص کرنے لگے تھے اور دنیا تمھیں اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح اس نے ان لوگوں کو غافل کر دیا تھا۔'' [بخاری، كتاب الرقاق، باب، ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها : ٦٤٢٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دینار و درہم اور ریشمی چادر اور اونی کپڑوں کا بندہ ہلاک ہو گیا کہ اگر اسے یہ چیزیں ملیں تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں ملتیں تو ناراض ہو جاتا ہے۔'' [بخاری، كتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال ...... الخ : ٦٤٣٥]

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾

''تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہو اور اس کی طرف سے ایک گواہ اس کی تائید کر رہا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی جو امام اور رحمت تھی، یہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے تو آگ ہی اس کے وعدے کی جگہ ہے۔ سو تو اس کے بارے میں کسی شک میں نہ رہ، یقیناً یہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔''

منکرین اور کافرین کے مقابلے میں اہل فطرت اور اہل ایمان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ ﴿عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ﴾ سے مراد، وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہے الٰہ واحد کا اعتراف اور اسی کی عبادت۔ ﴿وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ﴾ میں گواہ سے مراد قرآن یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو اس فطرت صحیحہ کی طرف دعوت دیتے اور اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشان دہی کرتے ہیں اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات بھی، جو پیشوا اور رحمت کا سبب ہے، یعنی یہ کتابِ موسیٰ بھی قرآن پر ایمان لانے کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک وہ شخص ہے جو منکر و کافر ہے اور اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل پر قائم ہے، اس پر ایک گواہ (قرآن یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہے۔ اسی طرح اس سے قبل نازل ہونے والی کتاب، تورات میں بھی اس کے لیے پیشوائی کا اہتمام کیا گیا ہے تو یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایک مومن ہے اور دوسرا کافر۔ ایک ہر طرح کے دلائل سے لیس ہے دوسرا بالکل خالی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ اور دیگر تمام کفار عالم کے بارے میں فرمایا کہ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن پر ایمان نہیں لائے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ: اس آیت میں "بَيِّنَةٍ" سے مراد قرآن مجید ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ ﴾ [الأنعام : ٥٧] "کہہ دے بے شک میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ﴾ [الأنعام : ١٥٧] "پس بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آ چکی۔"

﴿ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ ﴾ سے مراد وہ فطرت بھی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جیسے کہ جانوروں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں، کیا تم نے کوئی ایسا جانور دیکھا ہے کہ (پیدائشی طور پر) اس کے جسم کا کوئی حصہ کٹا ہوا ہو؟" [بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی أولاد المشرکین : ١٣٨٥۔ مسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ …… الخ : ٢٦٥٨]

سیدنا عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو موحد پیدا کیا ہے، لیکن پھر شیطان آ کر انھیں ان کے دین سے بہکا دیتا ہے اور میری حلال کردہ چیزیں ان پر حرام کر دیتا ہے اور انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ میرے ساتھ انھیں شریک کریں جن کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔" [مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمها، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا …… الخ : ٢٨٦٥]

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ: گواہ سے مراد قرآن مجید ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا اور آپ نے اسے اپنی امت تک پہنچا دیا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ [الأحقاف : ١٠] "کہہ دے کیا تم نے دیکھا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوا اور تم نے اس کا انکار کر دیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت دینے والے نے اس جیسے (قرآن) کی شہادت دی، پھر وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا (تو تمھارا انجام کیا ہوگا) بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ : یعنی تمام روئے زمین کے لوگوں میں سے، خواہ وہ مشرک و کافر ہوں یا اہل کتاب، یا انسانی معاشرے کے کسی بھی طبقے یا جنس سے ان کا تعلق ہو، یا ان کا کوئی رنگ اور کوئی بھی شکل ہو اور انھیں قرآن کی دعوت پہنچ جائے اور وہ اس کا انکار کر دیں تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا ﴾ [الأعراف : ۱۵۸] ”کہہ دے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں سے جو بھی یہودی یا نصرانی میرے متعلق سن لے اور پھر مجھ پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی ہے۔“ [مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ ...... الخ : ۱۵۳]

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰۤـئِكَ يُعۡرَضُوۡنَ عَلٰى رَبِّهِمۡ وَيَقُوۡلُ الۡاَشۡهَادُ هٰۤؤُلَۤاءِ الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلٰى رَبِّهِمۡ‌ ۚ اَلَا لَـعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۙ ﴿۱۸﴾

”اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر کوئی جھوٹ باندھے؟ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

ان لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک ظالم و مجرم کون ہو سکتا ہے، جو افترا پردازی کرتے ہوئے کہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کے تراشے ہوئے بت اللہ کے شریک ہیں اور قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔ قیامت کے دن ایسے لوگ نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور فرشتے، انبیائے کرام، دعاۃ و مبلغین اور خود ان مجرموں کے اعضا و جوارح گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں افترا پردازی کی تھی تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔

هٰۤؤُلَۤاءِ الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلٰى رَبِّهِمۡ‌ ۚ اَلَا لَـعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ : صفوان بن محرز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا ہاتھ تھامے ہوئے چل رہا تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن کی سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ آپ نے فرمایا، میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل مومن بندے کو اپنے قریب کرے گا، یہاں تک کہ اس پر اپنا سایہ کر دے گا اور اسے (لوگوں کی نگاہوں سے) چھپا لے گا اور اسے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا کہ کیا تجھے اپنا فلاں گناہ یاد ہے؟ اور کیا فلاں بھی یاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ وہ بندہ کہے گا، ہاں! اے میرے رب! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آ جائے گا کہ بس اب ہلاک ہوا، تو اس وقت ارحم الراحمین فرمائے گا، (میرے بندے!) میں دنیا میں تیرے (عیبوں) پر پردہ ڈالتا رہا، سن! آج بھی انھیں تیرے لیے بخشتا ہوں، پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ اسے دے دیا جائے گا اور (اس کے برعکس) کفار اور منافقین پر تو گواہ پیش ہوں گے، (جو کہیں گے کہ) یہی وہ ہیں جو اللہ پر جھوٹ بولتے تھے۔ یاد رہے کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔" [بخاری، کتاب المظالم، باب قول اللہ تعالیٰ : ﴿ ألا لعنة الله على الظالمين ﴾: ٢٤٤١۔ مسلم، كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل و إن كثر قتله : ٢٧٦٨]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا رہتا ہے اور بالآخر جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔" [بخاری، كتاب التفسير، باب ﴿ وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى وهي ظالمة ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾

"جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں اور آخرت کے ساتھ کفر کرنے والے بھی وہی ہیں۔"

جو لوگوں کو اللہ کی سیدھی راہ سے روکنے کے لیے اس میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے تھے اور وہ ایسا کیوں نہ کرتے، ان کا تو آخرت پر ایمان تھا ہی نہیں، کیونکہ جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہی سیدھی راہ اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی دعوت دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴾ [إبراهيم : ٣] "وہ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں، یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔"

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾

"یہ لوگ کبھی زمین میں عاجز کرنے والے نہیں اور نہ کبھی ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار ہیں، ان کے لیے عذاب دگنا کیا جائے گا۔ وہ نہ سننے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ دیکھا کرتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس بات سے عاجز نہیں ہے کہ ان افترا پرداز کافروں اور مشرکوں کو قیامت سے پہلے دنیا ہی میں عذاب دے تب ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جو اس عذاب کو ان سے ٹال سکے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں انھیں اس لیے عذاب نہیں دیا گیا کہ آخرت میں انھیں دوگنا عذاب دیا جائے، اس لیے کہ دین اسلام سے ان کی نفرت و عداوت اس قدر شدید تھی کہ نہ حق بات سننے کی تاب لاتے تھے اور نہ اللہ کی آیتوں میں غور و فکر سے کام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے تھے۔

یُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ : ان کو دگنا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کان، آنکھیں اور دل دیے تھے، مگر یہ ان کے کچھ کام نہ آئے، بلکہ حق سننے سے یہ بہرے بنے رہے، حق کی اتباع کرنے سے یہ اندھے بنے رہے۔ اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳۷، ۳۸] ”پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں لکھے ہوئے میں سے ان کا حصہ ملے گا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آئیں گے، جو انھیں قبض کریں گے تو کہیں گے کہاں ہیں وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ کہیں گے وہ ہم سے گم ہوگئے اور وہ اپنے آپ پر شہادت دیں گے کہ واقعی وہ کافر تھے۔ فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنے ساتھ والی کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آملیں گے تو ان کی پچھلی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ فرمائے گا سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴾ [النحل : ۸۸] ”وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انھیں عذاب پر عذاب زیادہ دیں گے، اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے۔“

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴾ [المؤمن : ۶۹ تا ۷۶] ”کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑتے ہیں، کہاں پھیرے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا اسے جھٹلا دیا، سو عنقریب جان لیں گے۔ جب طوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں، گھسیٹے جا رہے ہوں گے کھولتے پانی میں، پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جو تم شریک ٹھہراتے تھے؟ اللہ کے سوا۔ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے، بلکہ ہم اس سے پہلے کسی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر خوش ہوتے تھے اور اس لیے کہ تم اکڑتے تھے۔ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو، پس وہ تکبر کرنے والوں کی بری جگہ ہے۔" اور فرمایا: ﴿ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴾ [الأحقاف : ۲۸] "پھر ان لوگوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی جنھیں انھوں نے قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ کے سوا معبود بنایا؟ بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور جو وہ بہتان باندھتے تھے۔"

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾

"یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اور ان سے گم ہو گیا جو کچھ وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ یقیناً وہ آخرت میں، وہی سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔"

یعنی اللہ کے سوا جن معبودوں اور بتوں کو یہ پکارتے رہے، وہ ان کے کچھ کام تو نہ آ سکیں گے، البتہ ہر طرح کے نقصان اور خسارے کا سبب ضرور قرار پائیں گے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴾ [الأحقاف : ٦] "اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔" اور فرمایا: ﴿ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴾ [البقرة : ١٦٦] "جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی، ان لوگوں سے بالکل بے تعلق ہو جائیں گے جنھوں نے پیروی کی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات بالکل منقطع ہو جائیں گے۔"

لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ : اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اور خسارہ اٹھانے والے یہی لوگ ہوں گے، کیونکہ انھوں نے اپنے لیے بلندیوں کے بجائے پستیوں کو پسند کر لیا تھا اور جنت کی نعمتوں کے بجائے جہنم کے کھولتے ہوئے گرم پانی کو، جنت کی سربمہر خالص شراب کے بجائے جہنم کی نہایت گرم ہوا، کھولتے پانی اور سیاہ ترین دھویں کو، موٹی موٹی آنکھوں والی خوبصورت حوروں کے بجائے تھوہر کے کھانے کو اور جنت کے بلند و بالا محلات کے بجائے جہنم کے گڑھوں کو پسند کر لیا تھا، بلاشک و شبہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اپنے رب کی طرف عاجزی کی وہی جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

بد بخت لوگوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے سعادت مند لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ جن کے دل ایمان سے لبریز تھے اور جن کے اعضا قولاً اور فعلاً اعمال صالحہ بجا لاتے رہے۔ جنھوں نے نیکیوں کو اختیار کیا اور برائیوں سے اجتناب کیا، تو وہ لوگ اپنے اس پاکیزہ طرز عمل کے باعث جنتوں کے وارث بن جائیں گے اور ان ابدی نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں موت ہوگی اور نہ بڑھاپا، نہ بیماری اور نہ نیند، نہ بول و براز اور نہ بلغم اور تھوک، بس کستوری کی خوشبو جیسا ہلکا سا پسینا آئے گا جس سے کھایا پیا سب ہضم ہو جائے گا۔

ارشاد فرمایا: ﴿ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴾ [الحج : ٣٤، ٣٥] "سو تمھارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دے۔ وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور ان پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کرنے والے اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾ [الحج : ٥٤] "اور تاکہ وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا ہے، جان لیں کہ بے شک وہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لے آئیں، پس ان کے دل اس کے لیے عاجز ہو جائیں اور بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے یقیناً سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔"

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ ٢ ع ٢٤ ٢

"دونوں گروہوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے، کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں، تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔"

پچھلی آیات میں مومنوں اور کافروں، سعادت مندوں اور بد بختوں دونوں کا تذکرہ فرمایا، اب اس میں دونوں کی مثال بیان فرما کر دونوں کی حقیقت کو مزید واضح کیا جا رہا ہے۔ فرمایا، ایک کی مثال اندھے اور بہرے کی طرح ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی مثال دیکھنے اور سننے والے کی طرح۔ کافر دنیا میں حق کا روئے زیبا دیکھنے سے محروم اور آخرت میں نجات کے راستے سے بے بہرہ۔ چونکہ وہ حق کے دلائل سننے سے بہرا ہوتا ہے، اسی لیے ایسی باتوں سے محروم رہتا ہے جو اس کے لیے مفید ہوں۔ اس کے برعکس مومن سمجھ دار، حق کو دیکھنے والا اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والا ہوتا ہے، چنانچہ وہ حق اور خیر کی پیروی کرتا ہے، دلائل کو سنتا، ان کے ذریعے شبہات کا ازالہ کرتا اور باطل سے اجتناب کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام نفی کے لیے ہے، یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے، جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾ [الحشر : ۲۰] ”آگ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں، جو جنت والے ہیں وہی اصل کامیاب ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ۙ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ۚ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ؕ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴾ [فاطر : ۱۹ تا ۲۴] ”اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور نہ زندے برابر ہیں اور نہ مردے۔ بے شک اللہ سنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو ہرگز اسے سنانے والا نہیں جو قبروں میں ہے۔ تو تو محض ایک ڈرانے والا ہے۔ بے شک ہم نے تجھے حق کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزرا ہے۔“

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ؗ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۵ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، بے شک میں تمھارے لیے صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تو اس کی قوم میں سے ان سرداروں نے کہا جنھوں نے کفر کیا تھا، ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر اپنے جیسا ایک بشر اور ہم تجھے نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کے سوا کسی نے تیری پیروی کی ہو جو ہمارے سب سے رذیل ہیں، سطحی رائے کے ساتھ اور ہم تمھارے لیے اپنے آپ پر کوئی برتری نہیں دیکھتے، بلکہ ہم تمھیں جھوٹے گمان کرتے ہیں۔“

یہاں سے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعہ کی ابتدا ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ قوم نوح کے کفر و شرک اور شر و فساد سے زمین بھر گئی تھی۔ نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمھیں اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو رد کر دیا اور ان کے نبی ہونے میں تین قسم کے شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ یہ ظاہر کیا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو، تو ہمارے بجائے تم نبوت کے کیسے حق دار بن گئے؟ ان کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ قوموں کے سرداروں میں سے ایک نے بھی تمھاری اتباع نہیں کی، صرف گھٹیا قسم کے لوگوں نے تمھاری پیروی کی ہے، جو کم عقل اور بے وقوف ہیں اور اچھی اور گہری سوچ سمجھ نہیں رکھتے، اگر تم نبی ہوتے تو سردارانِ قوم تم پر ایمان لاتے اور تیسرا شبہ یہ تھا کہ تم میں اور تمھارے پیروکاروں میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی جو ہم میں نہ ہو، تو پھر تم نبی کیسے ہو گئے؟

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شاہ روم ہرقل نے جب ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ شریف لوگوں نے اس رسول کی پیروی کی ہے یا ضعیف و ناتواں لوگوں نے؟ تو اس نے یہی جواب دیا تھا کہ ضعیفوں نے۔ جس پر ہرقل نے کہا، رسولوں کے پیروکار یہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ [بخاری، کتاب بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحي إلی رسول الله ﷺ : ۷۔ مسلم ، کتاب الجهاد ، باب کتب النبي ﷺ إلی هرقل : ۱۷۷۳]

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

”اس نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بڑی رحمت عطا فرمائی ہو، پھر وہ تم پر مخفی رکھی گئی ہو، تو کیا ہم اسے تم پر زبردستی چپکا دیں گے، جب کہ تم اسے ناپسند کرنے والے ہو۔“

نوح علیہ السلام نے ان کی کافرانہ بات سن کر کہا، اے میری قوم کے لوگو! اللہ نے تو مجھے اپنے نبی ہونے کا برہان قاطع عطا فرمایا ہے۔ صفت بشریت میں میرا تمھارے ساتھ برابر ہونا اس بات سے ہرگز مانع نہیں ہے کہ وہ مجھے مقام نبوت سے نوازے۔ اسی طرح میرے ماننے والوں کا مالی اعتبار سے کمزور ہونا بھی نبوت سے مانع نہیں ہے، کیونکہ بشریت اور عقل و فہم میں وہ تمھاری طرح ہیں اور یہ نبوت تو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو اس نے مجھے دیا ہے۔ اگر تمھاری بصیرت ختم ہو گئی ہے اور تم حق کو نہیں دیکھ پا رہے ہو تو میں تمھیں اسے قبول کرنے پر مجبور تو نہیں کر سکتا۔ میرا کام تو صرف دعوت دینا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۶۲] ”میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بقیع غرقد میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے، تو آپ نے فرمایا: ”سنو! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جنت اور دوزخ میں مقرر کر دی گئی ہے، لکھی ہوئی ہے۔“ لوگوں نے کہا، پھر ہم اس پر بھروسا کر کے بیٹھ کیوں نہ جائیں؟ آپ نے فرمایا: ”عمل کرتے رہو، ہر شخص سے وہی عمل صادر ہوں گے جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ فأما من أعطى واتقى ﴾ : ٤٩٤٥]

وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

”اور اے میری قوم! میں تم سے اس پر کسی مال کا سوال نہیں کرتا، میری مزدوری اللہ کے سوا کسی پر نہیں اور میں ان لوگوں کو دور ہٹانے والا نہیں جو ایمان لائے ہیں، یقیناً وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور لیکن میں تمھیں ایسے لوگ دیکھتا ہوں جو جہالت برتتے ہو۔ اور اے میری قوم! اللہ کے مقابلے میں کون میری مدد کرے گا اگر میں انھیں دور ہٹا دوں؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟“

نوح علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں دعوت و تبلیغ کے کام پر تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگتا کہ تمھیں شبہ ہو کہ میں دنیا طلبی کے لیے ایسا کر رہا ہوں اور تم جو میرے پیروکاروں کو گھٹیا کہتے ہو اور مجھ سے مطالبہ کرتے ہو کہ میں انھیں اپنے پاس سے بھگا دوں تاکہ تم لوگ آ کے میری بات سنو، تو میں ایسا بھی نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ ایمان لانے کے بعد اللہ کے نزدیک ان کا مقام بلند ہو گیا ہے اور جب وہ اللہ سے ملیں گے تو مجھ سے جھگڑیں گے کہ اے رب! انھوں نے ہمیں اپنی مجلس سے نکال دیا تھا۔ اے میری قوم کے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ نہایت ہی نادان ہو، اسی لیے تو یہ سوچتے ہو کہ اگر ایمان لے آؤ گے تو ان کمزور اور ضعیف ایمان والوں کے برابر ہو جاؤ گے۔ اے لوگو! میں تمھیں دوبارہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر میں نے ان کمزور مسلمانوں کو اپنی مجلس سے نکال دیا، تو مجھے اللہ کے عقاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اس لیے کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے کے بعد اللہ کے نزدیک ان کا مقام بلند ہو گیا ہے اور انھیں صرف اس لیے بھگا دینا کہ وہ غریب اور کمزور ہیں، سراسر ظلم ہو گا۔

انھی جیسے لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کمزور صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں اور ان کے ساتھ خصوصی مجلس کریں، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما دیا: ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ﴾ [الأنعام : ٥٢] ”اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، مشرکین نے کہا، ان لوگوں کو آپ اپنی مجلس سے نکال دیجیے تا کہ یہ ہم پر جرأت نہ کر سکیں، ان لوگوں میں میں تھا، عبداللہ بن مسعود، ہذیل کا ایک آدمی، بلال اور دو آدمی اور تھے جن کا نام میں نہیں لے رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو خیال اللہ نے چاہا وہ آیا۔ آپ ابھی سوچ ہی رہے تھے (کہ اب کیا کرنا چاہیے) کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ ”اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔“ [مسلم، كتاب الفضائل، باب في فضل سعد بن أبي وقاص : ٢٤١٣/٤٦]

وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

”اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں ایک فرشتہ ہوں اور نہ میں ان لوگوں کے بارے میں جنھیں تمھاری آنکھیں حقیر سمجھتی ہیں، یہ کہتا ہوں کہ اللہ انھیں ہرگز کوئی بھلائی نہیں دے گا، اللہ اسے زیادہ جاننے والا ہے جو ان کے دلوں میں ہے، یقیناً میں تو اس وقت ظالموں سے ہوں گا۔“

اس آیت کریمہ میں نوح علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اے لوگو! میں تمھاری طرح بشر ہوں، لیکن اللہ نے مجھے رسالت اور وحی سے نوازا ہے۔ میں ایسی باتوں کا دعویٰ نہیں کرتا جو میرے اختیار سے باہر ہیں۔ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ کی روزی کے خزانوں کا مالک ہوں اور نہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ فرشتہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ جب میں خود ایسا دعویٰ نہیں کرتا تو پھر میرے اندر ان صفات کے مفقود ہونے پر میری نبوت کا انکار کیوں کرتے ہو؟ اور جن غریب مسلمانوں کو تم حقیر جانتے ہو، ان کے بارے میں میں تمھاری طرح یہ نہیں کہتا کہ اللہ انھیں دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے ان کی غربت کی وجہ سے محروم رکھے گا۔ ان کے اندر جو خوبیاں پائی جاتی ہیں انھیں اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تم سے زیادہ جانتا ہے، اگر میں ایسا کہوں گا تو میں ان کے حق میں ظالم ہوں گا۔ اس لیے کہ میں نے ان کی قدر و منزلت نہیں پہچانی اور ان کی شان کے خلاف بات کی۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾

''انھوں نے کہا اے نوح! بے شک تو نے ہم سے جھگڑا کیا، پھر ہم سے بہت جھگڑا کیا، پس لے آ ہم پر جس کا تو ہمیں وعدہ دیتا ہے، اگر تو سچوں سے ہے۔ اس نے کہا وہ تو تم پر اللہ ہی لائے گا، اگر اس نے چاہا اور تم ہرگز عاجز کرنے والے نہیں۔ اور میری نصیحت تمھیں نفع نہ دے گی اگر میں چاہوں کہ تمھیں نصیحت کروں، اگر اللہ یہ ارادہ رکھتا ہو کہ تمھیں گمراہ کرے، وہی تمھارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

جب قوم نوح کے پاس کفر و عناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انھوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمھارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب اللہ چاہے گا عذاب لے آئے گا اور اس وقت تم اسے عاجز نہیں کر سکو گے۔ اگلی آیت میں نوح علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ تمھیں گمراہ اور ہلاک کرنا چاہے گا تو میرا توحید کی طرف بلانا اور عذاب سے ڈرانا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

<u>قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ</u> : یعنی قہر و عذاب الٰہی کو نازل کرو، ہمارے بارے میں جو چاہو بد دعا کرو اور جو تم بد دعا کرو وہ اب ہمارے بارے میں قبول ہو ہی جانی چاہیے۔ یہی انداز مشرکین مکہ کے سردار ابوجہل نے اپنایا، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا: ((اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ)) ''اے اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و إذ قالوا اللهم إن كان هذا ...... الخ ﴾ : ٤٦٤٨]

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع ۳/۱۲

''یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے، کہہ دے اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہے تو میرا جرم مجھی پر ہے اور میں اس سے بری ہوں جو تم جرم کرتے ہو۔''

قوم نوح کے اس قول کی تردید ہے کہ نوح علیہ السلام پر اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ آپ ان کافروں سے کہیے کہ اگر میں نے اللہ پر افترا پردازی کی ہے تو اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں اور اگر میں سچا ہوں اور تم لوگ مجھے جھٹلا رہے ہو تو تم لوگ اس کی تکذیب کی سزا پانے کے لیے تیار رہو اور یہ جان لو کہ میں تمھارے جرائم سے یکسر بری ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

’’اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ تیری قوم میں سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر جو ایمان لا چکا، پس تو اس پر غمگین نہ ہو جو وہ کرتے رہے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دے دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ اس کے بعد نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

’’اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور مجھ سے ان کے بارے میں بات نہ کرنا جنھوں نے ظلم کیا، یقیناً وہ غرق کیے جانے والے ہیں۔‘‘

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ اور ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ انھیں طوفان کی نظر ہو جانا ہے۔

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ : سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’نوح علیہ السلام اور ان کی امت حاضر ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نے میرا پیغام (اپنی امت کو) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے، ہاں، یارب! تو اللہ تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا، کیا انھوں نے تم لوگوں کو (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے، نہیں، ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، تیرا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت۔ تب ہم (مسلمان) گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام پہنچا دیا تھا۔‘‘ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ عزوجل : ﴿ ولقد أرسلنا نوحًا إلى قومه ﴾ ...... الخ : ۳۳۳۹]

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۟ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾

’’اور وہ کشتی بناتا رہا اور جب کبھی اس کے پاس سے اس کی قوم کے کوئی سردار گزرتے اس سے مذاق کرتے۔ وہ کہتا اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو ہم تم سے مذاق کرتے ہیں، جیسے تم مذاق کرتے ہو۔ پس تم جلد ہی جان لو گے کہ وہ کون ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کردے گا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔“

نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ نبی ہونے کے بعد اب بڑھئی ہو گئے؟ اسی لیے کافروں نے ان سے پوچھا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے پہلے سے کشتی نہیں دیکھی تھی۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہمیں لے کر پانی پر چلے گی، تو وہ ہنسنے اور مذاق اڑانے لگے۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ اگر آج تم میرا مذاق اڑا رہے ہو تو اڑا لو، کل طوفان میں تمھارے ڈوبنے کا نظارہ ہم سب مسلمان کریں گے۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ اس وقت تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں رسوا کن عذاب اور آخرت میں دائمی عذابِ جہنم کا کون مستحق ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰

”یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور ابل پڑا تو ہم نے کہا اس میں ہر چیز میں سے دو قسمیں (نر و مادہ) دونوں کو اور اپنے گھر والوں کو سوار کر لے، سوائے اس کے جس پر پہلے بات ہو چکی اور ان کو بھی جو ایمان لے آئے اور اس کے ہمراہ تھوڑے سے لوگوں کے سوا کوئی ایمان نہیں لایا۔“

جب قوم نوح کی ہلاکت کا وقت آ گیا اور پانی پوری شدت کے ساتھ ابلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور پرندوں کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ اپنے صرف ان رشتہ داروں کو سوار کر لیں جو ان پر ایمان لائے ہیں۔ اس خوفناک طوفان کا نقشہ کھینچتے ہوئے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴾ [القمر : ۱۱ تا ۱٤] ”تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے، ایسے پانی کے ساتھ جو زور سے برسنے والا تھا۔ اور زمین کو چشموں کے ساتھ پھاڑ دیا، تو تمام پانی مل (کر ایک ہو) گیا، اس کام کے لیے جو طے ہو چکا تھا۔ اور ہم نے اسے تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کر دیا۔ جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی، اس شخص کے بدلے کی خاطر جس کا انکار کیا گیا تھا۔“

وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱

”اور اس نے کہا اس میں سوار ہو جاؤ، اللہ کے نام کے ساتھ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے۔ بے شک میرا رب یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

نوح علیہ السلام نے جب طوفان کو امڈتے دیکھا تو اپنے مسلمان ساتھیوں سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ، یہ اللہ کے نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چلے گی اور اس کے نام سے اس کی مرضی کے مطابق رکے گی۔ بے شک میرا رب مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، وہ ہمیں ضرور اس طوفان سے نجات دے گا۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَ نَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَ كَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

”اور وہ انھیں لے کر پہاڑوں جیسی موج میں چلی جاتی تھی، اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ ایک علیحدہ جگہ میں تھا، اے میرے چھوٹے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ (شامل) نہ ہو۔ اس نے کہا میں عنقریب کسی پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا، جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے فیصلے سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی تو وہ غرق کیے گئے لوگوں میں سے ہوگیا۔“

جب نوح اور ان کے مسلمان ساتھی ”بسم اللہ“ کہہ کر سوار ہو گئے تو کشتی پہاڑوں کی مانند اونچی موجوں کے درمیان چلنے لگی۔ اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا، جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں کسی پہاڑ پر جا کر پناہ لے لوں گا اور ڈوبنے سے بچ جاؤں گا، تو نوح علیہ السلام نے کہا کہ آج اللہ کے عذاب سے صرف وہی بچ سکے گا جس پر اللہ اپنا رحم و کرم فرمائے گا اور اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔
باپ بیٹے کے درمیان اس گفتگو کے بعد ایک بڑی ہیبت ناک موج اٹھی جس نے 'حام' کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔

وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ غِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الربع

”اور کہا گیا اے زمین! تو اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تو تھم جا اور پانی نیچے اتار دیا گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور وہ جودی پر جا ٹھہری اور کہا گیا ظالم لوگوں کے لیے دوری ہو۔“

نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ جب تمام اہل زمین ڈوب گئے اور کوئی کافر زندہ نہ رہا، تو اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زمین کو حکم دیا کہ جو پانی اوپر ابل آیا تھا اسے اپنے اندر جذب کر لے اور آسمان کو حکم دیا کہ بارش برسانا روک دے، چنانچہ پانی خشک ہو گیا اور اللہ کا فیصلہ پورا ہو گیا۔ جس کو بچانا چاہا بچا لیا اور جسے ہلاک کرنا چاہا ہلاک کر دیا۔ جب پانی کم ہونے لگا اور پہاڑوں کی چوٹیاں ظاہر ہونے لگیں تو کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہر گئی جو موصل شہر کے قریب واقع ہے اور اللہ کی جانب سے اعلان ہو گیا کہ اب ظالموں سے زمین پاک ہو گئی۔

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ : سیدنا میّب بن حزن رضی اللہ عنہ (سعید بن میّب کے والد) بیان کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے۔ اس وقت ان کے پاس ابو جہل بھی بیٹھا تھا۔ آپ نے ابو طالب سے کہا: ''چچا ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ لو، مجھے اپنے پروردگار کے ہاں تمھارے لیے ایک دلیل مل جائے گی۔'' ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے، کیا تم عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دو گے؟ دونوں برابر ہی سمجھاتے رہے۔ آخر ابو طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر (مرتا) ہوں۔۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ''میں تمھارے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، جب تک اس کام سے منع نہ کر دیا جائے۔'' [بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب قصة أبي طالب : ٣٨٨٤]

وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۴۵ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۴۶ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۴۷

''اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، پس کہا اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا میرے گھر والوں سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ فرمایا اے نوح! بے شک وہ تیرے گھر والوں سے نہیں، بے شک یہ ایسا کام ہے جو اچھا نہیں، پس مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ بے شک میں تجھے اس سے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے ہو جائے۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے اس بات کا سوال کروں جس کا مجھے کچھ علم نہیں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں سے ہو جاؤں گا۔''

نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دعا کی اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے، تو نے کہا تھا کہ اپنے گھر والوں کو بھی کشتی میں سوار کر لو، تاکہ سب طوفان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچ جائیں، تو آج تو اسے توفیق دے دے کہ ایمان لے آئے اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر نوح علیہ السلام کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ آپ کے گھر والے تو دین وشریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں، اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے لیے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال نہ کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہے۔ جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ اللہ سے ان کا سوال شریعت کے مطابق نہیں تھا اور یہ محض ان کا وہم تھا کہ ممکن ہے کہ 'حام' مسلمان بن کر کشتی میں سوار ہو جائے گا، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

"کہا گیا اے نوح! اتر جا ہماری طرف سے عظیم سلامتی اور بہت سی برکتوں کے ساتھ، تجھ پر اور ان جماعتوں پر جو ان لوگوں سے ہوں گی جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور کئی جماعتیں ہیں جنھیں ہم عنقریب سازوسامان دیں گے، پھر انھیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔"

جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ سلامتی کے ساتھ کشتی سے زمین پر اتر جائیے۔ آپ پر اور آپ کے ساتھی مسلمانوں پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ رہے گا۔ البتہ ان میں سے کچھ کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو آگے چل کر کفر کی راہ اختیار کر لیں گے اور ان کا منتہائے مقصود دنیا کا عیش و آرام ہو جائے گا، تو ہم انھیں اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیں گے، لیکن انجام کار انھیں دردناک عذاب سے دوچار کر دیں گے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

"یہ غیب کی خبروں سے ہے جنھیں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں، اس سے پہلے نہ تو انھیں جانتا تھا اور نہ تیری قوم، پس صبر کر، بے شک اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔"

اس آیت کریمہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعات کی خبر آپ کو اور آپ کی قوم کو بالکل نہیں تھی۔ یہ ساری تفصیلات آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول تھے۔ اس کے بعد اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت کی کہ دعوت وتبلیغ کی راہ میں آپ کو جو تکلیف پہنچے اس پر نوح علیہ السلام کی طرح صبر کیجیے اور اس یقین کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کیجیے کہ دنیا میں فتح وکامرانی اور آخرت میں نعمت ابدی ہم اپنے انھی بندوں کو دیں گے جو تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے۔

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴿۵۱﴾

’’اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا)۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ تم تو محض جھوٹ باندھنے والے ہو۔ اے میری قوم! میں تم سے اس پر کسی مزدوری کا سوال نہیں کرتا، میری مزدوری اس کے سوا کسی پر نہیں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ تو کیا تم نہیں سمجھتے؟‘‘

اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی ہدایت کے لیے ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا تھا جو انھی میں سے تھے۔ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہود علیہ السلام نے ان سے کہا، اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے اور تم جو اسے چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو تو یہ بہت بڑی افترا پردازی ہے، اس لیے کہ اللہ نے تمھیں کبھی نہیں کہا کہ اس کے بجائے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرو اور اے میری قوم کے لوگو! اس دعوت وتبلیغ کے کام پر میں تم سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتا کہ تمھیں شبہ ہو کہ میں کسی دنیاوی غرض کی خاطر تمھیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ میرا اجر تو وہ اللہ دے گا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ کیا تمھیں اتنی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ میری بے لوث دعوت میری صداقت کی دلیل ہے۔

وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ﴿۵۲﴾

’’اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، وہ تم پر بادل بھیجے گا، جو خوب برسنے والا ہوگا اور تمھیں تمھاری قوت کے ساتھ اور قوت زیادہ دے گا اور مجرم بنتے ہوئے منہ نہ موڑو۔‘‘

دعوت توحید کے بعد ہود علیہ السلام نے انھیں اللہ کے حضور توبہ واستغفار کی دعوت دی اور کہا کہ اگر تم لوگ شرک سے توبہ کر لو گے اور اللہ کے دین پر عمل پیرا ہو جاؤ گے تو وہ تمھارے کھیتوں اور باغات کے لیے خوب بارش برسائے گا، مال اور اولاد کے ذریعے تمھاری قوت میں مزید اضافہ کرے گا۔ یہ لوگ کھیتوں اور باغات والے تھے اور بڑی زبردست جسمانی قوت کے مالک تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں کثرت باراں اور قوت میں اضافے کا وعدہ کر کے ایمان کی ترغیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائی۔ اس کے بعد کہا کہ دیکھو! اگر تم لوگ میری دعوت سے اعراض کرو گے اور اپنے کفر پر اصرار کرو گے تو اللہ کی نگاہ میں تم بڑے مجرموں میں سے ہو جاؤ گے۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴾ [الفرقان : ۷۱] ”اور جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو یقیناً وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، سچا رجوع کرنا۔“

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۹۶] ”اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے اور لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ہم نے انھیں اس کی وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔“

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾
اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ
مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ
وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

”انھوں نے کہا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لے کر نہیں آیا اور ہم اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے ہرگز چھوڑنے والے نہیں اور نہ کسی طرح تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے کوئی آفت پہنچا دی ہے۔ اس نے کہا میں تو اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔ اس کے سوا۔ سو تم سب میرے خلاف تدبیر کر لو، پھر مجھے مہلت نہ دو۔ بے شک میں نے اللہ پر بھروسا کیا، جو میرا رب ہے اور تمھارا رب ہے۔ کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر وہ اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔“

لیکن قوم ہود نے کبر و عناد کی وجہ سے تمام دلائل و براہین کا یکسر انکار کر دیا اور دانستہ جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ اے ہود! چونکہ تم اپنی صداقت پر اب تک کوئی دلیل نہیں پیش کر سکے، اس لیے ہم صرف تمھاری باتوں میں آکر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تم پر ایمان نہیں لا سکتے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تم جو ہمارے معبودوں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہو، اسی لیے ہمارے کسی معبود نے تمھیں جنون میں مبتلا کر دیا ہے، جس کی وجہ سے تم ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ ہود علیہ السلام نے انھیں ایسا جواب دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ان کافروں کی باتوں کی کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروا نہیں کی اور کہا کہ ان کا اعتماد صرف اللہ پر ہے، وہی ان کی حفاظت کرے گا اور وہ سب مل کر بھی ان کا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔ اس کے بعد کہا، میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں تمھارے شرک سے بالکل بری ہوں۔ اب تم لوگ اپنی پوری طاقت لگا لو اور میرے خلاف جو سازش کرنا چاہو کرو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ آخری آیت میں انھوں نے کہا کہ میں نے تو اس اللہ پر بھروسا کر لیا ہے جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ اس لیے تم مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکو گے۔ زمین پر پائے جانے والے ہر ذی روح کا وہی مالک ہے۔ وہ ہر ایک پر قدرت رکھتا ہے، جس طرح چاہتا ہے اس میں تصرف کرتا ہے۔ میرا رب اپنے ملک و سلطنت میں بڑے عدل و انصاف کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور میں نے اس کی جناب میں پناہ لے لی ہے اور وہ ظلم کو گوارا نہیں کرتا ہے اور تم ظالم ہو، اس لیے وہ تمھیں مجھ پر غالب نہیں ہونے دے گا۔

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا : یعنی کائنات کی ہر چیز اسی کے غلبہ و تسلط میں ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ [الرعد : ١٦] ”کہہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دے اللہ۔ کہہ پھر کیا تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لیے نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟ کہہ دے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے ہیں جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے، تو پیدائش ان پر گڈمڈ ہوگئی ہے؟ کہہ دے اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴾ [الأنعام : ١٨] ”اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی کمال حکمت والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔“

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَیْكُمْ وَ یَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْـًٔا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝۵۷

”پھر اگر تم پھر جاؤ تو بلاشبہ میں تمھیں وہ پیغام پہنچا چکا جسے دے کر مجھے تمھاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اور میرا رب تمھارے سوا کسی اور قوم کو تمھاری جگہ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نقصان نہ کرو گے۔ بے شک میرا رب ہر چیز پر اچھی طرح نگہبان ہے۔“

ہود علیہ السلام نے ان سے مزید کہا کہ میں نے تمھیں دعوت توحید پہنچا دی ہے، اس لیے اگر تم لوگوں نے اعراض سے کام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا تو اب تمھارے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ہلاک کر دے گا اور کسی دوسری قوم کو لائے گا جو تمھاری اراضی اور اموال کی مالک بن جائے گی اور تمھارے کفر و عناد، یا تمھاری ہلاکت سے اللہ کی سلطنت یا حکومت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ جو کچھ نقصان ہوگا تمھارا ہوگا اور میرا رب تو ہر چیز کی نگرانی کر رہا ہے۔ کوئی بھی چیز اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں ہے۔ اس لیے تمھارے سارے اعمال اس کی نگاہ میں ہیں اور وہ تمھیں ان کی سزا ضرور دے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۷۰]

''انھوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم اس اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور انھیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ تو جس کی دھمکی تو ہمیں دیتا ہے وہ ہم پر لے آ، اگر تو سچوں میں سے ہے۔''

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۵۸ وَ تِلْكَ عَادٌ ۙۗ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۵۹ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝۶۰ ع ۵

''اور جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ ایمان لائے تھے، اپنی طرف سے عظیم رحمت کے ساتھ نجات دی اور انھیں ایک بہت سخت عذاب سے بچالیا۔ اور یہ عاد تھے جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر زبردست جابر، سخت عناد والے کے حکم کی پیروی کی۔ اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی۔ سن لو! بے شک عاد نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سن لو! عاد کے لیے ہلاکت ہے، جو ہود کی قوم تھی۔''

اللہ کا عذاب ایک ایسی شدید اور خوفناک آندھی کی شکل میں آیا جس میں کوئی خیر نہیں تھی، جو سات رات اور آٹھ دن تک چلتی رہی اور تمام کفار ہلاک ہو گئے۔ اللہ نے ہود علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو بچا لیا اور انھیں قیامت کے دن عذاب نار سے بھی نجات دے گا۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ یہ لوگ قومِ عاد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ انھوں نے کفر باللہ کا ارتکاب کیا تھا اور آفاق میں موجود ان نشانیوں کا انکار کر دیا تھا جو اللہ کی وحدانیت پر دلیل تھیں اور مشرکانہ اعمال میں اپنے ان متکبر سرداروں کی پیروی کی تھی جو اللہ کے بندوں کو رسولوں کی تکذیب پر ابھارتے تھے۔ چونکہ انھوں نے اپنے متکبر و مغرور سرداروں کی پیروی میں کفر و شرک کی راہ اختیار کی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان پر اس دنیا میں لعنت بھیج دی اور آخرت میں بھی دائمی لعنت کے طور پر جہنم کے سپرد کر دیے جائیں گے۔ گویا لعنت اور اللہ کی رحمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوری ان کے لیے ہر حال میں لازم ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت بھیج دینے کا سبب بیان کرتے ہوئے دوبارہ فرمایا کہ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ انھوں نے اپنے رب کا انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشہ کے لیے ہلاکت و بربادی بھیج دی۔ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قومِ عاد سے بہت زیادہ غضبناک تھا اور ان سے اس کی نفرت شدید تھی۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ : وہ عذاب اس نامبارک ہوا کی صورت میں تھا جس نے ساری قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور اس سخت ترین عذاب سے اللہ کی رحمت سے صرف سیدنا ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکار ہی محفوظ رہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴾ [الحاقة : ٦ تا ٨] ''اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے، جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اس نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھے گا جیسے وہ کھجوروں کے گرے ہوئے تنے ہوں۔ تو کیا تو ان کا کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتا ہے؟''

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیتا ہے (اس کی باگ ڈھیلی کرتا ہے، تاکہ وہ خوب نافرمانی کر لے اور عذاب کا مستحق ہو جائے) پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو نہیں چھوڑتا۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝٦١

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور تمھیں اس میں آباد کیا، سو اس سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے، قبول کرنے والا ہے۔''

اس آیتِ کریمہ سے صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ شروع ہوتا ہے۔ یہ لوگ مدائن حجر میں رہتے تھے جو تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع تھا۔ ہود علیہ السلام کی طرح انھوں نے بھی اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ صرف اللہ کی عبادت کرو جس کے علاوہ تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس نے تم سب کو مٹی سے پیدا کیا، (آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطرۂ منی انسان کی پیدائش کا ذریعہ ہے، اس کے اجزائے ترکیبی میں مٹی ہی بنیادی عنصر ہے) تمھیں زمین میں آباد کیا اور اسے آباد رکھنے کی صلاحیت تمھارے اندر ودیعت کی۔ اس لیے تم لوگ شرک سے توبہ کرو اور اللہ کی طرف رجوع کرو، اللہ بڑا ہی قریب ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ﴾ [البقرۃ : ۱۸۶] ”اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔“

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾

”انھوں نے کہا اے صالح! یقیناً تو ہم میں وہ تھا جس پر اس سے پہلے امیدیں رکھی گئی تھیں، کیا تو ہمیں منع کرتا ہے کہ ہم ان کی عبادت کریں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں اور بے شک ہم اس بات کے بارے میں جس کی طرف تو ہمیں دعوت دیتا ہے، یقیناً ایک بے چین رکھنے والے شک میں ہیں۔“

صالح علیہ السلام کی دعوتِ توحید کو ان لوگوں نے رد کرتے ہوئے کہا کہ اے صالح! بچپن سے تمھارے عادات و اطوار کو دیکھ کر ہم نے امید لگا رکھی تھی کہ تم ہمارے سردار بنو گے اور ہمیں تم سے فائدہ پہنچے گا، اپنے انفرادی و اجتماعی امور میں تم سے مشورہ لیا کریں گے، لیکن تمھاری باتیں سن کر ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ تمھارے اندر کوئی خیر نہیں ہے، اسی لیے تو تم ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں، تم جس توحید کی دعوت ہمیں دے رہے ہو اس کی صداقت کے بارے میں ہمارے دلوں میں بڑا قوی شک و شبہ پایا جاتا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

”اس نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے دیکھا اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی جناب سے عظیم رحمت عطا کی ہو تو کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں میری مدد کرے گا، اگر میں اس کی نافرمانی کروں، پھر خسارہ پہنچانے کے سوا تم مجھے کیا زیادہ دو گے؟ اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے، تمھارے لیے عظیم نشانی، پس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ، ورنہ تمھیں ایک قریب عذاب پکڑ لے گا۔“

صالح علیہ السلام نے کہا، اے میری قوم کے لوگو! میں اپنے رب کی جانب سے نازل کیے گئے دین حق پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت سے نوازا ہے۔ اب ذرا بتاؤ تو سہی کہ اگر تمھیں خوش کرنے کے لیے اس کی نافرمانی کروں، تو مجھے اس کے عذاب سے کون بچائے گا؟ تم جو میری ہمت پست کر رہے ہو اور چاہتے ہو کہ دعوت کا کام چھوڑ دوں، تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ میں خائب و خاسر ہو جاؤں اور اللہ کے عذاب کا مستحق ہو جاؤں؟ صالح علیہ السلام نے جب انھیں دعوت توحید دی، تو انھوں نے کہا کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو اللہ سے کہو کہ بطور نشانی اس پہاڑ سے ایک اونٹنی نکال دے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی اور پہاڑ سے اونٹنی نکل آئی۔ تب انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اللہ نے بطور معجزہ تمھارے مطالبہ کے مطابق اونٹنی بھیج دی ہے، تم لوگ اسے نہ چھیڑو، یہ اللہ کی زمین پر جہاں چاہے گی جائے گی، کھائے گی، پیے گی، کوئی اسے نہ چھیڑے اور نہ تکلیف پہنچائے، ورنہ تم پر بہت جلد اللہ کا عذاب آ جائے گا۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأعراف : ٧٧] ”تو انھوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرکش ہو گئے اور انھوں نے کہا اے صالح! لے آ ہم پر جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے، اگر تو رسولوں سے ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ [الشعراء : ١٥٧، ١٥٨] ”تو انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، پھر پشیمان ہو گئے۔ تو انھیں عذاب نے پکڑ لیا۔ بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔“

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ
اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِىٕذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ
لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ ع

”تو انھوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، تو اس نے کہا اپنے گھروں میں تین دن خوب فائدہ اٹھالو، یہ وعدہ ہے جس میں کوئی جھوٹ نہیں بولا گیا۔ پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی طرف سے عظیم رحمت کے ساتھ بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی۔ بے شک تیرا رب ہی بے حد قوت والا، سب پر غالب ہے۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انھیں چیخ نے پکڑ لیا، تو انھوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔ جیسے وہ ان میں رہے ہی نہ تھے۔ سن لو! بے شک ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سن لو! ثمود کے لیے ہلاکت ہے۔"

قوم کے بدبختوں نے صالح علیہ السلام کی ایک نہ سنی اور اس اونٹنی کو قتل کر دیا۔ جب ان کی سرکشی انتہا کو پہنچ گئی تو صالح علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ان سے کہا کہ اب تم لوگ تین دن تک اپنے گھروں میں رہ کر اپنے انجام کا انتظار کرو، یہ اللہ کا قطعی اور حتمی فیصلہ ہے، انھوں نے اونٹنی کو بدھ کے دن قتل کیا تھا۔ اس کے بعد (جمعرات، جمعہ اور ہفتہ) تین دن تک زندہ رہے۔ اتوار کے دن صبح کے وقت اللہ کا عذاب ان پر نازل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو اس عذاب سے بچا لیا، یہ عذاب ایک ہیبت ناک اور خطرناک چیخ تھی جو آسمان سے آئی تھی، جس کی شدت تاثیر سے تمام کافروں کے جسموں پر کپکپی طاری ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سبھی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ان کی بستیاں ایسی ویران اور سنسان ہو گئیں کہ جیسے پہلے سے وہاں کوئی رہتا ہی نہیں تھا اور ان کے ساتھ ایسا اس لیے ہوا کہ انھوں نے اپنے رب کا انکار کر دیا تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشہ کے لیے لعنت و بربادی مسلط کر دی۔ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قوم عاد کی طرح قوم ثمود سے بھی بہت زیادہ غضبناک تھا اور ان سے اس کی نفرت شدید تھی۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴾ [الشمس : ١٤، ١٥] "تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا، پس اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ دیں، تو ان کے رب نے انھیں ان کے گناہ کی وجہ سے پیس کر ہلاک کر دیا، پھر اس (بستی) کو برابر کر دیا۔ اور وہ اس (سزا) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔"

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجر (مقام) پر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظالموں کے گھروں میں مت جاؤ، مگر روتے ہوئے اور بچو کہ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا تھا۔" پھر آپ نے اپنی سواری کو ڈانٹا اور جلدی چلایا، یہاں تک کہ حجر پیچھے رہ گیا۔ [مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول ...... الخ : ٢٩٨٠/٣٩]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجر یعنی ثمود کے علاقہ میں گئے تو انھوں نے وہاں کے کنوؤں کا پانی پینے کے لیے لیا اور اس پانی سے آٹا گوندھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پانی کے بہا دینے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ پینے کا پانی اس کنویں سے لیں جس پر صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔[مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول ...... الخ : ۲۹۸۱]

وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر آئے، انھوں نے سلام کہا، اس نے کہا سلام ہو، پھر دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ تو جب ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس کی طرف نہیں پہنچتے تو انھیں اوپرا جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا، انھوں نے کہا نہ ڈر! بے شک ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔''

اس آیت کریمہ سے لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعہ کا آغاز ہوتا ہے اور یہ واقعہ ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ لوط علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ قوم لوط کی بستیاں شام کے علاقے میں تھیں اور ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں قیام پذیر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جن فرشتوں کو قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجا تھا، وہ وہاں جانے سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے، تاکہ انھیں بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب کی خوش خبری دیں۔ انھوں نے ابراہیم علیہ السلام سے اپنے کلام کا آغاز سلام سے کیا یعنی السلام علیکم کہا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سلام کا بہتر جواب دیا اور انھیں مہمان سمجھ کر بہت خوش ہوئے مہمان نوازی کے طور پر کھانے کے لیے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، لیکن جب دیکھا کہ وہ کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو دل میں ان کے بارے میں شبہ ہونے لگا اور کسی انجانے خطرے کی آمد سے ڈر گئے۔ اس لیے کہ اس زمانے میں دستور یہ تھا کہ مہمان جب کسی برائی کی نیت سے آتا تو میزبان کا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ تب ان فرشتوں نے کہا کہ اے ابراہیم! آپ نہ ڈریے، ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

''اور اس کی بیوی کھڑی تھی، سو ہنس پڑی تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوش خبری دی۔ اس نے کہا ہائے میری بربادی! کیا میں جنوں گی، جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند ہے بوڑھا، یقیناً یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔ انھوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی، دونوں ہی مہمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام بیٹھے تھے اور سارہ کھڑی تھیں، کھانے کی چیزیں مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ رہی تھیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہم نے تو مہمانوں کی خاطر اتنا سب کچھ کیا ہے اور یہ کیسے مہمان ہیں کہ ہمارا کھانا نہیں کھا رہے تو وہ بھی ڈر گئیں۔ لیکن جب انھوں نے اپنی حقیقت بتا دی تو ان کے دل سے بھی خوف جاتا رہا اور خوشی اور حیرت کی وجہ سے ہنس پڑیں کہ جنھیں وہ انسان سمجھ رہی تھیں وہ فرشتے نکلے اور خوش ہوئیں کہ یہ لوگ کسی شر کی نیت سے ان کے پاس نہیں آئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سارہ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اللہ کے فرشتے ہیں تو تب اللہ نے ان فرشتوں کے ذریعے سارہ کو اسحاق اور اسحاق کے بیٹے یعقوب کی خوش خبری دی۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کو اسماعیل عطا کیا تو سارہ نے تمنا کی، کاش ان کا بھی بیٹا ہوتا، لیکن اپنی کبر سنی کی وجہ سے ناامید تھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور انھیں بیٹے کی خوش خبری دی، تو سارہ نے بڑا تعجب کرتے ہوئے ان فرشتوں سے کہا کہ مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، میں تو اتنی بوڑھی ہوں کہ اولاد سے بالکل ناامید ہو چکی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہو گی کہ بوڑھے اور بوڑھی سے لڑکا پیدا ہوا۔ فرشتوں نے سارہ کا حیرت و استعجاب دیکھ کر کہا کہ تم تو نبی کی بیوی ہو، تم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، تو پھر یہ تعجب کیسا؟ اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ اور یہی حکم ہے۔ تم لوگ نبی کے گھرانے والے ہو، تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اور اللہ تو ہمیشہ اپنے بندوں پر نعمتوں کی بارش کرتا رہتا ہے، تاکہ وہ اس کی تعریف بیان کریں اور اس کا شکر ادا کریں اور وہ ہمیشہ ہی اپنے بندوں پر احسان کرتا رہتا ہے۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ : یعنی وہ اپنے تمام افعال و اقوال میں قابل تعریف اور اپنی ذات و صفات میں قابل ستائش و تعظیم ہے، جیسا کہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! آپ پر اور اہل بیت پر درود کس طرح پڑھیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو سکھلا دیا ہے کہ ہم سلام کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس طرح کہو: « اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ » ”اے اللہ! تو محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ہے، بے شک تو ہی تعریف کے لائق، بزرگی کا مالک ہے۔ اے اللہ! تو محمد اور آل محمد پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم کو برکتوں سے نوازا ہے، بے شک تو ہی تعریف کے لائق، بزرگی کا مالک ہے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب : ۳۳۷۰۔ مسلم، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی ﷺ بعد التشهد : ٤٠٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

”پھر جب ابراہیم سے گھبراہٹ دور ہوئی اور اس کے پاس خوش خبری آ گئی تو وہ ہم سے لوط کی قوم کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بے شک ابراہیم تو نہایت بردبار، بہت آہ وزاری کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے۔“

جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے ڈر نکل گیا اور انھیں بیٹے اور پوتے کی خوش خبری مل گئی تو قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں فرشتوں سے کہنے لگے کہ وہاں لوط اور کچھ دیگر مسلمان بھی ہیں، ان کا کیا حال ہوگا؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ اسی بہانے اللہ قوم لوط سے عذاب کو ٹال دے۔ فرشتوں نے جواب دیا: ﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ﴾ [العنکبوت : ۳۲] ”ہم اسے زیادہ جاننے والے ہیں جو اس میں ہے، یقیناً ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو ضرور بچا لیں گے، مگر اس کی بیوی۔“

اگلی آیت میں فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی بردبار اور بڑے ہی رحم دل تھے۔ برا کرنے والوں سے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور ہر دم اللہ سے لو لگائے رہتے تھے۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

”اے ابراہیم! اسے رہنے دے، بے شک حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا حکم آ چکا اور یقیناً یہ لوگ! ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو ہٹایا جانے والا نہیں۔“

فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ اس موضوع پر کوئی بات نہ کیجیے، اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے اور ان پر عذاب آ کر رہے گا۔ کوئی دعا اور کوئی سفارش اسے ٹال نہیں سکتی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴾ [ق : ۲۹] ”میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ہرگز کوئی ظلم ڈھانے والا نہیں۔“

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو نہیں چھوڑتا۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾

''اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے، وہ ان کی وجہ سے مغموم ہوا اور ان سے دل تنگ ہوا اور اس نے کہا یہ بہت سخت دن ہے۔ اور اس کی قوم (کے لوگ) اس کی طرف بے اختیار دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور وہ پہلے سے برے کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں، تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں؟''

جب وہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ خوبصورت کم عمر نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ لوط علیہ السلام انھیں اس حال میں دیکھ کر پریشانِ خاطر ہوئے اور دل میں سوچا کہ آج کا دن تو بڑا ہی مشکل دن ہے۔ میں ان مہمانوں کو بدمعاشوں سے کیسے بچا سکوں گا؟ قوم لوط کو ان خوبصورت مہمانوں کے آنے کی اطلاع ملی تو ان کے ساتھ بدفعلی کی نیت سے بہت ہی تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ اس لیے کہ پہلے ہی سے مردوں کے ساتھ بدفعلی کرنا ان کی خبیث عادت چلی آ رہی تھی اور شرم و حیا نام کی کوئی چیز ان میں باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جب انھوں نے مہمانوں کی طرف دست درازی کرنا چاہی تو لوط علیہ السلام نے مہمانوں کا دفاع کرتے ہوئے اور بدمعاشوں کو خیر کی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں یعنی قوم کی بچیاں موجود ہیں، تم لوگ ان سے شادی کر لو، دنیاوی اور اخروی ہر اعتبار سے یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ اور اچھی رہیں گی۔ دیکھو! اللہ سے ڈرو اور زنا چھوڑ دو۔ بدفعلی کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور مہمانوں پر دست درازی کر کے مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس فعل قبیح سے باز آ جائے اور نیکی کی راہ اختیار کرے؟

قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ : یعنی آپ نے ان کی رہنمائی ان کی بیویوں کی طرف کی، انھیں اپنی بیٹیاں اس لیے قرار دیا کہ نبی اپنی امت کے لیے والد کی طرح ہوتا ہے، آپ نے ایک ایسے کام کی طرف رہنمائی فرمائی جو ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے مفید تھا، جیسا کہ دوسری آیت میں ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: ﴿ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴾ [الشعراء : ۱۶۵، ۱۶۶] ''کیا سارے جہانوں میں سے تم مردوں کے پاس آتے ہو۔ اور انھیں چھوڑ دیتے ہو جو تمھارے رب نے تمھارے لیے تمھاری بیویاں پیدا کی ہیں، بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔'' اس کے جواب میں انھوں نے کہا: ﴿ اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ [الحجر : ۷۰ تا ۷۲] ''اور کیا ہم نے تجھے سارے جہانوں سے منع نہیں کیا۔ اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں، اگر تم کرنے والے ہو۔ تیری عمر کی قسم! بے شک وہ یقیناً اپنی مدہوشی میں بھٹکتے پھرتے تھے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

"انھوں نے کہا بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے ہم کیا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کاش! واقعی میرے پاس تمھارے مقابلہ کی کچھ طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا۔"

ان بدبختوں نے لوط علیہ السلام کی نصیحت پر کوئی دھیان نہیں دیا اور انتہائی بے حیائی کے ساتھ اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اے لوط! تم پہلے سے جانتے ہو کہ ہم عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے، تمھیں خوب معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ ہمیں اپنی شہوت کی آگ بجھانے کے لیے وہ کم عمر خوبصورت لڑکے چاہییں جو تمھارے پاس موجود ہیں۔ جب لوط علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ وہ بدبخت ان کے مہمانوں پر دست درازی کریں گے تو کہا، کاش! مجھ میں قوت ہوتی یا میرے خاندان کے لوگ یہاں موجود ہوتے تو میں ضرور تمھیں مار بھگاتا اور اپنے مہمانوں کی حفاظت کرتا۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں گئے تھے۔" [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿ ولوطا إذ قال لقومه أتأتون الفاحشة ...... الخ ﴾ : ۳۳۷۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ وہ مضبوط سہارے کو پکڑنا چاہتے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ کا سہارا اختیار کیے ہوئے تھے)، جب انھوں نے کہا: ﴿ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴾ [ھود : ۸۰]، تو ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی قوم کے صاحب حیثیت لوگوں میں سے مبعوث فرمایا۔" [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورة یوسف : ۳۱۱۶۔ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قوله : ﴿ و نبئهم عن ضيف ...... ﴾ : ۳۳۷۲۔ ابن حبان : ۶۲۰۶، ۶۲۰۷]

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾

"انھوں نے کہا اے لوط! بے شک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ ہرگز تجھ تک نہیں پہنچ پائیں گے، سو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے کر چل نکل اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس پر وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آئے گی۔ بے شک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے، کیا صبح واقعی قریب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔‘‘

جب فرشتوں نے ان کی یہ درد بھری بات سنی اور دیکھا کہ ان کی قوم کے بدمعاش لوگ ان پر چڑھ آئے ہیں اور وہ مہمانوں کا دفاع کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں تو اپنی حقیقت ظاہر کر دی اور کہا کہ اے لوط! ہم آپ کے رب کے فرشتے ہیں، یہ لوگ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آپ رات کے آخری پہر، جب لوگ خوابِ غفلت میں مبتلا ہوں، اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جایئے، تاکہ کوئی کافر آپ کو یہاں سے نکل جانے سے روک نہ سکے۔ جب ان پر عذاب نازل ہو رہا ہو اور آپ لوگ ان کی چیخ پکار سنیں تو مڑ کر نہ دیکھیے، تاکہ کہیں اس عذاب کا اثر آپ تک نہ پہنچ جائے، لیکن آپ کی بیوی پر وہ عذاب ضرور نازل ہو گا، اس لیے کہ وہ مومن نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صبح کے وقت روانہ ہونے والے مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی تھی، لیکن جب اس نے چیخ پکار سنی تو مڑ کر دیکھنے لگی۔ اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴾ [القمر : ٣٤] ’’بے شک ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ایک ہوا بھیجی، سوائے لوط کے گھر والوں کے، انھیں ہم نے صبح سے کچھ پہلے نجات دی۔‘‘

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ جب صبح ہو جاتی تو پھر کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے، لیکن جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر لے کر آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر : ٤١٩٧]

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع

’’پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچا کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کھنگر کے پتھر برسائے۔ جو تیرے رب کے ہاں سے نشان لگائے ہوئے تھے اور وہ ان ظالموں سے ہرگز کچھ دور نہیں۔‘‘

جب عذاب کا وقت موعود آ گیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے اپنا پَر قوم لوط کی پانچوں بستیوں کے نیچے داخل کر کے انھیں زمین کی سطح سے بہت ہی اوپر اٹھا دیا اور پھر انھیں الٹ کر زمین پر دے مارا۔ اس کے بعد ان پر لگاتار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتھروں کی بارش کر دی۔ جس پر اللہ کی جانب سے ہر کافر کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بستیاں مکہ کے مشرکین سے کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔ جب وہ شام کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو ان بستیوں کے بھولے بسرے آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ کہیں انھیں بھی قومِ لوط کی طرح اللہ کا عذاب نہ پکڑ لے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ وَعَادًا وَّثَمُودَا۟ وَأَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴾ [الفرقان : ۳۷ تا ۴۰] ''اور نوح کی قوم کو بھی جب انھوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود کو اور کنویں والوں کو اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی (ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک، ہم نے اس کے لیے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے تباہ کر دیا، بری طرح تباہ کرنا۔ اور بلاشبہ یقیناً یہ لوگ اس بستی پر آ چکے، جس پر بارش برسائی گئی، بری بارش، تو کیا وہ اسے دیکھا نہ کرتے تھے؟ بلکہ وہ کسی طرح اٹھائے جانے کی امید نہ رکھتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ اٰذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصٰرُ وَلٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴾ [الحج : ۴۵، ۴۶] ''سو کتنی ہی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے اس حال میں ہلاک کیا کہ وہ ظالم تھیں، پس وہ اپنی چھتوں پر گری ہوئی ہیں اور کتنے ہی بے کار چھوڑے ہوئے کنویں ہیں اور چونا گچ محل۔ پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے لیے ایسے دل ہوں جن کے ساتھ وہ سمجھیں، یا کان ہوں جن کے ساتھ وہ سنیں۔ پس بے شک قصہ یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں اور لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِينَ بِبَعِيدٍ : اس کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ عبرت ناک سزا جو ان ظالموں کو دی گئی، اس طرح کے ظلم کا ارتکاب کرنے والوں کو بھی دی جا سکتی ہے اور یہ کچھ محال بھی نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم کسی کو پاؤ کہ وہ قوم لوط کا سا عمل کرتے ہیں تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔'' [أبو داؤد، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط : ۴۴۶۲۔ ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی : ۱۴۵۶]

وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

’’اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول کم نہ کرو، بے شک میں تمھیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں اور بے شک میں تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔‘‘

اس آیت کریمہ سے شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم اہل مدین کے واقعہ کا آغاز ہوتا ہے۔ شعیب علیہ السلام اپنے حسن خطابت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہلاتے تھے۔ انھوں نے پہلے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔ اس کے بعد ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کیا، جو کفر کے بعد ان کی دوسری بری صفت تھی۔ جب کسی سے کوئی چیز خریدتے تو بڑا پیمانہ اور بڑا سیر استعمال کرتے اور جب کوئی چیز بیچتے تو چھوٹا پیمانہ اور سیر استعمال کرتے۔ پھر کہا کہ تمھیں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں نعمتوں سے نواز رکھا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے گناہوں کی وجہ سے یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں اور کوئی مہلک اور دردناک عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے۔

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۫ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴾ [المطففین : ۱ تا ۳] ’’بڑی ہلاکت ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب انھیں ماپ کر یا انھیں تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴾ [الدھر : ۷] ’’جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہوگی۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ؕ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ؕ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴾ [مریم : ۹۳ تا ۹۵] ’’آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ رحمان کے پاس غلام بن کر آنے والا ہے۔ بلاشبہ یقیناً اس نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور انھیں خوب اچھی طرح گن کر شمار کر رکھا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن اس کے پاس اکیلا آنے والا ہے۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم و ستم مسلط کر دیا جاتا ہے۔‘‘ [مستدرك حاكم : ۵۴۰/۴، ح : ۸۶۲۳۔ ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات : ۴۰۱۹]

وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُفۡسِدِيۡنَ ﴿٨٥﴾

”اور اے میری قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے دنگا نہ مچاؤ۔“

پہلے ماپ تول میں کمی سے منع فرمایا، اب اسی کی تاکید کے طور پر کہا کہ جب لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے ماپ تول میں کمی بیشی مت کرو۔ اس کے بعد مزید تاکید کے طور پر کہا کہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ کرو، چاہے وہ ماپ تول میں ہو یا کوئی اور معاملہ ہو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ ”فساد“ میں ہر وہ عمل داخل ہے جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو، جیسے شرک باللہ کا ارتکاب کرنا اور اللہ کے دین سے لوگوں کو روکنا، یا بندوں کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، جیسے چوری کرنا، ڈاکا ڈالنا اور ماپ تول میں کمی کرنا وغیرہ۔

ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ ۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ﴾ [النساء : ٢٩] ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضا مندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ : من غش فلیس منا : ١٠١]

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ﴿٨٦﴾

”اللہ کا باقی بچا ہوا تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم مومن ہو اور میں ہرگز تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں۔“

اس آیت میں شعیب علیہ السلام نے انھیں نہایت مخلصانہ نصیحت کی کہ لوگوں کے حقوق عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تمھارے پاس اللہ کا دیا ہوا جو حلال مال بچ جائے، وہ اس مال سے زیادہ بابرکت ہے جو ماپ تول میں کمی، لوگوں کے حقوق مار کر اور چوری اور ڈاکا زنی کے ذریعے حاصل کیا جائے۔ اس کے بعد ان سے کہا کہ میں تو اللہ کے دین کا مبلغ ہوں، اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہوں، تم پر نگران مقرر نہیں کیا گیا کہ تمھیں زبردستی برے اعمال سے روک دوں۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّكُمۡ : یعنی لوگوں کو پورا پورا ناپ تول دینے کے بعد جو خالص نفع بچ جائے، وہ لوگوں کے مال لینے کی نسبت زیادہ بہتر ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِي الصَّدَقٰتِ ﴾ [البقرة : ٢٧٦] ”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیچنے والا اور خریدنے والا (بیع قائم رکھنے یا ختم کرنے کا) اختیار رکھتے ہیں، جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ اگر وہ سچ بولیں اور (سودے کی حقیقت کو) واضح کریں، تو دونوں کو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ (کوئی عیب وغیرہ) چھپا لیں (اور ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کریں) اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت مٹ جاتی ہے۔'' [بخاری، کتاب البیوع، باب إذا کان البائع بالخیار ...... الخ : ٢١١٤۔ مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق فی البیع و البیان : ١٥٣٢]

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

''انھوں نے کہا اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم انھیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، یا یہ کہ ہم اپنے مالوں میں کریں جو چاہیں، یقیناً تو تو نہایت بردبار، بڑا سمجھ دار ہے۔''

شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے، اسی لیے کافروں نے ان کی دعوت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ اے شعیب! کیا تمھاری نمازیں تمھیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے؟ یا اپنے مال کے بڑھاوے کے لیے جو کچھ ہم کرتے آئے ہیں اسے چھوڑ دیں؟ تم تو خاندان اور قوم میں بہت ہی سوجھ بوجھ والے سمجھے جاتے تھے، پھر یہ بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے ہو؟

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

''اس نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے دیکھا اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے اچھا رزق عطا کیا ہو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تمھاری بجائے میں (خود) اس کا ارتکاب کروں جس سے تمھیں منع کرتا ہوں، میں تو اصلاح کے سوا کچھ نہیں چاہتا، جتنی کر سکوں اور میری توفیق اللہ کے سوا کسی سے نہیں، میں نے اسی پر بھروسا کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

شعیب علیہ السلام نے ان کے کفر و عناد اور استہزا کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! اللہ نے مجھے علم و نبوت کی نعمت سے نوازا ہے اور میری حلال روزی میں خوب وسعت عطا فرمائی ہے، تو کیا میرے لیے یہ مناسب ہے کہ صرف تمھیں خوش رکھنے کے لیے اللہ کی وحی میں خیانت کروں؟ کیا لوگوں کو شرک و ظلم سے روکنا اور اصلاح نفس کی دعوت دینا چھوڑ دوں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں نہیں چاہتا کہ جن کاموں سے تمھیں روکتا ہوں وہی کام میں خود کروں، تمھیں تو بتوں کی عبادت سے منع کروں اور خود اس پر عمل نہ کروں اور میں نے جو تمھیں خیر کے کام کرنے کی دعوت دی ہے اور برائی سے روکا ہے تو میرا مقصود تمھاری اصلاح ہے اور مجھے ہر خیر کی توفیق دینے والا اللہ ہے۔ میرا اعتماد صرف اسی پر ہے اور خوشی اور غم ہر حال میں میرا ملجا و ماویٰ صرف وہی ہے۔

﴿اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾: ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [الصف : ٢، ٣] ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔“

یحییٰ نے کہا کہ مجھ سے میرے بعض بھائیوں نے حدیث بیان کی کہ جب مؤذن نے « حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ » کہا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: « لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ » ”نہ (کسی کو) نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے“ اور پھر کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادى : ٦١٣۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن ...... الخ : ٣٨٥]

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن ایک آدمی کو لا کر جہنم میں پھینکا جائے گا، اس کی انتڑیاں آگ میں باہر نکل آئیں گی، تو وہ (ان کے ارد گرد تکلیف کی شدت سے) چکر کاٹنا شروع کر دے گا، جس طرح (چکی چلانے والا) گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، پھر جہنمی اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے، وہ کہیں گے، فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تم ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیا کرتے تھے اور برے کاموں سے منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ کہے گا، ہاں! میں تمھیں نیکی کی تلقین تو کرتا تھا، لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، برائی سے تمھیں تو منع کرتا تھا، لیکن خود اس کا ارتکاب کر لیا کرتا تھا۔“ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار و أنها مخلوقة : ٣٢٦٧۔ مسلم، کتاب الزهد، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله : ٢٩٨٩]

وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝۹۰

”اور اے میری قوم! میری مخالفت تمھیں اس کا مستحق ہرگز نہ بنا دے کہ تمھیں اس جیسی مصیبت آ پہنچے جو نوح کی قوم یا ہود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قوم یا صالح کی قوم کو پہنچی اور لوط کی قوم (بھی) ہرگز تم سے کچھ دور نہیں ہے۔ اور اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، بے شک میرا رب نہایت رحم والا، بہت محبت والا ہے۔“

شعیب علیہ السلام نے انھیں کفر و عناد سے ڈراتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! میری دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے اپنے کفر و فساد پر اصرار نہ کرو، ورنہ تم پر بھی اللہ کا عذاب اسی طرح نازل ہو جائے گا جس طرح قوم نوح، قوم ہود، صالح اور قوم لوط پر تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور قوم لوط کا زمانہ اور ان کا علاقہ تم سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ ان پر جو اللہ کا عذاب آیا وہ تمھیں معلوم ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ انھوں نے کفر و عناد پر اصرار کیا اور لوط کی بات کو ٹھکرا دیا تھا۔ اگلی آیت میں عذاب سے ڈرانے کے بعد انھیں نصیحت کی کہ وہ بتوں کی عبادت سے تائب ہو جائیں، اللہ سے مغفرت طلب کریں، توحید باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہو جائیں اور ناپ تول میں کمی کرنے سے باز آ جائیں، تو اللہ بڑا ہی مہربان ہے اور اپنے بندوں سے بڑا ہی محبت کرنے والا ہے، وہ یقیناً انھیں معاف کر دے گا اور ان پر رحم کرے گا۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں فنا کر دے گا اور (تمھاری جگہ) ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔“ [مسلم، کتاب التوبۃ، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبۃ : ۲۷۴۹]

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ٘ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝۹۱ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْۤ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۹۲ وَ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَ ارْتَقِبُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝۹۳

”انھوں نے کہا اے شعیب! ہم اس میں سے بہت سی باتیں نہیں سمجھتے جو تو کہتا ہے اور بے شک ہم تو تجھے اپنے درمیان بہت کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم ضرور تجھے سنگسار کر دیتے اور تو ہم پر ہرگز کسی طرح غالب نہیں۔ اس نے کہا اے میری قوم! کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ غالب ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ پیچھے پھینکا ہوا بنا رکھا ہے، بے شک میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو، اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو، بے شک میں (بھی) عمل کرنے والا ہوں۔ تم جلد ہی جان لو گے کہ کون ہے جس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کون ہے جو جھوٹا ہے اور انتظار کرو، بے شک میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے حقارت آمیز انداز میں کہا کہ اے شعیب! تمھاری باتیں تو ہمیں سمجھ میں نہیں آتیں، تم غیبی امور کی باتیں کرتے ہو۔ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے، توحید باری تعالیٰ اور مال میں حلال وحرام کی باتیں کرتے ہو، یہ سب باتیں قابل قبول نہیں ہیں اور تم اپنی انھی باتوں کی وجہ سے سب سے کٹ کر تنہا رہ گئے ہو، تمھاری کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اگر تمھاری قوم کا خیال نہ ہوتا تو ہم تمھیں پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیتے اور تم ہماری نظر میں کسی حیثیت سے بھی معزز نہیں ہو کہ تمھیں رجم نہ کرتے، صرف تمھاری قوم کا خیال آتا ہے کہ تمھیں اب تک چھوڑ رکھا ہے، اس لیے کہ وہ لوگ ہمارے دین پر ہیں۔ شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میرا خاندان تمھاری نظر میں اللہ سے زیادہ معزز ہے، تم لوگوں نے اس کے دین، اس کے حکم اور اس کی وحی کو ٹھکرا دیا ہے اور میرے خاندان کے کافروں کا لحاظ کر کے مجھ پر احسان جتا رہے ہو، بے شک میرا رب تمھارے تمام کرتوتوں کو خوب جانتا ہے اور وہ تمھیں اس کی سزا ضرور دے گا۔ پھر جب شعیب علیہ السلام ان کی طرف سے بالکل ناامید ہو گئے تو کہا اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ اپنے کفر و سرکشی کی راہ پر چلتے جاؤ اور جو کرنا چاہو کیے جاؤ، میں بھی صبر و استقامت کے ساتھ اپنی راہ پر گامزن رہتا ہوں۔ تم لوگ عنقریب ہی جان لو گے کہ اللہ کا رسوا کن عذاب کسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور اب تم لوگ اپنی ہلاکت اور بربادی کا انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے، استغفار کرے اور توبہ کر لے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے، حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔“

[ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ ویل للمطففین : ۳۳۳٤]

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾

ع ۸

”اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ ایمان لائے تھے، اپنی خاص رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا تھا، چیخ نے پکڑ لیا تو انھوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔ جیسے وہ ان میں نہیں رہے تھے۔ سن لو! مدین کے لیے ہلاکت ہے، جیسے ثمود ہلاک ہوئے۔“

جب اللہ کا عذاب قوم شعیب پر نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو اپنے فضل خاص سے ان کے ایمان کی بدولت اس عذاب سے بچا لیا اور جن لوگوں نے کفر و عناد کی وجہ سے اپنے آپ پر اور لوگوں کا مال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناجائز طور پر لے کر دوسروں پر ظلم کیا تھا، انھیں اللہ کے عذاب نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ عذاب جبرائیل علیہ السلام کی ایک شدید چیخ تھی، جس کے اثر سے ان کی روحیں ان کے جسموں سے پرواز کر گئیں۔ سورۃ الاعراف اور سورۃ العنکبوت میں آیا ہے کہ شدید زلزلہ آیا جس سے تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔ یہ زلزلہ جبرائیل علیہ السلام کی شدید چیخ ہی کا نتیجہ تھا اور یہ عذاب شعیب علیہ السلام کی بستی والوں پر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو اَیکہ والوں کی طرف بھی نبی بنا کر بھیجا تھا، انھوں نے بھی نافرمانی کی تو اللہ نے انھیں ایک آگ کے ذریعے ہلاک کر دیا تھا جو آسمان سے آئی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام کی چیخ کا یہ اثر ہوا کہ وہ تمام لوگ اپنے گھروں ہی میں مر گئے اور اس طرح ختم ہو گئے جیسے وہاں کبھی وہ لوگ آباد تھے ہی نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشہ کے لیے ہلاکت و بربادی مسلط کر دی جس طرح قوم ثمود پر اس سے پہلے مسلط کر دی تھی۔ اس لیے کہ ان کے علاقے ایک دوسرے کے قریب تھے۔ کفر و سرکشی اور ڈاکا زنی میں بھی ایک جیسے تھے اور دونوں ہی قومیں دیہات میں رہتی تھیں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىِٕهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر بھیجا۔ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف۔ تو انھوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم ہرگز کسی طرح درست نہ تھا۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا، پس انھیں پینے کے لیے آگ پر لے آئے گا اور وہ پینے کی بری جگہ ہے، جس پر پینے کے لیے آیا جائے۔ اور ان کے پیچھے اس (دنیا) میں لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی۔ برا عطیہ ہے جو کسی کو دیا جائے۔"

ان آیات میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بہت ہی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ "آیات" سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں اور "سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ" سے مراد عصائے موسوی ہے، جو اگرچہ نو نشانیوں میں شامل ہے، لیکن چونکہ اس کی ایک خاص حیثیت تھی اس لیے اس کا ذکر مستقل طور پر کیا گیا ہے۔ فرعون کے ساتھ سرداران قوم کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ عوام اپنے تمام امور میں انھی سرداروں کی پیروی کرتے تھے اور سردار اپنے کفر و عناد میں فرعون کی پیروی کرتے تھے، جس کا ہر معاملہ ضلالت و گمراہی لیے ہوئے تھا۔ قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف جاتے ہوئے اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا، جس طرح دنیا میں ضلالت و گمراہی کی راہوں پر چلنے میں ان کے پیش پیش رہتا تھا، یہاں تک کہ ان سب کو جہنم میں پہنچا دے گا۔ آیت میں فرعون کو اس پہلے جانور سے تشبیہ دی گئی ہے جو تالاب سے پانی پینے کے لیے جاتے وقت سب جانوروں سے آگے ہوتا ہے اور اس کے پیروکاروں کو پیچھے آنے والے باقی جانوروں سے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہنم کی آگ کو تالاب کے پانی سے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ جہنم کی آگ بڑا ہی برا گھاٹ ہو گا جہاں وہ لوگ پہنچیں گے، اس لیے کہ پانی سے پیاس بجھتی ہے، کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور آگ تو سینہ کو جلا دیتی ہے اور انتڑیوں اور جگر کو کاٹ کر باہر نکال دیتی ہے۔ العیاذ باللہ !

جہنم جیسے بدترین ٹھکانے کا حال بیان کرنے کے بعد بدقسمت فرعونیوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ کی لعنت ان پر اس دنیا میں تو بھیج ہی دی گئی تھی، آخرت میں بھی ان پر لعنت برسے گی، یعنی وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے۔ ''رِفْدٌ'' انعام اور عطیے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں لعنت کو رفد کہا گیا ہے، جس سے فرعونیوں کی غایت درجہ کی اہانت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ''مَرْفُوْدٌ'' سے مراد وہ انعام ہے جو کسی کو دیا جائے۔ یہ ''الرِّفْدُ'' کی تاکید ہے۔

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ : یعنی فرعون کے کسی حکم میں رشد و بھلائی اور ہدایت نہ تھی بلکہ وہ جہالت، ضلالت، کفر اور سرکشی پر مبنی تھے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴾ [النازعات : ۲۱ تا ۲٦] ''تو اس نے جھٹلا دیا اور نافرمانی کی۔ پھر واپس پلٹا، دوڑ بھاگ کرتا تھا۔ پھر اس نے اکٹھا کیا، پس پکارا۔ پس اس نے کہا میں تمھارا سب سے اونچا رب ہوں۔ تو اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔ بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقیناً بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔''

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴾ [القصص : ۴۱، ۴۲] ''اور ہم نے انھیں ایسے پیشوا بنایا جو آگ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن وہ دور دفع کیے گئے لوگوں سے ہوں گے۔''

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعض لوگوں کو آگ ٹخنوں تک جلائے گی، بعض لوگوں کو کمر تک جلائے گی اور بعض لوگوں کو گردن تک جلائے گی۔'' [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب جهنم أعاذنا الله منها : ۲۸۴۵]

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

''یہ ان بستیوں کی چند خبریں ہیں جو ہم تجھے بیان کرتے ہیں، ان میں سے کچھ کھڑی ہیں اور کچھ کٹ چکی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے سات انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم یہ واقعات اس لیے بیان کر رہے ہیں کہ آپ کفار مکہ کو سنا دیں، شاید کہ وہ ان کے انجام سے عبرت پکڑیں۔ ان بستیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے بعض تو اب بھی موجود ہیں جن کے آثار و کھنڈرات نشان عبرت ہیں اور بعض بالکل ہی صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئیں اور ان کا وجود صرف تاریخ کے صفحات پر باقی رہ گیا ہے۔ ”قَآئِمٌ“ سے مراد وہ بستیاں، جو اپنی چھتوں پر قائم ہیں اور ”حَصِيْدٌ“ بمعنی ”محصود“ سے مراد وہ بستیاں جو کٹی ہوئی کھیتیوں کی طرح نابود ہو گئیں۔

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

”اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن انھوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا، پھر ان کے وہ معبود ان کے کچھ کام نہ آئے جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے، جب تیرے رب کا حکم آ گیا اور انھوں نے ہلاک کرنے کے سوا انھیں کچھ زیادہ نہ دیا۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو عذاب اور ہلاکت سے دوچار کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا؟ بلکہ کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جو قابل غور بات ہے وہ یہ ہے کہ انھی معبودوں کی وجہ سے تو پیروکاروں پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ جبکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ انھیں نقصان سے بچائیں گے اور فائدہ پہنچائیں گے، لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو واضح ہو گیا کہ ان کا یہ عقیدہ فاسد تھا اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔

<u>وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ</u> : ارشاد فرمایا: ﴿ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴾ [الأعراف : ٤، ٥] ”اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کر دیا، تو ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آیا، یا جب کہ وہ دوپہر کو آرام کرنے والے تھے۔ پھر ان کی پکار، جب ان پر ہمارا عذاب آیا، اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ انھوں نے کہا یقیناً ہم ہی ظالم تھے۔“

<u>فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ</u> : ارشاد فرمایا: ﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [فاطر : ٢] ”جو کچھ اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

”اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ ظالم لوگوں کو مہلت دیے جاتا ہے اور مہلت سے مقصود تنبیہ بھی ہوتی ہے اور اتمام حجت بھی۔ لیکن جس قوم پر اتمام حجت ہو چکے اور تنبیہات بھی سود مند ثابت نہ ہوں اور ان لوگوں میں خیر اور بھلائی کو قبول کرنے کی استعداد ہی باقی نہ رہے تو پھر اس وقت ان پر ایسا قہر الٰہی نازل ہوتا ہے جو ان کے لیے سخت تکلیف دہ بھی ہوتا ہے اور جان لیوا بھی اور اس عذاب سے بعض اوقات اس قوم کا نام ونشان ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴾ [البروج : ١٢] ”بے شک تیرے رب کی پکڑ یقیناً بہت سخت ہے۔“

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا ہے، مگر جب ان کی گرفت فرماتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔“ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ ”اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ...... الخ ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم : ٢٥٨٣]

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

”بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے، یہ وہ دن ہے جس کے لیے (سب) لوگ جمع کیے جانے والے ہیں اور یہ وہ دن ہے جس میں حاضری ہوگی۔“

یعنی جو واقعات اقوام وامم اور ان کا دردناک انجام اس سورت میں بیان کیا گیا ہے، ان میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں، کیونکہ ان سے فائدہ وہی اٹھائیں گے اور وہ دن ایسا ہوگا جب تمام بنی نوع انسان میدان محشر میں جمع کیے جائیں گے اور حساب کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے کیے کی جزا یا سزا دے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴾ [النازعات: ٢٦] ”بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقیناً بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔“

وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

”اور ہم اسے مؤخر نہیں کر رہے، مگر ایک گنے ہوئے وقت کے لیے۔ جس دن وہ (وقت) آئے گا، کوئی شخص اس کی اجازت کے سوا بات نہیں کرے گا، پھر ان میں سے کوئی بد بخت ہوگا اور کوئی خوش قسمت۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی قیامت کے دن میں تاخیر کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک وقت معین کیا ہوا ہے، جب وہ وقت مقرر آ جائے گا، تو ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہوگی۔

لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ : یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ سے کسی طرح کی بات کرنے یا شفاعت کرنے کی ہمت نہیں ہوگی، الا یہ کہ وہ اجازت دے دے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴾ [النبا : ۳۸] ”وہ کلام نہیں کریں گے، مگر وہی جسے رحمان اجازت دے گا اور وہ درست بات کہے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس دن انبیاء کے علاوہ کسی کو گفتگو کی ہمت نہیں ہو گی اور انبیاء کی زبان پر بھی اس دن صرف یہی ہو گا کہ یا اللہ! ہمیں بچا لے، ہمیں بچا لے۔“ [بخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى : ﴿ وجوه يومئذ ناضرة ﴾ : ۷۴۳۷۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية : ۱۸۲]

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

”تو وہ جو بد بخت ہوئے سو وہ آگ میں ہوں گے، ان کے لیے اس میں گدھے کی طرح آواز کھینچنا اور نکالنا ہے۔ ہمیشہ اس میں رہنے والے، جب تک سارے آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ بے شک تیرا رب کر گزرنے والا ہے جو چاہتا ہے۔“

قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے بد بخت ہوں گے، جن کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور کرب و غم کے مارے ان کے سینوں سے آہیں اٹھ رہی ہوں گی۔ وہاں ہمیشہ کے لیے رہیں گے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو محض اپنے فضل و کرم سے اس میں نہ ڈالے، یا یہ کہ نافرمان اہل توحید کو ایک مدت کے بعد جہنم سے نکال دے۔ ایسی صورت میں ” فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا “ کی عبارت کافروں اور مسلمان گناہ گاروں سب کو شامل ہوگی اور یہ بات تو متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ اہل توحید جہنم سے بالآخر نکال دیے جائیں گے۔

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو پختگی کے ساتھ مانگے، یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے دے، اس لیے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔“ [بخاری، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسئلة فإنه لا مكره له : ۶۳۳۸۔ مسلم، كتاب الذكر ، باب العزم بالدعاء ولا يقل إن شئت : ۲۶۷۸]

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكَ ۭ عَطَاۗءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۱۰۸

”اور رہ گئے وہ جو خوش قسمت بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے، ہمیشہ اس میں رہنے والے، جب تک سارے آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ ایسا عطیہ جو قطع کیا جانے والا نہیں۔“

اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ : یہ استثنا بھی گناہ گار اہل ایمان کے لیے ہے، یعنی دیگر جنتیوں کی طرح یہ گناہ گار مومن ہمیشہ سے جنت میں نہیں رہے ہوں گے، بلکہ ابتدا میں ان کا کچھ عرصہ جہنم میں گزرے گا اور پھر انبیاء اور اہل ایمان کی سفارش سے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا، پھر اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکار لگائے گا کہ اے جنت والو! (اب) موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! (اب) موت نہیں آئے گی۔ اس اعلان سے جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔“ [بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة : ٦٥٤٨۔ مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون...... الخ : ٤٣/٢٨٥٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو جنت میں چلا جائے گا وہ نعمتوں میں ہو گا، پھر اسے کوئی تکلیف نہیں ہو گی، اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور اس کا شباب کبھی بنا نہیں ہو گا۔“ [مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب في دوام نعيم أهل الجنة ...... الخ : ٢٨٣٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرے گا کہ اے اہل دوزخ! اب کبھی موت نہیں آئے گی اور اے اہل جنت! اب کبھی موت نہیں آئے گی، بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہو گا۔“ [بخاري، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب : ٦٥٤٤]

سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک منادی ندا دے گا، اے اہل جنت! تمھارے لیے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، راحت میں رہو گے کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔“ یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا: ﴿ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف : ٤٣] ”اور انھیں آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے وارث تم اس کی وجہ سے بنائے گئے ہو جو تم کیا کرتے تھے۔“ [مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب في دوام نعيم أهل الجنة ...... الخ : ٢٨٣٧]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ : اس کے معنی ہیں "غَیرَ مَقطُوعٍ" یعنی نہ ختم ہونے والی عطا۔ اس جملے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جن گناہ گاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا ان کا یہ دخول عارضی نہیں، ہمیشہ کے لیے ہوگا اور تمام جنتی ہمیشہ اللہ کی عطا اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے، اس میں کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ ع

"پس تو اس کے بارے میں جس کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں، کسی شک میں نہ رہ، یہ لوگ عبادت نہیں کرتے مگر جیسے ان سے پہلے ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور بے شک ہم یقیناً انھیں ان کا حصہ پورا پورا دینے والے ہیں، جس میں کوئی کمی نہ کی گئی ہوگی۔"

آیت میں خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے، لیکن مقصود دوسرے لوگ ہیں، جن کے دل و دماغ میں بتوں اور اللہ کے علاوہ دیگر معبودوں کے جھوٹے ہونے میں کسی قسم کا شک ہو، اس لیے کہ آپ ﷺ اس قسم کے شک سے قطعی طور پر پاک تھے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ کفار کے معبودوں کے باطل ہونے میں بالکل شبہ نہ کریں۔ ان کے معبود بھی ان کے باپ دادا کے معبودوں کے مانند جھوٹے اور باطل ہیں، ہم ان کے باپ دادا کی طرح انھیں بھی عذاب دیں گے اور اس میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر وہ بات نہ ہوتی جو تیرے رب کی طرف سے پہلے ہو چکی تو ان کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک یہ لوگ یقیناً اس کے بارے میں ایک بے چین رکھنے والے شک میں ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ہم نے موسیٰ کو تورات دی تھی تو لوگ اس کے بارے میں دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ کچھ لوگ اس پر ایمان لائے اور کچھ لوگوں نے اس کا انکار کر دیا، اسی طرح کچھ لوگوں نے اس میں موجود احکام پر عمل کیا اور کچھ لوگوں نے عمل نہیں کیا۔ تو اے میرے نبی (ﷺ)! قرآن کریم کے سلسلے میں بھی کفار کا رویہ دیکھ کر آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ اگر پہلے سے اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا کہ قیامت کے دن تک کے لیے عذاب کو ان سے مؤخر کر دیا جائے، تو فوراً ہی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا، حقیقت یہ ہے کہ کفار قرآن کریم کے بارے میں بہت ہی گہرے شک میں مبتلا ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [آل عمران : ۱۰۵] ”اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آ چکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی قراءت کے علاوہ دوسری قراءت میں پڑھتے ہوئے سن چکا تھا تو میں اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم دونوں درست ہو، اختلاف نہ کیا کرو کہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا، سو وہ ہلاک ہو گئے۔“ [بخاري، كتاب الخصومات، باب ما يذكر في الاشخاص …… الخ : ۲٤۱۰]

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

”اور بے شک ان سب کو جب (وقت آئے گا) تو تیرا رب انھیں ان کے اعمال یقیناً پورے پورے دے گا، بے شک وہ اس سے جو وہ کر رہے ہیں، پوری طرح باخبر ہے۔“

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلی اور پچھلی تمام امتوں کو جمع کرے گا۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ اگر اچھا عمل ہو گا تو اچھا بدلہ دے گا اور اگر برا عمل ہو گا تو برا بدلہ دے گا، ان کا کوئی عمل بھی اللہ سے مخفی نہیں ہے، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اچھا ہو یا برا۔ آیت کے اس حصہ میں نیک عمل کرنے والوں کے لیے جنت کا وعدہ اور برا عمل کرنے والوں کے لیے جہنم کی دھمکی ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

”پس تو ثابت قدم رہ، جیسے تجھے حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنھوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو، بے شک وہ جو کچھ تم کرتے ہو، اسے خوب دیکھنے والا ہے۔“

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو ایک تو استقامت کی تلقین کی جا رہی ہے، جو دشمن کے مقابلے میں ایک بہت بڑا ہتھیار ہے، دوسرے ”طُغْيَانٌ“ یعنی بَغْیٌ (حد سے بڑھ جانے) سے روکا گیا ہے، جو اہل ایمان کی اخلاقی قوت اور رفعت کردار کے لیے بہت ضروری ہے، حتیٰ کہ تجاوز دشمن کے ساتھ معاملہ کرتے وقت بھی جائز نہیں ہے۔ ”وَلَا تَطْغَوْا“ سے مراد ظلم و زیادتی، اللہ نے جو حدود مقرر کیے ہیں ان سے تجاوز کرنا، عبادتوں میں غلو کرنا اور گناہوں کا ارتکاب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۳۰] ”بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر خوب قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔“

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، اے اللہ کے رسول ! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتلائیں کہ مجھے آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟ آپ نے فرمایا: ”کہہ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر استقامت اختیار کر۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب جامع أوصاف الإسلام : ۳۸]

سیدنا عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قریش کے لوگ میرے باپ ابو طالب کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا، تیرے بھائی کے بیٹے نے ہماری مجلسوں اور کعبہ میں ہمارا جینا حرام کر دیا ہے، لہٰذا وہ ہمیں جو دعوت دیتا ہے اسے اس سے روک لو۔ ابو طالب نے اپنے بیٹے (یعنی مجھ) سے کہا، اے عقیل! جاؤ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلا کر لاؤ۔ اب میں وہاں سے نکلا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سخت گرمی میں ظہر کے وقت لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے آئے تو ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا، اے میرے بھتیجے! تیرے ان چچا زاد بھائیوں کا خیال ہے کہ آپ انھیں ان کی مجلسوں اور ان کی عبادت گاہوں میں تکلیف پہنچاتے ہیں، لہٰذا آپ اس کام سے رک جائیں۔ اس پر اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا: ”اس سورج کو دیکھ رہے ہو؟“ قریش نے کہا، ہاں! تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا: ”میں تمھیں یہ دعوت دینے سے رک جاؤں، اس کا تو مجھے اختیار ہی نہیں، خواہ تم میرے لیے سورج کا ایک شعلہ روشن کر دو۔“ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دوٹوک اعلان پر ابو طالب قریش مکہ سے کہنے لگے، ہم اپنے بھتیجے کو نہیں چھوڑیں گے، لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ [مسند أبي یعلی : ۳۹/۶، ح : ۶۷۷۱۔ طبراني کبیر : ۱۷۴/۱۷، ح : ۵۱۱۔ طبراني أوسط : ۲۵۲/۸، ۲۵۳، ح : ۸۵۵۳]

وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

”اور ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہونا جنھوں نے ظلم کیا، ورنہ تمھیں آگ آ لپٹے گی اور تمھارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہوں گے، پھر تمھیں مدد نہ دی جائے گی۔“

اس کا مطلب ہے کہ ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداہنت کرتے ہوئے ان سے مدد حاصل مت کرو۔ اس سے ان کو یہ تاثر ملے گا کہ گویا تم ان کی دوسری باتوں کو بھی پسند کرتے ہو۔ اس طرح یہ تمھارا ایک بڑا جرم بن جائے گا جو تمھیں بھی ان کے ساتھ نار جہنم کا مستحق بنا سکتا ہے۔ اس سے ظالم حکمرانوں کے ساتھ ربط و تعلق کی بھی ممانعت نکلتی ہے، الا یہ کہ مصلحت عامہ یا دینی منافع متقاضی ہوں۔ ایسی صورت میں دل سے نفرت رکھتے ہوئے ان سے ربط و تعلق کی اجازت ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی، جیسا کہ بعض احادیث سے واضح ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا : اس آیت میں ظلم کرنے والوں سے مراد مشرک اور غیر مشرک سبھی ہیں، گویا کہ آیت کا مفہوم عام ہے اور مشرک اور غیر مشرک سب کو شامل ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۸۲] ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر یہ آیت بہت گراں گزری، انھوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے جیسا کہ تم خیال کر بیٹھے ہو، بلکہ یہاں ظلم سے مراد وہ ہے جو لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا: ﴿ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان : ۱۳] ''اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب صدق الإیمان و إخلاصه : ۱۲٤]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمھارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔'' [مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم : ۲۵۷۷]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں اور بخیلی سے بچو، کیونکہ بخیلی ہی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، انھیں اس بات پر ابھارا کہ وہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کی محارم کو حلال بنا لیں۔'' [مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم : ۲۵۷۸]

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾ [البقرة : ٤٨] ''اور اس دن سے بچو جب نہ کوئی جان کسی جان کے کچھ کام آئے گی اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔''

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ دن کے شروع اور آخر میں اور رات کے آخری پہر میں نماز پڑھا کریں۔ ممکن ہے یہ آیت پنجگانہ نمازوں سے پہلے نازل ہوئی ہو، جب طلوع شمس اور غروب شمس سے قبل صرف دو نمازیں واجب تھیں اور قیام اللیل آپ ﷺ اور تمام مسلمانوں پر واجب تھا، اس کے بعد عام مسلمانوں سے قیام اللیل کا وجوب ساقط ہو گیا اور آپ ﷺ کے لیے اس کا وجوب باقی رہا۔ (واللہ اعلم) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور نیکیوں میں نماز کا درجہ بہت ہی اونچا ہے، اس لیے کہ یہ یقیناً برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! مدینہ کے ایک کنارے پر مجھے ایک عورت ملی، میں اس سے لطف اندوز ہوا، میں نے اس سے سب کچھ کیا سوائے جماع کے، تو اب میں حاضر ہوں، میرے معاملہ میں آپ جو چاہیں فیصلہ فرمائیں (گویا وہ ان کاموں کا کفارہ دریافت کر رہا تھا)۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، اللہ نے تیری عیب پوشی کی، کاش! تو خود بھی اپنی عیب پوشی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا، وہ اسے بلا کر لایا اور آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر اسے سنائی: ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴾ ''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔'' ایک شخص نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم صرف اس کے لیے خاص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لیے ہے، جو ایسا کر بیٹھے۔'' [مسلم، كتاب التوبة، باب قوله تعالى : ﴿ إن الحسنات يذهبن السيئات ﴾ : ٢٧٦٣/٤٢۔ بخارى، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و أقم الصلوة طرفى النهار...... الخ ﴾ : ٤٦٨٧]

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ﴾ : سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ ہو جائے، یعنی عصر کے وقت تک اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے اور نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے اور نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے۔'' [مسلم، كتاب المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس : ٦١٢/١٧٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر پڑھاتے اور عورتیں (مسجد سے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔ [بخاری، كتاب الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم : ٨٦٧۔ مسلم ، كتاب المساجد ، باب استحباب التبكير بالصبح فى أول وقتها : ٦٤٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی نماز یہ ہے کہ وہ بیٹھا آفتاب (کے زرد ہونے) کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کو نہیں یاد کرتا مگر تھوڑا۔'' [مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر : ٦٢٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نماز عشاء کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے، جب تہائی رات گزر گئی تو تب آپ تشریف لائے اور فرمایا: ''بے شک تم نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ جس کا انتظار تمھارے علاوہ دوسرے ادیان والوں نے نہیں کیا۔ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں اس وقت عشاء کی نماز پڑھاتا۔'' پھر مؤذن نے تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ [مسلم، كتاب المساجد، باب وقت العشاء و تأخيرها : ٦٣٩]

<u>اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ</u> : سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی آزمائش اس کی بیوی، اس کے مال، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہوتی ہے۔ (اور اس آزمائش میں اگر ناکامی ہو جائے تو) اس کا کفارہ نماز کرتی ہے، روزہ کرتا ہے، صدقہ کرتا ہے، نیک بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا کرتا ہے۔'' [بخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب الصلاة كفارة : ٥٢٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتاؤ کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے کوئی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رہنے دے گا؟'' صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! (اتنا نہانا تو) اس کے میل کو ذرا سا بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' [بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة : ٥٢٨۔ مسلم، كتاب المساجد، باب المشي إلى الصلوة تمحى به الخطايا: ٦٦٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، یہ اعمال درمیانی گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، بشرطیکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔'' [مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ...... الخ : ٢٣٣/١٦]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کو فرض نماز کا وقت پا لے اور وہ اچھی طرح وضو کر کے نماز کو خشوع کے ساتھ پڑھے اور اس کے رکوع (و سجود) اچھی طرح ادا کرے تو یہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، جب تک کہ وہ کبائر کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سلسلہ ہر زمانے میں جاری رہتا ہے۔'' [مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه : ٢٢٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوتا ہے تو اس نے آنکھوں سے گناہ کی جن چیزوں کی طرف دیکھا ہوتا ہے وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ چہرے سے خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اس کے ہاتھوں نے کیے تھے وہ بھی پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ پیر دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف وہ پیروں سے چل کر گیا تھا، وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔" [مسلم، کتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء : ٢٤٤]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کی، اے اللہ کے رسول! مجھ سے حد واجب کر دینے والا گناہ ہو گیا ہے، تو آپ مجھ پر حد قائم کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا، اس شخص نے دوبارہ عرض کی، یا رسول اللہ! مجھ سے حد واجب کر دینے والا گناہ ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد نافذ فرما دیجیے۔ آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے اپنی بات کو تیسری مرتبہ دہرایا اور اتنے میں نماز کے لیے اقامت ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کے پیچھے چلا۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا، تاکہ معلوم کروں کہ آپ اسے کیا جواب دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ملا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! مجھ سے واجب الحد گناہ ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد نافذ فرما دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "جس وقت تم اپنے گھر سے نکلے تو کیا تم نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟" اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! جی ہاں! کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "پھر تم ہمارے ساتھ نماز میں بھی موجود تھے؟" اس شخص نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ نے تمھاری حد یا (فرمایا) تمھارا گناہ معاف فرما دیا۔" [مسلم، كتاب التوبة، باب قوله تعالى : ﴿ إن الحسنات يذهبن السيئات﴾ : ٢٧٦٥]

وَ اصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۱۵﴾

"اور صبر کر کہ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام مشقتوں پر صبر کی بالعموم تلقین کی گئی ہے جو دعوت و تبلیغ کی راہ میں پیش آئیں اور بالخصوص ان مشقتوں پر جو نمازوں کی پابندی اور محدود اوقات میں ان کی ادائیگی کے لیے اٹھانا پڑیں۔

الۡمُحۡسِنِیۡنَ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہاں آپ کے سامنے ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے (دیگر سوالوں کے علاوہ یہ بھی) پوچھا: "احسان کیا چیز ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور خلوص سے) کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نصیب نہ ہو کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو یہ خیال رہے کہ وہ تو ضرور تمھیں دیکھتا ہے۔" [بخاری،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الإیمان والإسلام والإحسان و علم الساعۃ : ۵۰]

﴿ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾ (۱۱۶)

’’پھر ان امتوں میں سے جو تم سے پہلے تھیں، کچھ بچی کھچی بھلائی والے لوگ کیوں نہ ہوئے، جو زمین میں فساد سے منع کرتے، سوائے تھوڑے سے لوگوں کے جنھیں ہم نے ان میں سے نجات دی اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، وہ ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جن میں انھیں عیش و آرام دیا گیا تھا اور وہ مجرم تھے۔‘‘

یعنی جب تک کسی قوم کے اصحاب عقل و خرد نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکنے والے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام لوگوں کے شرک کی وجہ سے اس قوم کو ہلاک نہیں کرتے۔ اس لیے کہ کسی قوم میں تمام برائیوں کی جڑ یہ ہے کہ اس کے اصحابِ عقل و خرد لوگوں کو بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بند کر دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰۴] ’’اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔‘‘

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو عنقریب اللہ ان سب کو عذاب میں شریک کرے گا۔‘‘ [أبو داوٗد، کتاب الملاحم، باب فی الأمر والنھی : ۴۳۳۸]

﴿ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴾ (۱۱۷)

’’اور تیرا رب ایسا نہ تھا کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے، اس حال میں کہ اس کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں۔‘‘

یعنی ایسی صورت میں کبھی عذاب نہیں آتا کہ اس قوم میں اہل خیر موجود ہوں اور وہ اصلاح کی کوشش میں بھی لگے ہوں، خواہ وہ تھوڑے ہی ہوں۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے مجرم بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ عذاب تو صرف اس وقت آتا ہے جب سرتاپا برائی پھیل جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر خواہ مخواہ لوگوں کو عذاب نہیں دینا چاہتا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ وَ فِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٍ ۚ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴾ [الفجر : ٦ تا ١٤] ”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد کے ساتھ کس طرح کیا۔ (وہ عاد) جو ارم (قبیلہ کے لوگ) تھے، ستونوں والے۔ وہ کہ ان جیسا کوئی شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ (کس طرح کیا) جنھوں نے وادی میں چٹانوں کو تراشا۔ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (کس طرح کیا)۔ وہ لوگ جو شہروں میں حد سے بڑھ گئے۔ پس انھوں نے ان میں بہت زیادہ فساد پھیلا دیا۔ تو تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ بے شک تیرا رب یقیناً گھات میں ہے۔“

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا، پس تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔“ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم : ٢٥٧٧]

سیدنا مرداس الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے، پھر ان کے بعد جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کے کچھ لوگ باقی رہ جائیں گے، تو اللہ ان کی کچھ بھی پروا نہیں کرے گا۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحين : ٦٤٣٤]

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

”اور اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے۔ مگر جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس نے انھیں اسی لیے پیدا کیا اور تیرے رب کی بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور ہی بھروں گا۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اس بات پر کامل قدرت رکھتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو کفر یا ایمان کی صرف ایک راہ پر اکٹھا کر دے، سب کو کفر پر جمع کر دے یا سب کو اسلام پر جمع کر دے، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا۔ اس لیے ایسا نہیں ہوا اور لوگ ہمیشہ ہی آپس میں عقیدہ و دین کے بارے میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ کوئی یہودی ہوگا تو کوئی نصرانی، کوئی مجوسی و مشرک ہوگا تو کوئی مسلمان، یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ البتہ ان میں سے جن کے حال پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا، وہ اپنے عہد کے نبی کے صحیح دین پر قائم رہے اور نسل در نسل اسی پر عمل پیرا رہے۔ یہاں تک کہ جب نبی کریم ﷺ اللہ کا آخری دین لے کر دنیا میں تشریف لائے تو انھوں نے ان کی پیروی کی، ان پر ایمان لے آئے اور ان کا ساتھ دیا۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا و آخرت کی سعادتوں سے نوازا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ عقائد و ادیان کے اختلاف کے نتیجہ میں ان کی ایک جماعت جنت میں جائے اور ایک جہنم میں۔ اس لیے کہ اللہ کا یہ فیصلہ قطعی ہے کہ وہ نافرمان جنوں اور انسانوں کے ذریعے جہنم کو ضرور بھرے گا۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً : ارشاد فرمایا: ﴿ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴾ [يٰس : ۷ تا ۱۱] ”بے شک ان کے اکثر پر بات ثابت ہو چکی، سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں، پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، سو ان کے سر اوپر کو اٹھا دیے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے آگے سے ایک دیوار کر دی اور ان کے پیچھے سے ایک دیوار، پھر ہم نے انھیں ڈھانپ دیا تو وہ نہیں دیکھتے۔ اور ان پر برابر ہے، خواہ تو انھیں ڈرائے یا انھیں نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تو تو صرف اسی کو ڈراتا ہے جو نصیحت کی پیروی کرے اور رحمان سے بن دیکھے ڈرے۔ سو اسے بڑی بخشش اور باعزت اجر کی خوش خبری دے۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [البقرة : ٦] ”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر برابر ہے، خواہ تو نے انھیں ڈرایا ہو یا انھیں نہ ڈرایا ہو، ایمان نہیں لائیں گے۔“

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ﴾ [البقرة : ۲۱۳] ”اور اس میں اختلاف انھی لوگوں نے کیا جنھیں وہ دی گئی تھی، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلیلیں آ چکیں، آپس کی ضد کی وجہ سے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٦٥] ”کہہ دے وہی اس پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے یا تمھیں مختلف گروہ بنا کر گتھم گتھا کر دے اور تمھارے بعض کو بعض کی لڑائی (کا مزہ) چکھائے، دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾ [المائدة : ٤٨] ”اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ بھیجی، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال میں کہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو کتابوں میں سے اس سے پہلے ہے اور اس پر محافظ ہے۔ پس ان کے درمیان اس کے ساتھ فیصلہ کر جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر، اس سے ہٹ کر جو حق میں سے تیرے پاس آیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں ایک امت بنا دیتا اور لیکن تاکہ وہ تمھیں اس میں آزمائے جو اس نے تمھیں دیا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمھیں بتائے گا جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔"

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اختلاف نہ کرو، اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔" [بخاري، كتاب الخصومات، باب ما يذكر في الإشخاص ...... الخ : ٢٤١٠]

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: "یقیناً تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور بے شک یہ امت عنقریب تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹے گی۔ سنو! بہتر (۷۲) دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی، اور یہی الجماعۃ ہو گا۔" [أبو داوٗد، كتاب السنة، باب شرح السنة : ٤٥٩٧۔ مسند أحمد : ١٠٢/٤، ح : ١٦٩٤٠۔ مستدرك حاكم : ١٢٨/١، ح : ٤٤٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودی اکہتر (۷۱) یا بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹے اور اسی طرح نصاریٰ اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹے گی۔" [ترمذي، كتاب الإيمان، باب افتراق هذه الأمة : ٢٦٤٠۔ أبو داوٗد، كتاب السنة، باب شرح السنة : ٤٥٩٦]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سے پہلے جو لوگ تھے، وہ کتاب میں اختلاف کرنے کے باعث ہی ہلاک ہوئے۔" [مسلم، كتاب العلم، باب النهي عن اتباع متشابه القرآن ...... الخ : ٢٦٦٦]

وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ : یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں علم و حکمت اور قضا و قدر کے مطابق یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ اس کی مخلوق میں سے جنت کا مستحق کون ہے اور جہنم کا مستحق کون؟ اور وہ جہنم کو بھی جنوں اور انسانوں سے ضرور بھرے گا اور اس میں بھی اس کی حجت بالغہ اور حکمت کاملہ کارفرما ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [الحجر : ٤٢، ٤٣] "بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔" اور فرمایا: ﴿ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [الأعراف : ١٨] "فرمایا اس سے نکل جا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا، بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا میں ضرور ہی جہنم کو تم سب سے بھروں گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت اور دوزخ کی آپس میں گفتگو ہوئی، جہنم نے کہا، میں تکبر اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ مخصوص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا، مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ لوگ ہی داخل ہوں گے۔ اس پر اللہ عزوجل نے جنت سے فرمایا، تو میری رحمت ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے سے رحم کروں گا اور جہنم سے فرمایا، تو میرا عذاب ہے، میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے سے عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھر دیا جائے گا۔ دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی، جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھے گا، تو اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس بس! اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض حصے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت (کو بھرنے) کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ وتقول هل من مزيد ﴾ : ٤٨٤٩، ٤٨٥٠۔ مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون...... الخ : ٢٨٤٦/٣٥]

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۰

”اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے ہر وہ چیز تجھ سے بیان کرتے ہیں جس کے ساتھ ہم تیرے دل کو ثابت رکھتے ہیں اور تیرے پاس ان میں حق اور مومنوں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی آئی ہے۔“

گزشتہ انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے حالات بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت افزائی کی جائے اور انھیں بتایا جائے کہ کفار مکہ آپ کے ساتھ جیسا برتاؤ کر رہے ہیں اس پر آپ دل برداشتہ نہ ہوں۔ گزشتہ امتوں نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کچھ کیا، لیکن بالآخر اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی اور ان کو کافروں پر غالب بنایا تو آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، کفار مکہ کو منہ کی کھانا پڑے گی اور آپ کو اللہ معزز و مکرم بنائے گا اور دین اسلام غالب ہو کر رہے گا۔

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴾ [آل عمران : ١٨٤] ”پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو بے شک کئی رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے گئے، جو واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ٤٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’پھر ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا انھوں نے اسے جھٹلا دیا، تو ہم نے ان کے بعض کو بعض کے پیچھے چلتا کیا اور انھیں کہانیاں بنا دیا۔ سو دوری ہو ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے۔‘‘

وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

’’اور ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے، کہہ دے تم اپنی جگہ عمل کرو، یقیناً ہم (بھی) عمل کرنے والے ہیں۔ اور انتظار کرو، یقیناً ہم (بھی) انتظار کرنے والے ہیں۔‘‘

ان آیات میں مشرکین مکہ کو سخت دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر تم دعوت اسلام کو قبول نہیں کرتے اور اپنے کفر پر تمھیں اصرار ہے تو ٹھیک ہے، پھر تم اپنی جگہ جو چاہو کیے جاؤ، ہم بھی اپنی جگہ اسلام پر کاربند رہتے ہیں۔ تم بھی اپنے انجام بد کا انتظار کر لو، ہم بھی اللہ کی طرف سے فتح و نصرت کا انتظار کر لیتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کیے ہوئے تمام وعدوں کو پورا فرما دیا، آپ کو اپنی تائید و نصرت سے نوازا، اپنے کلمے کو سر بلند کیا، کافروں کی بات کو پست کر دیا اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

وَ لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَیْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

’’اور اللہ ہی کے پاس آسمانوں اور زمین کا غیب ہے اور سب کے سب کام اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ سو اس کی عبادت کر اور اس پر بھروسا کر اور تیرا رب اس سے ہرگز غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔‘‘

اس آیت کریمہ میں بھی نبی کریم ﷺ کو تسلی اور کفار مکہ کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، اس لیے اے میرے نبی! آپ اللہ پر بھروسا کیجیے اور اس کی عبادت میں لگے رہیے اور کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے، اللہ ان کے تمام کرتوتوں کو دیکھ رہا ہے اور ان کی انھیں سزا دے کر رہے گا۔

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ : ارشاد فرمایا: ﴿ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴾ [السجدۃ : ۵، ۶] ’’وہ آسمان سے زمین تک (ہر) معاملے کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ (معاملہ) اس کی طرف ایسے دن میں اوپر جاتا ہے جس کی مقدار ہزار سال ہے، اس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو۔ وہی غائب اور حاضر کو جاننے والا، سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ یوسف مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔''

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے۔ اسے سورۂ ہود کا تتمہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ سورۂ ہود میں مذکور سات انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کیے جانے کے بعد اس سورت میں یوسف علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مرکزی مضامین تقریباً وہی ہیں جو مکی سورتوں کا خاصہ ہیں، یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت افزائی کرنا اور انھیں تسلی دینا کہ انبیائے کرام ہمیشہ ہی آزمائشوں سے گزر کر اپنی دعوت میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے رہے ہیں اور یہ کہ جس طرح یوسف علیہ السلام قید و بند اور عزت و ناموس میں شدید آزمائشوں سے گزرنے کے بعد غریب الدیار ہونے کے باوجود بالآخر مصر کی حکومت کے مالک بن بیٹھے اور ان کے بھائیوں کو انھی کی جناب میں پناہ لینا پڑی، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بالآخر کفار قریش پر غلبہ دے گا اور انھیں آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ فتح مکہ کے بعد کفارِ قریش آپ کے سامنے جمع کیے گئے تو آپ نے ان سے سوال کیا کہ تم مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو؟ میں تمھارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں؟ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے کریم النفس بھائی ہیں اور کریم النفس بھائی کے بیٹے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں آج تمھیں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی پابندی نہیں، جاؤ! تم سب آزاد ہو۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ①

''الٓرٰ۔ یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔''

الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ : سے مراد قرآن کریم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جو حلال و حرام، شریعت کی حدود اور ان تمام امور کو بیان کرتی ہے جو بنی نوع انسان کو زندگی میں پیش آتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الحجر : ۱] ''الٓرٰ۔ یہ کامل کتاب اور واضح قرآن کی آیات ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ [النور : ٦١] ''اسی طرح اللہ تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم سمجھ جاؤ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ٢﴾

’’بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے، تا کہ تم سمجھو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مبین یعنی قرآن کریم کو عربی زبان میں اس لیے نازل فرمایا کہ اس کے مخاطب اول عرب تھے۔ اگر کسی دوسری زبان میں نازل ہوا ہوتا تو حجت تمام نہ ہوتی اور عرب کہتے کہ یہ ہماری زبان میں نہیں ہے، اس لیے ہم اس کے مخاطب نہیں ہیں۔ پھر اس لیے بھی یہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا کہ یہ دنیا کی وہ فصیح ترین زبان ہے جو اپنے اندر گہرائی اور گیرائی لیے ہوئے ہے۔ اس کے دامن میں ان تمام افکار و معانی کے لیے وسعت ہے جو انسانی دل و دماغ میں پائے جا سکتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ﴾ [الشعراء : ۱۹۲، ۱۹۳] ’’اور بے شک یہ یقیناً رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ جسے امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ ٱلْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِۦ قَوْمًا لُّدًّا﴾ [مریم : ۹۷] ’’سو اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم نے اسے تیری زبان میں آسان کر دیا ہے، تا کہ تو اس کے ساتھ متقی لوگوں کو خوشخبری دے اور اس کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائے جو سخت جھگڑالو ہیں۔‘‘

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلْغَٰفِلِينَ ٣﴾

’’ہم تجھے سب سے اچھا بیان سناتے ہیں، اس واسطے سے کہ ہم نے تیری طرف یہ قرآن وحی کیا ہے اور بے شک تو اس سے پہلے یقیناً بے خبروں سے تھا۔‘‘

قرآن کریم کی اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جو واقعہ بیان کیا ہے اسے ’’أَحْسَنَ الْقَصَصِ‘‘ اس لیے کہا ہے کہ اس کا انداز نہایت ہی بلیغ اور اس کا اسلوب غایت درجہ فصیح ہے اور اس مضمون میں جو خبریں بیان کی گئی ہیں وہ بالکل سچی ہیں اور جو نصیحتیں اور علم و حکمت کے موتی اس میں بکھرے پڑے ہیں وہ بڑے کام کے اور بڑے ہی قیمتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس واقعہ سے متعلق وحی نازل ہونے سے پہلے کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اسی عدم علم کو یہاں آپ کی عظمت شان کے پیش نظر ’’غفلت‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّى رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِى سَٰجِدِينَ ٤﴾

’’جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! بے شک میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے انھیں دیکھا کہ مجھے سجدہ کرنے والے ہیں۔“

یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے اپنا خواب اس لیے بیان کیا کہ وہ ان کے کمال علم کے معتقد تھے اور ان کی شفقت پدری اپنے لیے عیاں پاتے تھے، تو انھیں اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھتے ہوئے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ یہاں گیارہ ستاروں سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی اور شمس وقمر سے مراد ان کے ماں باپ ہیں۔ جیسا کہ آگے معلوم ہوگا کہ اس خواب کے چالیس سال بعد جب اللہ تعالیٰ نے ملک مصر میں ان کے والدین اور بھائیوں کو جمع کیا تو یوسف علیہ السلام کی تعظیم میں سب نے ان کے سامنے سجدہ کیا، جو یعقوب علیہ السلام کے دین میں جائز تھا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵

”اس نے کہا اے میرے چھوٹے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تیرے لیے تدبیر کریں گے، کوئی بری تدبیر۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

یعقوب علیہ السلام نے خواب سے اندازہ لگا لیا کہ ان کا یہ بیٹا عظیم شان و شوکت کا حامل ہوگا، اس لیے انھیں اندیشہ ہوا کہ یہ خواب سن کر اس کے دوسرے بھائی بھی اس کی عظمت کا اندازہ کر کے کہیں اسے نقصان نہ پہنچائیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے یہ خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا، کیونکہ شیطان انسان کا بڑا کھلا دشمن ہے، اس کی پوری کوشش ہوگی کہ ان کے بھائیوں کو ان کے خلاف اکسائے اور انھیں کسی ایسی بات پر آمادہ کرے جو یوسف علیہ السلام کے لیے نقصان دہ ہو۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا : یعقوب علیہ السلام نے اس لیے خواب بیان کرنے سے منع فرمایا تھا کہ کہیں حسد کی وجہ سے اس کے بھائی اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں اور یعقوب علیہ السلام کا یہ اندیشہ بعد میں صحیح ثابت ہوا، ورنہ اچھا خواب بیان کرنا منع نہیں ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے بعض خواب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان فرمائے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پسندیدہ اور ناپسندیدہ خوابوں سے متعلق احکام و مسائل بیان فرما دیے ہیں، سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خواب کی تعبیر جب تک نہ لی جائے، وہ (گویا) پرندے کے پاؤں پر ہے، ہاں جب اس کی تعبیر بیان ہو جائے تو پھر وہ واقع ہو جاتا ہے۔“ [أبو داوٗد، کتاب الأدب، باب فی الرؤیا : ۵۰۲۰۔ ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ما جاء فی تعبیر الرؤیا : ۲۲۷۸]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، سو وہ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بیان کر دینا چاہیے، لیکن اگر کوئی اس کے برعکس کوئی ایسا خواب دیکھتا ہے جو اسے ناپسند ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، سو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے ایسے خواب کا ذکر نہ کرے، تو یہ خواب اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔‘‘ [بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من الله : ٦٩٨٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعتیں ادا کرے اور کسی کو خواب کے متعلق نہ بتائے تو یہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گا۔‘‘ [مسند الحمیدی : ٤٨٤/٢، ح : ١١٤٥]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحة جزء من ستة و أربعين جزءا من النبوة : ٦٩٨٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ’’نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔‘‘ صحابہ نے پوچھا، مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’اچھے خواب۔‘‘ [بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات : ٦٩٩٠]

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴾ [فاطر : ٦] ’’یقیناً شیطان تمھارا دشمن ہے، سو تم اسے دشمن جانو، یہ اپنی جماعت کو پکارتا ہے تاکہ انھیں اہل جہنم میں سے کر دے۔‘‘

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو (عالم میں فساد کرنے کے لیے) بھیجتا ہے اور از روئے مرتبہ اس کے زیادہ قریب وہ شیطان ہوتا ہے جو بڑا فساد بپا کرے۔ کوئی شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیے، تو شیطان کہتا ہے، تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروا دی، تو شیطان اسے قریب کرتے ہوئے کہتا ہے، ہاں، تو نے بڑا کام کیا ہے۔‘‘ راوی حدیث اعمش کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ’’بلکہ وہ اسے سینے سے لگا لیتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان ...... الخ : ٦٧/٢٨١٣]

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۠ ۶ ع ۱

’’اور اسی طرح تیرا رب تجھے چنے گا اور تجھے باتوں کی اصل حقیقت سمجھنے میں سے کچھ سکھائے گا اور اپنی نعمت تجھ پر اور آل یعقوب پر پوری کرے گا، جیسے اس نے اس سے پہلے وہ تیرے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔ بے شک تیرا رب سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تمھارے اس عظیم خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنا نبی بنائے گا اور تمھیں تمھارے عہد کے تمام لوگوں پر فوقیت دے گا، انھیں تمھارے لیے اس طرح مسخر کر دے گا جس طرح تم نے ستاروں اور شمس و قمر کو اپنے سامنے سجدہ کرتے دیکھا ہے اور تمھیں تعبیر رؤیا کا علم عطا فرمائے گا اور تمھیں بادشاہت کے ساتھ علم نبوت بھی دے گا اور ملک و نبوت کی نعمتیں تمھارے بھائیوں، تمھاری اولاد اور بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی دے گا، جس طرح اس نے اس سے پہلے تمھارے دادا اسحاق اور پردادا ابراہیم علیہما السلام کو نبوت و رسالت اور دوسری بیش بہا نعمتوں سے نوازا تھا۔ اسحاق علیہ السلام کو نبوت دی اور یعقوب علیہ السلام جیسا بیٹا اور یوسف علیہ السلام جیسا پوتا عطا کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور آگ سے نجات دی۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ : یعنی نبوت و رسالت سے سرفراز فرمائے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء : ٥٤] ”تو ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے انھیں بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ﴾ [یوسف : ٢٢] ”اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے بڑا حکم اور بڑا علم عطا کیا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معزز، معزز کے بیٹے، معزز کے پوتے اور معزز ہی کے پڑپوتے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿ أم كنتم شهداء إذ حضر يعقوب الموت ﴾ : ٣٣٨٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا تھا۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلی السموات و فرض الصلوات : ١٦٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حسن عطا کیا گیا تھا۔“ [مستدرك حاكم : ٥٧٠/٢، ح : ٤٠٨٢]

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ (آپ پر) سلام کیسے بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس طرح کہا کرو: « اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ » ”اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور محمد کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، یقیناً تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، یقیناً تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب : ٣٣٧٠۔ مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد : ٤٠٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ لوگوں میں زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کے دل میں اللہ کا ڈر سب سے زیادہ ہو۔'' انھوں نے کہا، ہمارا مقصود یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر سب لوگوں میں زیادہ بزرگ یوسف علیہ السلام ہیں، جو خود نبی تھے، جن کے والد نبی تھے، جن کے دادا نبی تھے، جن کے پڑ دادا نبی خلیل اللہ تھے۔'' انھوں نے کہا، ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر کیا تم عرب کے قبیلوں کی نسبت یہ سوال کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا، جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''سنو! جاہلیت کے زمانے میں جو ممتاز اور شریف تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی ویسے ہی شریف ہیں، جب کہ انھوں نے دین میں سمجھ حاصل کر لی ہو۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿ أم کنتم شهداء إذ حضر یعقوب الموت ﴾ : ۳۳۷۴۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف : ۲۳۷۸]

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۣ ﴿۸﴾

''بلاشبہ یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں تھیں۔ جب انھوں نے کہا یقیناً یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کے ہاں ہم سے زیادہ پیارے ہیں، حالانکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ بے شک ہمارا باپ یقیناً کھلی غلطی میں ہے۔''

یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصہ کے بارے میں اہل مکہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کوئی خبر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دینے کے لیے قرآن میں یہ سورت نازل فرمائی اور آپ نے پھر اہل مکہ کے سامنے اس کی تلاوت کی تو وہاں کے لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ برادرانِ یوسف نے آپس میں کہا کہ یوسف اور اس کا سگا بھائی بنیامین ہمارے باپ کی نگاہ میں ہم سے زیادہ محبوب ہیں، حالانکہ ہماری تعداد زیادہ ہے، ہم زیادہ طاقتور ہیں اور باپ کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں، اس لیے ہم ان دو چھوٹے بچوں سے زیادہ محبت کے حق دار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے باپ کی رائے بالکل ہی غلط اور بعید از عقل ہے۔ لفظ ''ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ'' کا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ ان حقائق کے باوجود ہمارا باپ ان دونوں کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ بھائیوں کو حسد کی وجہ سے یہ سوچنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی کہ یوسف سے اس درجہ محبت کا سبب نجابت وسعادت مندی کے وہ آثار تھے جو ان میں نمایاں تھے اور وہ خواب تھا جو یوسف نے دیکھا تھا، جس کی خبر بھائیوں کو ہوگئی اور ان کی حسد کی آگ بھڑک اٹھی تو وہ ان کے خلاف سازش کرنے لگے۔ ان کا گمان تھا کہ جب وہ یوسف کو قتل کر دیں گے، یا کسی ایسی نامعلوم جگہ میں اسے ڈال دیں گے جس کا علم ان کے باپ کو نہیں ہوگا اور نہ یوسف وہاں سے خود واپس آ سکے گا تو ان کا باپ یوسف کے بجائے انھیں اپنی پوری محبت دینے لگے گا اور وہ لوگ بعد میں اپنے گناہ سے اللہ کے سامنے تائب ہو جائیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝٩ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝١٠﴾

"یوسف کو قتل کر دو، یا اسے کسی زمین میں پھینک دو، تمھارے باپ کا چہرہ تمھارے لیے اکیلا رہ جائے گا اور اس کے بعد تم نیک لوگ بن جانا۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی اندھے کنویں میں پھینک دو، کوئی راہ چلتا قافلہ اسے اٹھا لے گا، اگر تم کرنے ہی والے ہو۔"

﴿قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ﴾ : یوسف کا نام اس نے اس لیے لیا تھا کہ بھائیوں کو ان پر کچھ رحم آئے اور انھیں قتل نہ کریں۔ اس نے کہا کہ اگر تمھیں یوسف کو اس کے باپ سے جدا کرنے پر اصرار ہے تو تم لوگ اسے کسی اندھے کنویں میں پھینک دو، کوئی قافلہ وہاں سے گزرے گا اور پانی کے لیے جائے گا تو انھیں یوسف مل جائے گا، جسے وہ غلام بنا لیں گے اور اپنے ساتھ لے جائیں گے، اس طرح تمھارا مقصد حل ہو جائے گا کہ یوسف اپنے باپ کے پاس دوبارہ نہیں آ سکے گا۔ حسد کی کوئی انتہا نہیں ہوتی، قرآن میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے حسد کا تذکرہ کیا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق : ٥] "اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔" اور فرمایا: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء : ٥٤] "یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے۔" اور فرمایا: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ [البقرة : ١٠٩] "بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش! وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں، اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔" [بخاری، کتاب الأدب، باب ما ینھی عن التحاسد والتدابر ...... الخ : ٦٠٦٥]

﴿قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝١١﴾

"انھوں نے کہا اے ہمارے باپ! تجھے کیا ہے کہ تو یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتا، حالانکہ بے شک ہم یقیناً اس کے خیر خواہ ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس سے قبل بھی برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہوگی اور باپ نے انکار کر دیا ہوگا۔ یہ بھی پتا چلا کہ یعقوب علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں شر دیکھ لیا تھا اور بھانپ گئے تھے کہ وہ لوگ یوسف کے بارے میں کچھ اچھا نہیں سوچ رہے۔

اَرۡسِلۡهُ مَعَنَا غَدًا يَّرۡتَعۡ وَ يَلۡعَبۡ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّىۡ لَيَحۡزُنُنِىۡۤ اَنۡ تَذۡهَبُوۡا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنۡ يَّاۡكُلَهُ الذِّئۡبُ وَ اَنۡتُمۡ عَنۡهُ غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳﴾

''اسے کل ہمارے ساتھ بھیج کہ چرے چگے اور کھیلے کودے اور بے شک ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا بے شک میں، یقیناً مجھے یہ بات غمگین کرتی ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل ہو۔''

کھیل اور تفریح کا رجحان انسان کی فطرت میں داخل ہے، اسی لیے جائز کھیل اور تفریح پر اللہ تعالیٰ نے کسی بھی زمانے میں پابندی عائد نہیں کی۔ اسلام میں بھی کھیلوں کی اجازت ہے، لیکن مشروط، یعنی ایسے کھیل اور تفریح جائز ہیں جن میں شرعی قباحت نہ ہو، یا محرمات تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے بھی کھیل کود کی حد تک کوئی اعتراض نہیں کیا، البتہ یہ خدشہ ظاہر کیا کہ تم کھیل کود میں مدہوش ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے، کیونکہ وہاں کھلے میدانوں اور صحراؤں میں بھیڑیے عام تھے۔

قَالُوۡا لَئِنۡ اَكَلَهُ الذِّئۡبُ وَ نَحۡنُ عُصۡبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾

''انھوں نے کہا واقعی اگر اسے بھیڑیا کھا جائے، حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں تو بلاشبہ ہم اس وقت یقیناً خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔''

باپ کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اتنے بھائیوں کی موجودگی میں بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو کھا جائے۔ الغرض! برادران یوسف کی ساری منصوبہ سازی دھوکا دہی اور دغا بازی پر مشتمل تھی، جس کی دین اور اخلاق نفی کرتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو ہم سے دغا بازی کرے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : من غشنا فلیس منا : ۱۰۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اس میں اپنا دست مبارک ڈالا تو انگلیوں کو کچھ تری محسوس ہوئی۔ آپ نے غلہ کے مالک سے دریافت فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! بارش کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اس بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے دیکھ لیتے، جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ : من غشنا فلیس منا : ۱۰۲]

﴿ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۝۱۵ ﴾

''پھر جب وہ اسے لے گئے اور انھوں نے طے کرلیا کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ تو ضرور ہی انھیں ان کے اس کام کی خبر دے گا، اس حال میں کہ وہ سوچتے نہ ہوں گے۔''

مطلب یہ ہے کہ جب اپنے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق انھوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی تسلی اور حوصلے کے لیے وحی کی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہم تیری حفاظت ہی نہیں کریں گے، بلکہ تجھے ایسے بلند مقام پر فائز کریں گے کہ یہ بھائی بھیک مانگتے ہوئے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پھر تو انھیں بتائے گا کہ تم نے اپنے ایک بھائی کے ساتھ اس طرح کا سنگ دلانہ معاملہ کیا تھا جس کو سن کر وہ حیران اور پشیمان ہو جائیں گے۔ یوسف علیہ السلام اس وقت اگرچہ بچے تھے، لیکن جو بچے نبوت پر سرفراز ہونے والے ہوں، ان پر بچپن ہی میں وحی آ جاتی ہے، جیسے عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام وغیرہ پر آئی، یا وحی سے مراد الہام ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ﴾ [القصص : ۷] ''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلا۔''

﴿ وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ۝۱۶ ﴾

''اور وہ اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے آئے۔''

انھوں نے اپنے باپ کو دھوکا دینے کے لیے یہ عذر پیش کیا تھا، تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یوسف اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آہستہ آہستہ ان کے دل سے یوسف کی محبت نکل جائے اور ان کے بھائیوں کو پوری محبت دینے لگیں۔ رات کے وقت یعقوب علیہ السلام کے پاس اس لیے آئے کہ دن کی روشنی میں ان کی جھوٹی معذرت کا بھرم نہ کھل جائے اور ان کی آنکھوں میں جھوٹ کو نہ پڑھ لیں اور رو کر انھوں نے یہ باور کرانا چاہا کہ یوسف سے انھیں بے حد محبت تھی، تاکہ یعقوب علیہ السلام کے دل میں ان کے بارے میں کوئی شبہ نہ گزرے۔

﴿ قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ۝۱۷ ﴾

''کہا اے ہمارے باپ! بے شک ہم دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلتے چلے گئے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس چھوڑ دیا تو اسے کوئی بھیڑیا کھا گیا اور تو ہرگز ہمارا اعتبار کرنے والا نہیں، خواہ ہم سچے ہوں۔‘‘

یعنی جیسا کہ آپ ڈر رہے تھے، جب ہم آپس میں دوڑ کا مقابلہ کر رہے تھے اور یوسف ہمارے کپڑوں اور کھانے پینے کے سامان کے پاس بیٹھا تھا، واقعی بھیڑیا آیا اور اسے کھا گیا اور ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے نزدیک ثقہ اور اہل صدق ہوتے، تب بھی یوسف کے معاملے میں آپ ہماری بات کی تصدیق نہ کرتے، اب تو ویسے ہی ہماری حیثیت متہم اور مشکوک افراد کی سی ہے، اب آپ کس طرح ہماری بات کی تصدیق کریں گے؟

وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

’’اور وہ اس کی قمیص پر ایک جھوٹا خون لگا لائے۔ اس نے کہا بلکہ تمھارے لیے تمھارے دلوں نے ایک کام مزین بنا دیا ہے، سو (میرا کام) اچھا صبر ہے اور اللہ ہی ہے جس سے اس پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔‘‘

انھوں نے یوسف علیہ السلام کی قمیص کو ایک بکرے کے خون سے لت پت کر دیا اور اسے اپنے باپ کے سامنے رکھ کر کہا کہ یہ دیکھیے یوسف کی قمیص، جو اس کے ہلاک ہو جانے کے بعد ہمیں ملی ہے، لیکن یعقوب نے ان کی بات نہ مانی اور کہا کہ یہ کہانی تم نے اپنی طرف سے گھڑی ہے۔ تمھارے کہنے کے مطابق تو بھیڑیا بڑا ہی عقل مند تھا کہ یوسف کو کھا گیا اور اس کی قمیص کو نہیں پھاڑا۔ اب میرے لیے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ اللہ کی تقدیر پر صبر جمیل سے کام لوں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں کہ وہ تمھارے جھوٹ کا پردہ فاش کر دے اور یوسف علیہ السلام کا صحیح سالم زندہ پایا جانا ظاہر کر دے۔

وَجَآءُوْعَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ : یعنی جھوٹ موٹ کا خون، جو یوسف کا خون نہیں تھا۔ اپنے مکر و فریب اور سازش کو سچ ثابت کرنے کے لیے انھوں نے یہ ایک تدبیر کی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو نفاق کی علامتوں میں شمار کیا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔‘‘ [بخاری، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق : ۳۳۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ۵۹]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ ہوں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ کہ) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔‘‘ [بخاری، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق : ۳٤۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ۵۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ يأيها الذين امنوا اتقوا الله ...... الخ ﴾ : ٦٠٩٤۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الكذب و حسن الصدق : ١٠٥/ ٢٦٠٧]

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ : یعنی میں تمھاری اس سازش پر، جس پر تم سب متفق ہو گئے ہو، صبر جمیل کا مظاہرہ کروں گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے میرے اس غم و اندوہ کو دور فرما دے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واقعۂ افک بیان کرتے ہوئے فرمایا، اگر میں تمھیں کہوں کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں، تو تم نہیں مانو گے اور اگر میں اس معاملے کا اعتراف کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم اس اعتراف کو سچ جانو گے۔ واللہ! میری اور تمھاری مثال یوسف علیہ السلام کے باپ کی سی ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا: ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ سو (میرا کام) ''اچھا صبر ہے اور اللہ ہی ہے جس سے اس پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔'' [بخاری، کتاب الشهادات، باب تعديل النساء بعضهن بعضًا : ٢٦٦١۔ مسلم ، کتاب التوبة، باب في حديث الإفك : ٢٧٧٠]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کے لیے اس کے ہر معاملہ میں خیر ہی ہے اور مومن کے سوا کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت حاصل نہیں۔ (وہ اس طرح کہ) اگر اسے خوشی نصیب ہو تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' [مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير : ٢٩٩٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے روکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے ہاتھ پھیلانے سے بچا لیتے ہیں اور جو شخص بے نیازی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غنی عطا فرما دیتے ہیں اور جو شخص صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی (یعنی یہ سب سے بڑی نعمت ہے)۔'' [بخاری، کتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسئلة : ١٤٦٩۔ مسلم، کتاب الزكاة، باب فضل التعفف : ١٠٥٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن جو لوگوں سے گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے میل جول ہی نہیں رکھتا اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر نہیں کرتا۔'' [الأدب المفرد للبخاری : ٣٨٨۔ السلسلة الصحيحة : ٩٢٩۔ ابن ماجه، کتاب الفتن، باب الصبر على البلاء : ٤٠٣٢]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے (فوت شدہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے پر رو رہی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' تو وہ عورت کہنے لگی کہ آپ کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی (اس لیے آپ یہ کہہ رہے ہیں)، تو جب آپ چلے گئے تو عورت سے کہا گیا کہ بے شک وہ (کہنے والے) اللہ کے رسول ﷺ تھے تو اسے موت کے برابر صدمے نے آلیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر گئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک صبر تو صدمے کی ابتدا کے وقت ہوتا ہے۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبة عند صدمة الأولی : ۹۲۶/۱۵۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور : ۱۲۸۳]

وَ جَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹

''اور ایک راہ چلتا قافلہ آیا تو انھوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا، سو اس نے اپنا ڈول لٹکایا۔ کہا، اوہ! خوشخبری ہو! یہ ایک لڑکا ہے۔ اور انھوں نے اسے سامان تجارت بنا کر چھپا لیا اور اللہ خوب جاننے والا ہے جو وہ کر رہے تھے۔''

ایک قافلہ جو شام سے مصر کی طرف جا رہا تھا، وہ وہاں سے گزرا اور کنویں کے آس پاس پڑاؤ ڈالا۔ قافلہ والوں کے لیے پانی مہیا کرنا جن افراد کی ذمہ داری تھی، انھوں نے جب اپنا ڈول کنویں میں ڈالا، تو یوسف علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا۔ انھوں نے جھانک کر دیکھا تو وہ ایک لڑکا تھا۔ بہت خوش ہوئے اور یوسف کو سامانِ تجارت بنا لیا اور قافلہ والوں سے کہا کہ ہم نے کنویں والوں سے اسے خریدا ہے۔ انھی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ نے آیت کے آخر میں دھمکی کے طور پر فرمایا کہ یوسف کے ان تمام حالات سے گزرنے کا جو لوگ سبب تھے، اللہ انھیں خوب جانتا ہے کہ کس طرح انھوں نے کریم بن کریم بن کریم بن کریم کو طوق غلامی پہنا دیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد کریم ﷺ کو بھی یہ تسلی دے رہا ہے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کے درپے آزار ہے اور میں ان کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دینے پر قادر ہوں، لیکن میں نے کچھ وقت کے لیے انھیں مہلت دے رکھی ہے، جبکہ انجام کار آپ کو ان کے مقابلے میں اسی طرح کامیابی و کامرانی اور حکومت نصیب ہو گی کہ جس طرح میں نے یوسف کو ان کے بھائیوں کے مقابلے میں کامیابی و کامرانی اور حکومت سے سرفراز کیا تھا۔

ع ۲ / ۱۲ وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝۲۰

''اور انھوں نے اسے تھوڑی قیمت، چند گنے ہوئے درہموں میں بیچ دیا اور وہ اس میں رغبت نہ رکھنے والوں سے تھے۔''

کہتے ہیں کہ تاجروں کا وہ قافلہ مدین سے آیا تھا۔ ان کی ملاقات ایک دوسرے قافلے سے ہوئی جو مصر جا رہا تھا۔ انھوں نے یوسف کو اس قافلہ والوں کے ہاتھ صرف بیس درہم میں بیچ دیا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ مستقبل کے کس عظیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسان کو وہ بیچ رہے ہیں۔ اسی لیے انھوں نے قیمت کی پروا کیے بغیر چند ٹکوں میں بیچ دیا۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

"اور جس شخص نے اسے مصر سے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا اس کی رہائش باعزت رکھ، ہوسکتا ہے کہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ دی اور تاکہ ہم اسے باتوں کی اصل حقیقت میں سے کچھ سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے بڑا حکم اور بڑا علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔"

اللہ کا لطف و کرم ہر وقت یوسف علیہ السلام کے شامل حال رہا۔ پہلے بے رحم بھائیوں کے پنجے سے نکالا، پھر کنویں سے نکال کر نئی زندگی دی اور اب اس کا لطف خاص دیکھیے کہ مصر کے خزانوں کا وزیر (عزیز مصر) انھیں خرید کر اپنے گھر لایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اس کے کھانے پینے اور اس کی رہائش کا اچھا انتظام کرو، تاکہ ہم سے جلدی مانوس ہو جائے اور اپنے آپ کو اپنوں کے درمیان محسوس کرنے لگے، کیونکہ مجھے امید ہے کہ یہ ہمارے کام آئے گا، یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں گے۔ یوسف کے ساتھ شروع سے لے کر اب تک جو کچھ ہوا، اللہ کی مرضی سے ہوا اور اس لیے ہوا کہ اللہ انھیں عزیز مصر کے گھر پہنچا دے۔ پھر وہ کچھ واقع ہوا جو عزیز مصر کی بیوی کی جانب سے ہوا۔ یوسف جیل جائیں اور اللہ انھیں خواب کی تعبیر سکھائے اور پھر وہ بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتا کر وزارت کی کرسی پر پہنچ جائیں، یہ اللہ کا فیصلہ تھا جسے بہرحال ہونا تھا، لیکن اکثر لوگ اس حقیقت پر یقین نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں کوئی دخل انداز نہیں ہوسکتا۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ یوسف جب جوان ہو گئے تو اللہ نے انھیں حاکم مصر بنا دیا اور عقل و فہم اور فقہ و نبوت سے نوازا۔ آیت کے آخری حصے ﴿ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ میں اگرچہ ہر بھلائی کرنے والے کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ انھیں اچھا بدلا دے گا، لیکن یہاں مقصود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ انھیں اللہ مشرکین مکہ سے نجات دے گا اور ان پر غلبہ عطا کرے گا۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

"اور اس عورت نے، جس کے گھر میں وہ تھا، اسے اس کے نفس سے پھسلایا اور دروازے اچھی طرح بند کر لیے اور کہنے

18754

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگی جلدی آ۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ، بے شک وہ میرا مالک ہے، اس نے میرا ٹھکانا اچھا بنایا۔ بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ ظالم فلاح نہیں پاتے۔''

اس آیت میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ عزیز مصر کے گھر میں جو کچھ پیش آیا اسے بیان کیا جا رہا ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے یوسف سے فعل بد کا مطالبہ کیا۔ اس عورت کے نام کی صراحت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کی بیوی کہنے کے بجائے یہ فرمایا کہ یوسف کو گناہ پر اس عورت نے اکسایا جس کے گھر میں وہ رہتے تھے، تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ یوسف کے لیے وہ کتنی مشکل گھڑی تھی اور وہ عفت و پاکدامنی کی کس بلندی کو چھو رہے تھے کہ اس گھر میں رہنے کی وجہ سے عزیز مصر کی بیوی کا بار بار سامنا ہوتا رہا ہوگا اور وہ اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ کرتی رہی ہوگی، تاکہ انھیں اپنی ذات میں دلچسپی لینے پر اکسائے، لیکن یوسف علیہ السلام پر ان تمام ہتھکنڈوں کا رائی کے دانے کے برابر بھی اثر نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایسا کرنے سے پہلے شدت خوف اور حد درجہ احتیاط کی وجہ سے سات دروازے بند کیے، تاکہ وہاں تک کسی کے پہنچنے کا گمان بھی نہ ہو سکے۔ یوسف کی پاکدامنی کی یہ بھی ایک عظیم دلیل ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے انسانوں سے خوف کھانے کا ایک بھی عذر باقی نہیں رکھا تھا، اس کے باوجود ان کے دل میں گناہ کا خیال تک نہیں گزرا۔ یوسف نے اس کے جواب میں کہا کہ میں تمھاری اس دعوت گناہ سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس لیے کہ یہ تو زنا، جرم عظیم، امانت میں خیانت اور محسن کشی ہے اور اس عورت کو اس گناہ عظیم سے باز رکھنے کے لیے اس خیانت کی شدید ترین قباحت بیان کرتے ہوئے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ مجھے کس کی خیانت پر ابھار رہی ہو؟ وہ میرا آقا عزیز مصر ہے جس نے ہر طرح میرا خیال کیا ہے، تو اب میرے لیے یہ کس طرح مناسب ہے کہ اس کی عزت سے کھیلوں۔ ایک دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ ''اِنَّهٗ'' کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ یعنی میرے رب نے تو مجھ پر بڑا احسان کیا ہے، مجھے نئی زندگی دی اور عزیز مصر کے پاس پہنچا کر میری تمام پریشانیوں کو دور کر دیا ہے، اگر میں نے ایسا کیا تو ظالم ہوں گا اور ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ : سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے اسی وصف کو بیان کرتے ہوئے عورتوں سے فرمایا: ''میں نے تم سے زیادہ ناقص عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود کسی عقل مند شخص کی عقل کو گم کر دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔'' [مسند أحمد : ۲/ ۶۶، ۶۷، ح : ۵۳۴۲]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے، سوائے محرم کے۔'' [بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم : ۵۲۳۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلوت اختیار کرتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔" [مسند أحمد : ۱/ ۲٦، ح : ۱۷۸۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعة : ۲۱٦۵۔ ابن حبان : ٤۵۷٦]

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ : امام بخاری رحمہ اللہ نے عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ حورانی زبان کے الفاظ ہیں، جو "هَلُمَّ" یعنی آیئے کے معنی میں ہیں، سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ وراودته التی هو......الخ ﴾، قبل الحدیث : ٤٦۹۲]

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ (اس دن) اپنے سائے تلے جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا ① عادل بادشاہ۔ ② وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری۔ ③ وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا رہتا ہے (کہ کب اذان ہو اور وہ پھر مسجد میں جائے)۔ ④ وہ دو شخص جو آپس میں محض اللہ کے لیے محبت رکھتے ہوں، اسی پر ملتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔ ⑤ وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے اور اسے اس قدر پوشیدہ رکھتا ہے کہ دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہیں ہوتی۔ ⑥ وہ شخص جسے کوئی جاہ و منصب والی اور صاحب حسن و جمال عورت اپنی طرف بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ⑦ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور پھر اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔" [بخاری، کتاب الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰة و فضل المساجد : ٦٦۰۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة : ۱۰۳۱]

وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

"اور بلاشبہ یقیناً وہ اس کے ساتھ ارادہ کر چکی تھی اور وہ بھی اس عورت کے ساتھ ارادہ کر لیتا اگر یہ نہ ہوتا کہ اس نے اپنے رب کی دلیل دیکھ لی۔ اسی طرح ہوا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص کیے ہوئے بندوں سے تھا۔"

اس آیت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے جب دروازے بند کر کے یوسف کو دعوت گناہ دی، تو اس نے یوسف کے ساتھ بدکاری کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور اگر یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے رب کے برہان کا ایمانی مشاہدہ نہ کیا ہوتا اور زنا کی قباحت و شناعت ان کے دل و دماغ میں اس حد تک نہ بیٹھی ہوتی کہ گویا وہ اس کی بدترین شکل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے تو وہ بھی ایسا ہی ارادہ کر لیتے، لیکن ان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہی نہیں۔

عربی زبان میں "هَمٌّ" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے، ایک ایسا قصد و ارادہ جس کے ساتھ گناہ کے کر گزرنے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزم ہو اور دل سے ایسا کرنا چاہتا ہو اور دوسرا وہ خیال جو انسان کے ذہن میں پیدا تو ہو، لیکن اس کے کر گزرنے کا عزم نہ پایا جائے، ایسے خیال پر انسان کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں، اگر وہ اس پر عمل نہ کرے، جب وہ عملاً نیکی کر لیتا ہے تو میں اسے دس گنا لکھتا ہوں اور جب کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو میں اس سے درگزر فرماتا ہوں اور جب وہ عملاً برائی کر لیتا ہے تو میں ایک ہی برائی کا گناہ لکھتا ہوں۔'' [مسند أحمد : ۲/۳۱۵، ح : ۸۱۸۶۔ بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ یریدون أن یبدلوا کلم اللہ ﴾ : ۷۵۰۱۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب إذا هم العبد بحسنة کتبت : ۱۲۹]

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

''اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے اس کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور دونوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا، اس عورت نے کہا کیا جزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، سوائے اس کے کہ اسے قید کیا جائے یا دردناک سزا ہو۔''

جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ عورت برائی کے ارتکاب پر مصر ہے، تو وہ باہر نکلنے کے لیے دروازے کی طرف دوڑے، یوسف علیہ السلام کے پیچھے انھیں پکڑنے کے لیے عورت بھی دوڑی۔ یوں دونوں دروازے کی طرف لپکے اور دوڑے۔ یوسف جب بھاگ رہے تھے تو عزیز مصر کی بیوی نے پیچھے سے ان کی قمیص پکڑ لی اور کھینچنے کی وجہ سے قمیص پھٹ گئی۔ جب دونوں دروازے پر پہنچے تو عزیز مصر کو آتا دیکھا، عورت نے فوراً پینترا بدلا اور کہا کہ جو آدمی تمھاری بیوی کے ساتھ برائی کی نیت کرے اسے یا تو جیل میں ڈال دینا چاہیے، یا کوئی اور سخت سزا دینی چاہیے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

''اس (یوسف) نے کہا اسی نے مجھے میرے نفس سے پھسلایا ہے اور اس عورت کے گھر والوں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر اس کی قمیص آگے سے پھاڑی گئی ہو تو عورت نے سچ کہا اور یہ جھوٹوں سے ہے۔ اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھاڑی گئی ہو تو عورت نے جھوٹ کہا اور یہ سچوں سے ہے۔ تو جب اس نے اس کی قمیص دیکھی کہ پیچھے سے پھاڑی گئی ہے تو اس نے کہا یقیناً یہ تم عورتوں کے فریب سے ہے، بے شک تم عورتوں کا فریب بہت بڑا ہے۔''

یوسف علیہ السلام نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ اسی نے مجھ سے گناہ کا مطالبہ کیا تھا، میں نے تو انکار کر دیا اور بھاگ پڑا۔ عزیز مصر کے لیے معاملہ کی حقیقت تک پہنچنا مشکل ہو گیا تو یوسف کی براءت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے ایک رشتہ دار بچے کو جو ابھی گود میں تھا، قوت گویائی دی۔ اس نے کہا کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے، لیکن اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ جب عزیز مصر نے دیکھا کہ قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو معاملے کی تہ تک پہنچ گیا کہ اس کی بیوی ہی نے یوسف کو گناہ پر مجبور کرنا چاہا تھا۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار بچے چھوٹی عمر میں بولے ہیں، ایک یہ (یعنی فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ)، دوسرا یوسف علیہ السلام کا گواہ، تیسرا جریج کا گواہ اور چوتھے بچے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں۔'' [مستدرك حاكم : ۲/ ۴۹۶، ۴۹۷، ح : ۳۸۳۵]

اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ : سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو عورتوں کے فتنہ سے زیادہ ضرر رساں ہو۔'' [بخاری، کتاب النکاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة ...... الخ : ۵۰۹۶]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! میں نے تم سے زیادہ ناقص عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود کوئی نہیں دیکھا جو ذی عقل و شعور مرد کی عقل کو مار کر رکھ دے۔'' [بخاری، کتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب : ۱۴۶۲]

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے امور کسی عورت کے سپرد کر دیے۔'' [بخاری، کتاب المغازی، باب كتاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم إلى كسرىٰ و قيصر : ۴۴۲۵]

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ۝۲۹ ع ۱۲/۱۲

''یوسف! اس معاملے سے درگزر کر اور (اے عورت!) تو اپنے گناہ کی معافی مانگ، یقیناً تو ہی خطا کاروں سے تھی۔''

عزیز مصر چونکہ معاملے کو پوری طرح سمجھ چکا تھا، اس لیے یوسف کے ساتھ نہایت نرمی کا اسلوب اختیار کیا اور کہا کہ اے یوسف! تمھارے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اسے نظر انداز کر دو اور اس واقعے پر پردہ ڈال دو اور کسی سے بیان نہ کرو۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے مخاطب ہوا اور کہا کہ ساری غلطی تمھاری ہے، تم نے اس نوجوان کو ورغلانا چاہا تھا اور اب اس نوجوان پر تہمت دھرنے کی کوشش کر رہی ہو، اس لیے اپنے گناہ کی معافی مانگو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

’’اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس کے نفس سے پھسلاتی ہے، بلاشبہ وہ محبت کی رو سے اس کے دل کے اندر داخل ہو چکا ہے۔ بے شک ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں۔‘‘

یوسف اور عزیز مصر کی بیوی کا واقعہ کسی طرح شہر میں پھیل گیا، عورتیں کہنے لگیں کہ وہ یوسف کو گناہ پر اکساتی ہے، وہ اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی ہے اور ہوش و حواس کھو بیٹھی ہے۔ عشق کرنا ہی تھا تو کسی پیکر حسن و جمال سے کیا جاتا، یہ کیا کہ اپنے ہی غلام پر فریفتہ ہوگئی، یہ تو اس کی بہت بڑی نادانی ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

’’تو جب اس عورت نے ان کے فریب کے بارے میں سنا تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک تکیہ دار مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دے دی اور کہا ان کے سامنے نکل۔ پھر جب انھوں نے اسے دیکھا تو اسے بہت بڑا پایا اور انھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا اللہ کی پناہ! یہ کوئی آدمی نہیں ہے، یہ نہیں ہے مگر کوئی نہایت معزز فرشتہ۔‘‘

عزیز مصر کی بیوی کو جب معلوم ہوا کہ شہر کی کچھ عورتیں اپنی مجلسوں میں یوسف پر اس کی فریفتگی کو موضوع سخن بنا رہی ہیں، تو اس نے شہر کی ان عورتوں کو اپنے گھر میں دعوت دی، انھیں ایک ایسی مجلس میں بٹھایا جس میں گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی، تاکہ اپنے سامنے رکھے ہوئے گوشت اور پھل کاٹ کر کھائیں۔ اس کے بعد یوسف سے ان کے سامنے آنے کو کہا۔ عورتیں انھیں دیکھ کر ان کے غیر معمولی حسن و جمال سے ایسا متاثر ہوئیں کہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے اور یوسف علیہ السلام کی عظمت و جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے پکار اٹھیں کہ یہ انسان کی شکل میں کوئی فرشتہ ہے، یہ کیسا عظیم انسان ہے کہ عالم شباب میں ہونے کے باوجود اور اپنی صاحب حیثیت مالکہ کے تقاضے کے باوصف آمادۂ گناہ نہیں ہوا، جنسی خواہشات سے مبرا تو فرشتے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ بھی کوئی معزز فرشتہ ہے انسان نہیں۔

مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعۂ معراج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’جب تیسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا تو وہاں یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اللہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن کا آدھا حصہ انھیں عطا کیا تھا۔'' [مسلم، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات و فرض الصلوات : ١٦٣]

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

''اس عورت نے کہا تو وہ یہی ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی تھی اور بلاشبہ یقیناً میں نے اسے اس کے نفس سے پھسلایا، مگر یہ صاف بچ گیا اور واقعی اگر اس نے وہ نہ کیا جو میں اسے حکم دیتی ہوں تو اسے ضرور ہی قید کیا جائے گا اور یہ ضرور ہی ذلیل ہونے والوں سے ہوگا۔''

عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں سے کہا کہ یہی وہ پیکر حسن ہے جس کے بارے میں تم عورتیں مجھے کوستی تھیں اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ تمام عورتیں یوسف کے حسن سے مسحور ہو گئی ہیں اور اسے معذور سمجھنے لگی ہیں تو اپنا دل کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ ہاں، میں نے اسے ورغلایا تھا، لیکن اس نے قطعی طور پر انکار کر دیا ہے اور ذرا سی بھی لچک نہیں دکھائی۔ اس کے بعد اس نے شرم و حیا کی چادر ایک طرف پھینک دی اور عشق و مستی کی آخری حدوں کو چھوتی ہوئی کہنے لگی کہ میرا اس سے جو مطالبہ ہے اگر اس نے پورا نہ کیا تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا اور اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

''اس نے کہا اے میرے رب! مجھے قید خانہ اس سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ سب مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں سے ہو جاؤں گا۔ تو اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی، پس اس سے ان (عورتوں) کا فریب ہٹا دیا۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

جب یوسف علیہ السلام نے اس کی یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ اس نے ایسا کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور اس کا شوہر اس کی ہر بات مانتا ہے، اسی لیے اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے اللہ! جس قید و بند کی یہ عورت مجھے دھمکی دے رہی ہے وہ میرے نزدیک اس بدکاری سے زیادہ قابل قبول ہے، جس کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہے۔ اس لیے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل کی مصیبت عارضی اور ختم ہو جانے والی ہے، لیکن یہ گناہ عظیم تو دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کا خاتمہ کر دے گا۔ اس کے بعد اللہ کی جناب میں پناہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر تو نے ان عورتوں کی سازشوں سے مجھے نہیں بچایا تو بشری تقاضے کے تحت میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور اس فعل قبیح کا مرتکب ہو کر جاہل و نادان بن جاؤں گا۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع

''پھر اس کے بعد کہ وہ کئی نشانیاں دیکھ چکے، ان کے سامنے یہ بات آئی کہ اسے ایک وقت تک ضرور ہی قید کر دیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور انھیں گناہ میں پڑنے سے بچا لیا۔ اس آیت کریمہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور اس کے لطف و کرم کے بغیر کوئی شخص گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو عظیم الشان عصمت سے نوازا اور آپ کی حفاظت بھی فرمائی۔ آپ نے بے حیائی کے اس کام کو نہایت سختی کے ساتھ رد کر دیا اور اس کے بجائے جیل جانے کو ترجیح دی۔ یہ مقاماتِ کمال میں سے نہایت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ مقام ہے کہ شباب، جمال اور کمال کے باوجود محض اللہ کے خوف اور اس سے ثواب کی امید کے باعث برائی کی اس دعوت کو رد کر کے قید کو پسند فرما لیا، جبکہ دعوت بھی ایک ایسی عورت کی طرف سے تھی جو آپ کی مالکہ تھی، عزیز مصر کی بیوی تھی، خوبصورت تھی اور مال و دولت اور حکمرانی سے بہرہ ور تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات قسم کے (سعادت مند) انسان ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا: ① عدل کرنے والا حکمران۔ ② وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشوونما پائی۔ ③ وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہو۔ ④ وہ دو شخص جو اللہ ہی کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں اور حب الٰہی کے باعث جمع اور جدا ہوتے ہیں۔ ⑤ وہ شخص جسے کسی صاحب منصب و جمال عورت نے (برائی کی) دعوت دی اور اس نے (اسے رد کرتے ہوئے) کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جو اس طرح خفیہ صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ ⑦ اور وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔'' [بخاري، كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوة ...... الخ : ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٨٠٦۔ مسلم، كتاب الزكوة، باب فضل إخفاء الصدقة : ١٠٣١]

عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کے تمام شواہد و دلائل کے باوجود مشیروں اور اپنی بیوی سے مشورہ کرنے کے بعد مصلحت اسی میں سمجھی کہ انھیں ایک مدت کے لیے جیل میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یوسف کو جیل میں بند کر دیا گیا۔

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

''اور قید خانے میں اس کے ساتھ دو جوان داخل ہوئے، دونوں سے ایک نے کہا بے شک میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ کچھ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا بے شک میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر کچھ روٹی اٹھائے ہوئے ہوں، جس سے پرندے کھا رہے ہیں، ہمیں اس کی تعبیر بتا۔ بے شک ہم تجھے احسان کرنے والوں سے دیکھتے ہیں۔''

انھی دنوں سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں دو نوجوان بھی داخل کیے گئے، ایک بادشاہ کا ساقی اور دوسرا نان بائی۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے بادشاہ کے کھانے میں زہر ڈالا تھا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے ایک دن ان دونوں کو مغموم دیکھا تو سبب دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم دونوں نے الگ الگ خواب دیکھا ہے، جس نے ہمیں مغموم بنا دیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا تم دونوں اپنا اپنا خواب بیان کرو۔ ساقی نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ انگور نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ سر پر روٹی ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ اس کے بعد دونوں نے کہا کہ ہم میں سے دونوں کے خواب کی تعبیر بتا دو، ہم سمجھتے ہیں کہ تم خواب کی تعبیر کا علم رکھتے ہو۔

www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

''اس نے کہا تمھارے پاس وہ کھانا نہیں آئے گا جو تمھیں دیا جاتا ہے، مگر میں تمھیں اس کی تعبیر اس سے پہلے بتا دوں گا کہ وہ تمھارے پاس آئے۔ یہ اس میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا۔ بے شک میں نے اس قوم کا دین چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے ساتھ بھی کفر کرنے والے ہیں۔''

سیدنا یوسف علیہ السلام نے ان کے خوابوں کی تعبیر بتانے سے پہلے انھیں یہ بتانا چاہا کہ وہ ان عام لوگوں میں سے نہیں ہیں جو محض اپنے گمان سے خواب کی تعبیر بتاتے ہیں، جو بسا اوقات غلط ہوتی ہے۔ اپنی بات میں مزید زور پیدا کرنے کے لیے کہا کہ میں تم دونوں کا کھانا آنے سے پہلے بتا دوں گا کہ ان خوابوں کی تعبیر کیا ہے اور یہ علم مجھے اللہ کی طرف سے بذریعہ الہام ملا ہے، اس میں کہانت اور علم نجوم کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ بات یوسف علیہ السلام نے اس لیے کہی کہ آئندہ جو دعوت توحید ان کے سامنے پیش کرنے والے تھے اسے دونوں آسانی سے قبول کر لیں۔

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی ہے، ہمارے لیے ممکن ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کے فضل سے ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔''

یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں قید کے ساتھیوں کو یہ بھی بتانا چاہا کہ مجھے جو یہ رتبۂ بلند ملا ہے اور یہ الہامی علم حاصل ہوا ہے، تو اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کے دین کو اختیار نہیں کیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، بلکہ میں اپنے آبا و اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین پر ایمان لے آیا جو اللہ کے انبیاء تھے اور اس تفصیل سے ان کا مقصد انھیں یہ بھی بتانا تھا کہ میں خانوادۂ نبوت کا چشم و چراغ ہوں، تاکہ جب ان کے سامنے اپنی دعوت رکھیں تو وہ غور سے سنیں۔ ﴿ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ﴾ میں ''مِنْ شَيْءٍ'' شرک کے عموم کی نفی کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے کہ چاہے کوئی چھوٹی چیز ہو یا کوئی حقیر شے، بت ہو یا فرشتہ، کوئی جن ہو یا کوئی اور چیز، اسے اللہ کا شریک بنانا حرام ہے۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ اس کی وحدانیت کا اقرار اور کسی کو اس کا شریک نہ بنانا موحد مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے، لیکن اکثر لوگ اللہ کے ناشکرے بندے ہوتے ہیں۔ اسی لیے نہ اس پر ایمان لاتے ہیں، نہ اس کی توحید کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور نہ اس کی شریعت پر عمل کرتے ہیں۔

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ : سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، تو جب بندے یہ کام کریں تو ان کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ دے۔'' [بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار : ۲۸۵۶۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات ...... الخ : ۳۰]

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

''اے قید خانے کے دو ساتھیو! کیا الگ الگ رب بہتر ہیں یا اللہ، جو اکیلا ہے، نہایت زبردست ہے؟ تم اس کے سوا عبادت نہیں کرتے مگر چند ناموں کی، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے بارے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی سیدھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

دونوں کے سامنے اپنا عقیدہ بیان کرنے کے بعد اب نہایت ہی حکمت و دانائی کے ساتھ ان کی قوم کے مشرکانہ عقائد کی خرابی بیان کرنے کے لیے انھی سے سوال کیا کہ اے جیل کے میرے دونوں ساتھیو! انسانوں کے لیے کئی معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا؟ تم لوگ اللہ کے سوا جن بتوں کی پوجا کرتے ہو، تم نے اور تمھارے باپ دادا نے بغیر کسی حجت و برہان کے انھیں معبود مان لیا ہے، حالانکہ مالک اور حاکم تو صرف اللہ ہے، دین و عبادت کے معاملے میں اسی کا حکم چلتا ہے اور اس نے تو تمھیں یہ حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس لیے کہ عبادت غایت خشوع و خضوع کو کہتے ہیں جس کا حق دار وہ اللہ ہے جو حقیقی عظمت والا ہے اور یہی توحید باری تعالیٰ، جو اس کی کمال عظمت پر دلالت کرتی ہے، صحیح اور برحق دین ہے، لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک بناتے ہیں۔

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے چند نیک لوگ جب مر گئے تو شیطان نے لوگوں کو یہ پٹی پڑھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر (یادگار کے طور پر) نصب کر دو اور ان کے وہی نام رکھو جو ان بزرگوں کے تھے۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، اس وقت ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی، لیکن جب وہ لوگ گزر گئے تو بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا اور وہ ان کی پرستش کرنے لگے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ودًا ولا سواعًا ولا يغوث و يعوق ﴾ : ٤٩٢٠]

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ١ۚ۬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا١ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ [الأنعام : ١٦١] ’’کہہ دے بے شک مجھے تو میرے رب نے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر دی ہے، جو مضبوط دین ہے، ابراہیم کی ملت، جو ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔‘‘

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا١ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ١ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِؕ۰۰۴۱

’’اے قید خانے کے دو ساتھیو! تم میں سے جو ایک ہے سو وہ اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور جو دوسرا ہے سو اسے سولی دی جائے گی، پس پرندے اس کے سر میں سے کھائیں گے۔ اس کام کا فیصلہ کر دیا گیا جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو۔‘‘

جب یوسف علیہ السلام نے اپنا علمی مقام بتا دیا اور توحید کی دعوت ان کے سامنے پیش کر دی تو اب ان کے خوابوں کی تعبیر بتانا شروع کی اور چونکہ ان کے سوال کے بعد یوسف علیہ السلام کی دعوتی گفتگو طویل ہو گئی تھی، اس لیے انھوں نے دوبارہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے جیل کے میرے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک جیل سے نکل کر پہلے کی طرح بادشاہ کا ساقی بن جائے گا، جبکہ دوسرا سولی پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اس کے سر کا گوشت کھائیں گے۔ جو سوال تم دونوں نے کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ ہو چکا ہے۔

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ : سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک خواب کی تعبیر نہ کی جائے، تو (گویا) وہ پرندے کے پاؤں پر ہے (اس کا واقع ہونا اور نہ ہونا دونوں ممکن ہیں، جیسے پرندے کے پیر میں پکڑی ہوئی چیز کا گرنا اور نہ گرنا دونوں ممکن ہیں) مگر جب تعبیر کر دی جائے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔“

[ابو داؤد، کتاب الأدب، باب في الرؤيا : ۵۰۲۰]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اسے بیان کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے، کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔“

[بخاري، کتاب التعبير، باب الرؤيا من الله : ۶۹۸۵۔ مسلم، کتاب الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله...... الخ : ۲۲۶۱/۴]

وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۵ ۱۵

”اور اس نے اس سے کہا جس کے متعلق اس نے سمجھا تھا کہ بے شک وہ دونوں میں سے رہا ہونے والا ہے کہ اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا۔ تو شیطان نے اسے اس کے مالک سے ذکر کرنا بھلا دیا تو وہ کئی سال قید خانے میں رہا۔“

جس آدمی کو یوسف علیہ السلام نے بتایا کہ وہ جیل سے نکل جائے گا اور قتل نہیں ہوگا، اس سے کہا کہ جب تمھاری ملاقات تمھارے آقا سے ہو، تو اس سے میرا حال بیان کرنا اور بتانا کہ مجھے اللہ نے خواب کی تعبیر کا علم دیا ہے اور یہ کہ میں بے گناہ ہوں، مجھے جیل میں ڈال کر مجھ پر زیادتی کی گئی ہے، لیکن جیل سے نکلنے کے بعد شیطان نے اس کی یادداشت سے یہ بات نکال دی، تا کہ یوسف علیہ السلام جیل سے نہ نکل سکیں۔

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

”اور بادشاہ نے کہا بے شک میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں، جنھیں سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے اور کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے خشک (دیکھتا ہوں)، اے سردارو! مجھے میرے خواب کے بارے بتاؤ، اگر تم خواب کی تعبیر کیا کرتے ہو۔ انھوں نے کہا یہ خوابوں کی پریشان باتیں ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر بالکل جاننے والے نہیں۔''

جب یوسف علیہ السلام کی رہائی کا دن قریب آیا تو مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں، جو موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ سات ہری بالیوں کو سات خشک بالیوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور انھیں کھا گئیں۔ اس نے سرداران قوم سے اس کی تعبیر معلوم کرنا چاہی اور مصر کے تمام جادوگروں اور داناؤں کو بلا کر ان سے بھی اس کی تعبیر سے متعلق پوچھا، لیکن سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی کوئی حیثیت نہیں ہے، محض وہم اور شیطان کا وسوسہ ہے اور ہم لوگ ایسے پراگندہ خیالات کی تعبیر نہیں جانتے، کیونکہ تعبیر تو سچے خوابوں کی ہوتی ہے۔

وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

''اور ان دونوں میں سے جو رہا ہوا تھا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آیا، اس نے کہا میں تمھیں اس کی تعبیر بتاتا ہوں، سو مجھے بھیجو۔''

اب ساقی کو یوسف علیہ السلام کی بات یاد آئی۔ کہتے ہیں کہ اسے جیل سے نکلے ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا، اس نے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کو بتاؤں گا لیکن اس شخص سے پوچھ کر جس کے پاس اس کا علم ہے، آپ مجھے حکم دیجیے اور جیل میں یوسف (علیہ السلام) کے پاس جانے دیجیے۔ چنانچہ وہ جیل میں ان کے پاس پہنچا۔

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

''یوسف! اے نہایت سچے! ہمیں سات موٹی گائیوں کی تعبیر بتا، جنھیں سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشوں اور دوسرے خشک خوشوں کی بھی، تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں، تاکہ وہ جان لیں۔''

انھیں صدیق کے نام سے خطاب کیا، اس لیے کہ جیل میں ان کے ساتھ تھا تو ان کی سچائی، پاکیزگیٔ اخلاق اور طہارت طبع کا تجربہ کر چکا تھا اور خواب کی جو تعبیر انھوں نے اسے اور اس کے مقتول ساتھی کو بتائی تھی وہ بالکل سچ ثابت ہوئی تھی۔ اس کے بعد بادشاہ کا خواب اسی کے الفاظ میں بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی۔ ﴿لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ بادشاہ جب آپ کے علم و فضل کو جانے گا، تو ممکن ہے کہ جیل سے آپ کو رہائی دے دے گا۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا
قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ
يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۶

''اس نے کہا تم سات سال پے درپے کاشت کرو گے تو جو کاٹو اسے اس کے خوشے میں رہنے دو، مگر تھوڑا سا وہ جو تم کھالو۔ پھر اس کے بعد بہت سخت سات برس آئیں گے، جو کھا جائیں گے جو کچھ تم نے ان کے لیے پہلے رکھا ہوگا مگر تھوڑا سا وہ جو تم محفوظ رکھو گے۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش ہوگی اور وہ اس میں نچوڑیں گے۔''

یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بتاتے ہوئے سات موٹی گائیوں اور سات ہری بالیوں کو سات زرخیز سالوں سے اور سات دبلی گائیوں اور سات خشک بالیوں کو سات خشک سالوں سے تعبیر کیا۔ یعنی سات زرخیز سالوں کے بعد سات خشک سال آئیں گے اور پھر انھیں تعلیم بھی دی کہ انھیں کیا کرنا ہوگا، تاکہ قحط سالی کے زمانے کے لیے غلہ فراہم کیا جا سکے۔ اس کے بعد انھیں خوش خبری دی کہ سات خشک سالوں کے بعد خوب بارش ہوگی۔ اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا اور ملک میں پھل، انگور، زیتون اور دودھ وغیرہ کی کثرت ہوگی۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ : قحط سالی کے سات سالوں کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے خلاف بد دعا کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش (دین اسلام کی طرف) توجہ نہیں کر رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بد دعا کی: ((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) ''اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد فرما، یوسف (علیہ السلام) کے قحط کی مانند قحط بھیج کر۔'' چنانچہ ایسے قحط نے ان کو پکڑ لیا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی، حتیٰ کہ وہ بھوک کی وجہ سے مردار، ہڈیاں اور کھالیں کھانے پر مجبور ہو گئے، حتیٰ کہ جب ان میں سے کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو (فاقہ کی وجہ سے) اسے دھواں نظر آتا۔ ان حالات میں ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، اے محمد! آپ اللہ کی فرماں برداری اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم (فاقوں سے) ہلاک ہوئی جا رہی ہے، آپ ان کے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ پھر (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے) یہ آیات پڑھیں: ﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَ قَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآىِٕدُوْنَ ﴾ [الدخان : ۱۰ تا ۱۵] ''سو انتظار کر جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ اے ہمارے رب! ہم سے یہ عذاب دور کر دے، بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔ ان کے لیے نصیحت کہاں؟ حالانکہ یقیناً ان کے پاس بیان کرنے والا رسول آ چکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر انھوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور انھوں نے کہا سکھلایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ بے شک ہم یہ عذاب تھوڑی دیر کے لیے دور کرنے والے ہیں، بے شک تم دوبارہ وہی کچھ کرنے والے ہو۔" (رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی) تو بارش ہوگئی، مگر جب فارغ البالی حاصل ہوگئی تو وہ لوگ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و راودته التي هو في بيتها عن نفسه ...... الخ ﴾ : ۴۶۹۳۔ مسلم ، کتاب صفات المنافقین ، باب الدخان : ۴۰، ۲۷۹۸/۳۹]

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۵۱

"اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ، تو جب قاصد اس کے پاس آیا تو اس نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس جا، پھر اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، یقیناً میرا رب ان کے فریب کو خوب جاننے والا ہے۔ اس نے کہا تمھارا کیا معاملہ تھا جب تم نے یوسف کو اس کے نفس سے پھسلایا؟ انھوں نے کہا اللہ کی پناہ! ہم نے اس پر کوئی برائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی بیوی نے کہا اب حق خوب ظاہر ہو گیا، میں نے ہی اسے اس کے نفس سے پھسلایا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً سچوں سے ہے۔"

جب ساقی خواب کی تعبیر لے کر بادشاہ کے پاس پہنچا، تو سن کر اسے بڑا تعجب ہوا اور اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس کے خواب کی یہی تعبیر ہے۔ اسے اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام کوئی معمولی انسان نہیں، بلکہ وہ نہایت ہی اخلاق مند اور انسان دوست آدمی ہیں کہ جیل کی مصیبتوں سے دو چار ہونے کے باوجود خواب کی تعبیر کے ساتھ قحط سالی کے برے آثار سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی ہے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اسے جیل سے فوراً نکال کر اس کے پاس لایا جائے۔ جب بادشاہ کا پیغامبر ان کے پاس آیا تو انھوں نے جیل سے نکلنے میں جلدی نہیں کی اور کہا کہ تم اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے، ان کے بارے میں ان کے پاس کیا خبر ہے؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ پہلے ان کی سچائی اور گناہ سے براءت کا اعلان ہو جائے، پھر جیل سے باہر جائیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام میں غایت درجے کا تحمل اور حلم و بردباری پائی جاتی تھی، جو عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں یوسف (علیہ السلام) کے عرصۂ جیل کے برابر جیل بھگتے ہوئے ہوتا (اور پھر قاصد میری رہائی کا پیغام لاتا) تو میں اسی وقت جیل خانہ سے آزاد ہونا منظور کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتا۔‘‘ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قوله : ﴿ ونبئهم عن ضیف إبراهیم ﴾ : ۳۳۷۲۔ مسلم ، کتاب الإیمان، باب زیادة طمأنینة القلب بتظاهر الأدلة : ۱۵۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ : ﴿ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴾ ’’پھر اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، یقیناً میرا رب ان کے فریب کو خوب جاننے والا ہے‘‘ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر میں ہوتا تو جلدی سے اس پیش کش کو قبول کر لیتا اور عذر تلاش نہ کرتا۔‘‘ [مسند أحمد : ۳۴۶/۲، ۳۸۹، ح : ۸۵۳۵، ۹۰۴۸]

ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۲﴾

’’یہ اس لیے کہ وہ جان لے کہ بے شک میں نے عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی اور یہ کہ بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کی چال کو کامیاب نہیں کرتا۔‘‘

یہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے، یعنی جیل سے نکلنے سے پہلے انھوں نے عورتوں سے اور عزیز کی بیوی سے اس لیے ان کی غلطیوں کا اعتراف کروانا چاہا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ انھوں نے پوشیدہ طور پر اس کے ساتھ خیانت نہیں کی۔ آخر میں اس طرف اشارہ ہے کہ عزیز مصر کی بیوی کا مکر و فریب اس کے کام نہ آیا اور اپنے شوہر کے ساتھ اس کی خیانت اس کی ذلت و رسوائی کا سامان بن گئی اور خود عزیز مصر کی طرف اشارہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی براءت اس کے سامنے ظاہر ہو جانے کے باوجود اپنی بیوی کے اشارے پر اس صدق و صفا اور امانت و دیانت کے پیکر کو جیل میں ڈال دیا۔

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں تھے، میں ایک رات آپ سے ملاقات کے لیے آئی، میں نے کچھ دیر گفتگو کی اور پھر گھر جانے کے لیے کھڑی ہوئی، (یہ رات کا وقت تھا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہو گئے، تاکہ مجھے گھر تک پہنچا آئیں۔ میرا گھر (مدینہ کے ایک طرف) دار اسامہ بن زید میں تھا۔ راستے میں دو انصاری ملے، جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنی رفتار تیز کر دی (ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کی وجہ سے چھپ گئے، کیونکہ آپ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تھے) آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ’’ذرا رک جاؤ! دیکھو! یہ صفیہ بنت حیی ہے (یعنی تیز نہ چلو اور جان لو کہ اس وقت میرے ساتھ میری بیوی صفیہ ہے)۔‘‘ انھوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ! سبحان اللہ ! (کیا آپ کے بارے میں ہم کوئی برا سوچیں گے) آپ نے فرمایا: ’’شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح خون، لہٰذا مجھے یہ ڈر لاحق ہوا کہ کہیں وہ تمھارے دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔‘‘ [مسلم، کتاب السلام، باب بیان أنه یستحب لمن رؤی خالیا بامرأة ...... الخ : ۲۱۷۵۔ بخاری، کتاب الاعتکاف، باب زیارة المرأة زوجها فی اعتکافه : ۲۰۳۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ۵۳

’’اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتی، بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

اس آیت میں یوسف علیہ السلام نے اللہ کے لیے اپنے غایت درجہ خشوع وخضوع کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرتا، کیونکہ انسان کا نفس تو برائی پر اکساتا ہی رہتا ہے، سوائے ان نفوسِ قدسیہ کے جن پر اللہ کا خاص فضل وکرم ہوتا ہے اور میرا رب تو بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ ﴾ [يوسف : ٥٢] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا تو جبریل علیہ السلام نے کہا، اے یوسف! اس وقت کو یاد کر جب تو بھی ارادہ کر لیتا (اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھتا)، تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ ﴾

[الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم الظاهري : ٢٨١/٤، وإسنادہٗ حسن لذاته]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کے قول کا حصہ ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔ حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ نے بھی ترجمہ میں اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ : اپنے آپ کی بڑائی یا پاکیزگی بیان کرنا اہل علم اور اہل مراتب کا شیوہ نہیں ہوتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو تو تمام انسانوں سے بڑھ کر منشائے الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں منشائے الٰہی کیا ہے؟ قرآن مجید سے دو آیات دیکھیے: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ [النساء : ٤٩] ’’کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک کہتے ہیں، بلکہ اللہ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴾ [النجم : ٣٢] ’’سو اپنی پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو، وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ کون بچا۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، مجھے کوئی ایسی دعا سکھایئے جسے میں صبح وشام پڑھا کروں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ دعا پڑھا کرو: ((اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهٖ)) ’’اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔‘‘ [ترمذي، كتاب الدعوات، باب منه [دعاء: اللهم عالم الغيب ...... الخ] : ٣٣٩٢۔ أبو داوٗد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح : ٥٠٦٧]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ (بمعنی نیکی واحسان) تھا، تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ کیونکہ آپ ﷺ برا جانتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ وہ برہ کے پاس سے (یعنی نیکی کو چھوڑ کر) چلے گئے۔ [مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن ...... الخ : ٢١٤٠]

محمد بن عمرو بن عطاء ؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا، تو سیدہ زینب بنت ابی سلمہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع کیا ہے، میرا نام بھی برہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی تعریف مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں بہتر کون ہے۔'' لوگوں نے عرض کی کہ پھر ہم اس کا نام کیا رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ''زینب رکھو۔'' [مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن ...... الخ : ٢١٤٢/١٩]

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ : زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے، یہ منہ سے نکلنے والے الفاظ ہی ہیں کہ جن کو کبھی انسان بہت کم اہمیت دیتا ہے، مگر وہ اس کے جنتی یا جہنمی ہونے میں حرفِ مفصل ثابت ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک انسان اللہ کی رضا مندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے، مگر اسے اس کی اہمیت کا احساس بھی نہیں ہوتا، تاہم اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور اسی طرح انسان اللہ کی ناراضی پر مبنی کوئی کلمہ کہتا ہے اور اسے اس کی پروا تک نہیں ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ اسے اس کلمے کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیتا ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان : ٦٤٧٨]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک جن (یعنی شیطان) اور ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔'' لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی (شیطان ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے، چنانچہ وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔'' [مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب تحريش الشيطان ...... الخ : ٢٨١٤]

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝۵۴

''اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے لیے خاص کر لوں، پھر جب اس نے اس سے بات کی تو کہا بلاشبہ تو آج ہمارے ہاں صاحب اقتدار، امانتدار ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے صبر و استقامت اور عفت و طہارت کی وجہ سے بہت ہی اونچا مقام عطا فرمایا، مقام نبوت سے سرفراز فرمایا اور شاہِ مصر کا خلیفہ اور نائب بنا دیا۔ جب بادشاہ کو ان کی عفت، طہارت نفس اور وسعت علم کی خبر ہوئی تو انھیں اپنے پاس لے آنے کا حکم دیا، تاکہ انھیں اپنا خاص مشیر کار بنا لے اور جب ان سے بات کرنے کے بعد اسے تمام باتوں کا یقین ہو گیا اور جان گیا کہ یہ تو وہ گوہر نایاب ہے جو کسی کو قسمت سے ملا کرتا ہے تو فوراً یوسف علیہ السلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا کہ میں تمھیں اپنی حکومت میں اعلیٰ منصب پر متعین کرتا ہوں اور اپنی طرف سے ہر چیز کا ذمہ دار اور امانت دار بناتا ہوں۔

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

”اس نے کہا مجھے اس زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں پوری طرح حفاظت کرنے والا، خوب جاننے والا ہوں۔“

جب بادشاہ نے انھیں اپنا نائب بنا لیا تو انھوں نے اپنی اہلیت و قابلیت اور ملک کی ضرورت کے پیش نظر بادشاہ سے کہا کہ مجھے سرزمین مصر کے خزانے کا ذمہ دار بنا دیا جائے، تاکہ اپنے علم و امانت کی روشنی میں قحط سالی کے زمانے میں عوام کو غذا بہم پہنچانے کے لیے ابھی سے تیاری شروع کر دوں، جو خوشحالی کے سات سالوں کے بعد آنے والا ہے۔

یہاں یہ مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام خود عہدہ نہیں مانگ رہے، بلکہ شاہ مصر کے فیصلہ کر لینے کے بعد محض تجویز پیش کر رہے ہیں۔ عہدے تو اسلام میں ہوتے ہی نہیں، بلکہ ذمہ داری ہوتی ہے اور جو خود ذمہ داری مانگے اسے نہیں ملتی، بلکہ اس کا جو اہل ہو اس کے سپرد کی جاتی ہے اور یہ ذمہ داریاں بہت بھاری اور ڈرا دینے والی ہیں، جیسا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابوذر! تم کمزور ہو اور امارت ایک امانت ہے اور بے شک قیامت کے روز یہ (بہت سے لوگوں کے لیے) باعث رسوائی اور ندامت ہوگی، سوائے اس شخص کے جس نے اہلیت کی بنا پر اسے حاصل کیا اور پھر اس کے حقوق پوری طرح ادا کیے۔“ [مسلم، کتاب الإمارة، باب کراھة الإمارة بغیر ضرورة : ۱۸۲۵]

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! کبھی کوئی امارت مت مانگو، کیونکہ خود سوال کر کے عہدۂ امارت حاصل کرو گے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہوگی (کہ جس کے ذریعے تم لغزشوں اور خطاؤں سے محفوظ رہ سکو) اور اگر بغیر درخواست اور طلب کے تمھیں کوئی عہدہ مل گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و اعانت ہوگی (جس کے باعث تم اس کے حقوق ادا کر سکو گے)۔“ [مسلم، کتاب الأیمان، باب ندب من حلف یمینًا …… الخ : ۱۶۵۲]

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

”اور اسی طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کو اقتدار عطا فرمایا، اس میں سے جہاں چاہتا جگہ پکڑتا تھا۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور یقیناً آخرت کا اجر ان لوگوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر کا مالک بنا دیا، جس طرح چاہتے تھے اس میں تصرف کرتے تھے، جہاں چاہتے تھے جاتے تھے، بستی ہو یا شہر، ہر جگہ انھی کا حکم چلتا تھا۔ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت کا ثواب دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو آخرت کی کامیابی کے لیے اصل کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ دنیا کا جاہ و جلال اور عزت و شہرت سب عارضی ہے اور آخرت کی نعمتیں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ : آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے بے انتہا محبت، عدل اور اس کے کرم کی ایک جھلک نظر آتی ہے، وہ محسنین کی محنت رائگاں نہیں جانے دیتا۔ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے تو ساری دنیا سے اس کی عزت کرواتا ہے، یہ اس کا طریقہ اور سنت ہے۔ درج ذیل حدیث میں اس مسئلے کو نہایت حسن و خوبی سے بیان کیا گیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں، میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، تب جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور تمام آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتے ہیں، اس لیے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کو زمین والوں میں مقبول بنا دیا جاتا ہے۔ (اسی طرح) اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند فرماتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں، میں فلاں سے نفرت کرتا ہوں، اس لیے تم بھی اس سے نفرت کرو تو جبریل علیہ السلام بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ فلاں بندے سے نفرت کرتے ہیں، اس لیے تم بھی اس سے نفرت کرو، تو اہل آسمان اس سے نفرت کرنا شروع ہو جاتے ہیں، پھر اس کو زمین والوں میں بھی ناپسندیدہ بنا دیا جاتا ہے۔“ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب إذا أحب الله عبدًا......الخ : ۲٦۳۷]

وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ : اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے لیے آخرت میں جو بے پایاں اور عظیم الشان اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے، وہ دنیا کی اس حکومت و اقتدار سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے، جیسا کہ سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴾ [ص : ۳۹، ۴۰] ”یہ ہماری عطا ہے، سو احسان کر، یا روک رکھ، کسی حساب کے بغیر۔ اور بلاشبہ اس کے لیے ہمارے ہاں یقیناً بڑا قرب اور اچھا ٹھکانا ہے۔“

وَجَآءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿۵۸﴾

”اور یوسف کے بھائی آئے، پھر اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے انھیں پہچان لیا اور وہ اسے نہ پہچاننے والے تھے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب خوش حالی کے سات سال گزرنے کے بعد قحط سالی شروع ہوگئی تھی اور جس نے ملک مصر کے تمام علاقوں اور شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، حتیٰ کہ کنعان تک بھی اس کے اثرات جا پہنچے، جہاں سیدنا یعقوب علیہ السلام مع اہل و عیال قیام پذیر تھے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے حسن تدبیر سے اس قحط سالی سے نمٹنے کے جو انتظامات کیے تھے، وہ کام آئے اور ہر طرف سے لوگ یوسف علیہ السلام کے پاس غلہ لینے کے لیے آ رہے تھے۔ یوسف علیہ السلام کی یہ شہرت کنعان تک بھی پہنچی کہ مصر کا بادشاہ اس طرح غلہ فروخت کر رہا ہے۔ چنانچہ باپ کے حکم پر برادران یوسف بھی گھر کی پونجی لے کر غلہ کے حصول کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں سیدنا یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے، جنھیں یہ بھائی تو نہ پہچان سکے، لیکن یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا۔

وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَ لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

’’اور جب اس نے انھیں ان کے سامان کے ساتھ تیار کر دیا تو کہا میرے پاس اپنے اس بھائی کو لے کر آنا جو تمھارے باپ سے ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ بے شک میں ماپ پورا دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز ہوں۔ پھر اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو تمھارے لیے میرے پاس نہ کوئی ماپ ہوگا اور نہ میرے قریب آنا۔ انھوں نے کہا ہم اس کے باپ کو اس کے بارے میں ضرور آمادہ کریں گے اور بے شک ہم ضرور کرنے والے ہیں۔‘‘

سیدنا یوسف علیہ السلام نے انجان بن کر جب اپنے بھائیوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا کنعان سے اور پھر انھوں نے جہاں دوسری معلومات دیں وہاں یہ بھی بتا دیا کہ ہم دس بھائی اس وقت یہاں موجود ہیں، لیکن ہمارے دو علاتی بھائی (یعنی دوسری ماں سے) اور بھی ہیں، ان میں سے ایک تو جنگل میں ہلاک ہو گیا اور اس کے دوسرے بھائی کو والد نے اپنی تسلی کے لیے اپنے پاس رکھا ہے، اسے ہمارے ساتھ نہیں بھیجا۔ جس پر یوسف علیہ السلام نے کہا کہ آئندہ اسے بھی ساتھ لے کر آنا۔ دیکھتے نہیں کہ میں ماپ بھی پورا دیتا ہوں اور مہمان نوازی اور خاطر مدارت بھی خوب کرتا ہوں۔ ترغیب کے ساتھ یہ دھمکی بھی ہے کہ اگر گیارھویں بھائی کو ساتھ نہ لائے تو نہ تمھیں غلہ ملے گا اور نہ میری طرف سے اس خاطر مدارت کا اہتمام ہوگا۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے خازن مصر کی دھمکی سن کر کہا کہ ہم اپنی طرف سے اس کے باپ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور مزید تاکید کے طور پر کہا کہ ہم یقیناً اسے لے کر آئیں گے۔

اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ : سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو قوم ناپ تول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کمی کرتی ہے اس پر قحط سالی، سخت محنت (یعنی روزگار میں تنگی) اور حکمرانوں کا ظلم وستم مسلط کر دیا جاتا ہے۔‘‘ [ابن ماجہ، كتاب الفتن، باب العقوبات : ۴۰۱۹۔ مستدرك حاكم : ۵۴۰/۴، ح : ۸۶۲۳]

وَ قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

’’اور اس نے اپنے جوانوں سے کہا ان کا مال ان کے کجاووں میں رکھ دو، تاکہ وہ اسے پہچان لیں جب اپنے گھر والوں کی طرف واپس جائیں، شاید وہ پھر آجائیں۔‘‘

یوسف علیہ السلام نے تولنے والوں سے کہا کہ جو رقم انھوں نے ادا کی ہے اسے ان کے سامان میں رکھ دو، تاکہ واپسی کے بعد جب اپنے بوڑھے باپ کے سامنے مارے خوشی کے غلہ ڈھیر کریں گے تو انھیں ایک مزید خوشی بھی میسر آجائے گی، یعنی اپنے روپے واپس پالینے کی خوشی، اس طرح وہ پھر دوبارہ آئیں گے۔ بہرحال یہ یوسف علیہ السلام کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک نہایت مشفقانہ سلوک تھا اور انبیاء ایسے ہی فراخ دل ہوتے ہیں۔ یہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معاملہ یاد آیا ہے جو انھوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، ایک جہادی سفر میں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آرہا تھا، میرا اونٹ تھک گیا اور سست ہو گیا (تو میں نے اتر کر پیدل چلنا شروع کر دیا) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب آئے اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے: ’’جابر!‘‘ میں نے کہا، جی حاضر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ’’کیا ہوا؟‘‘ میں نے عرض کی، اونٹ تھک گیا اور سست ہو گیا ہے، اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو اپنی سواری سے نیچے اترے اور لاٹھی کے ساتھ میرے اونٹ کو ہانکنے لگے اور پھر مجھے کہا: ’’اب سوار ہو جا۔‘‘ میں اس پر سوار ہوا، اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پہنچنے پر روکنا پڑ جاتا تھا۔ اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ’’شادی کر لی؟‘‘ میں نے کہا، جی ہاں! آپ نے پوچھا: ’’کنواری سے کی یا بیوہ سے؟‘‘ میں نے کہا، بیوہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہیں کی کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمھارے ساتھ کھیلتی؟‘‘ میں نے کہا، میری بہنیں زیادہ ہیں (ماں فوت ہو گئی ہے) لہٰذا سوچا کہ ایسی خاتون سے شادی کروں جو ان کو باہم جوڑے رکھے، ان کی کنگھی کرے اور ان پر پوری پوری نگرانی کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اچھا! اب گھر پہنچنے والے ہو، وہاں خوب مزے اڑانا۔‘‘ پھر فرمایا: ’’اونٹ بیچو گے؟‘‘ میں نے کہا، جی ہاں! اور پھر ایک اوقیہ چاندی کے بدلے میں آپ نے مجھ سے خرید لیا۔ اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے اور میں اگلے دن صبح کو پہنچا۔ پھر ہم مسجد آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ’’ابھی پہنچے ہو؟‘‘ میں نے کہا، جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اپنا اونٹ چھوڑ دو، مسجد میں داخل ہو جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔‘‘ میں مسجد میں داخل ہوا، دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ چاندی تول دیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے چاندی تولی تو جھکتی ہوئی تول کر دی۔ اب میں چاندی پکڑ کر چل دیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جابر کو میرے پاس بلاؤ۔'' میں نے (دل میں) کہا، اب میرا اونٹ مجھے واپس ہوگا اور واپسی مجھے سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ جب میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت (چاندی) بھی پاس ہی رکھو۔'' [بخاری، کتاب البیوع، باب شراء الحوائج بنفسه : ۲۰۹۷۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نکاح البکر : ۳۶٤۱/ ۱٤٦٦]

فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

''تو جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹے تو انھوں نے کہا اے ہمارے باپ! ہم سے ماپ روک لیا گیا ہے، سو تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم (غلے کا) ماپ لائیں اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا میں اس پر اس کے سوا تمھارا کیا اعتبار کروں جس طرح میں نے اس کے بھائی پر اس سے پہلے تمھارا اعتبار کیا، سو اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

واپس جا کر اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اگر ہم اپنے بھائی بنیامین کو لے کر نہیں جائیں گے تو ہمیں غلہ نہیں ملے گا، اس لیے اسے ہمارے ساتھ جانے دیجیے، تاکہ ہمیں غلہ مل سکے اور یقین کیجیے کہ ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ جو عہد و پیمان میں نے تم سے یوسف کی حفاظت کے لیے لیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ کوئی سخت عہد و پیمان ہوتا ہے جو میں تم لوگوں سے بنیامین کے لیے لوں؟ اس کے باوجود تم نے یوسف کے بارے میں مجھ سے خیانت کی، اس لیے اب میں تم لوگوں پر بھروسا نہیں کر سکتا۔ میں اس کی حفاظت کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جو سب سے بڑا محافظ ہے اور والدین اور بھائیوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یہ یعقوب علیہ السلام کی طرف سے اشارہ تھا کہ وہ بنیامین کو لے جانے کی اجازت دے دیں گے۔

وَ لَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَ نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾

''اور جب انھوں نے اپنا سامان کھولا تو اپنے مال کو پایا کہ ان کی طرف واپس کر دیا گیا ہے، کہا اے ہمارے باپ! ہم کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں، یہ ہمارا مال ہماری طرف واپس کر دیا گیا ہے اور ہم گھر والوں کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ ماپ زیادہ لائیں گے، یہ بہت تھوڑا ماپ ہے۔‘‘

کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک نے راستے میں اپنی سواری کے جانور کو چارہ دینے کے لیے اپنا سامان کھولا تو اسے اپنی رقم بوری کے منہ ہی پر مل گئی۔ اس نے یہ بات اپنے بھائیوں سے کہی اور جب کنعان پہنچ کر سب نے غلے کی اپنی اپنی بوری کھولی تو ہر ایک کو اس کی رقم بوری کے منہ ہی پر ملی، سبھی بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سب نے بیک زبان اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب ہمیں کیا چاہیے؟ عزیز مصر نے ہماری بے حد تکریم کی، غلہ دیا، زادِ سفر دیا اور ہمارے پیسے بھی واپس کر دیے۔ ان کا مقصود اس گفتگو سے یہ تھا کہ یعقوب علیہ السلام بنیامین کو لے جانے کی اجازت دے دیں اور ہم اپنے بھائی بنیامین کو ساتھ لے جائیں گے تو اپنے اہل و عیال کے لیے مزید غلہ لائیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور بھائی کی وجہ سے ایک اونٹ کا غلہ زیادہ لائیں گے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

’’اس نے کہا میں اسے تمھارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا، یہاں تک کہ تم مجھے اللہ کا پختہ عہد دو گے کہ تم ہر صورت اسے میرے پاس لاؤ گے، مگر یہ کہ تمھیں گھیر لیا جائے۔ پھر جب انھوں نے اسے اپنا پختہ عہد دے دیا تو اس نے کہا اللہ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں، ضامن ہے۔‘‘

یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں اسے تمھارے ساتھ اسی صورت میں بھیج سکتا ہوں کہ تم لوگ اللہ کی قسم کھا کر مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ تم لوگ ہر حال میں اسے واپس لاؤ گے، الا یہ کہ دشمن تم سب کو چاروں طرف سے گھیر لے اور تم مغلوب ہو جاؤ اور اس کی جان نہ بچا سکو۔ جب ان لوگوں نے پختہ عہد کر لیا، تو یعقوب علیہ السلام نے انھیں ان کا عہد یاد دلاتے ہوئے اور نقض عہد کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی اس بات پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾

’’اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے اللہ کی طرف سے (آنے والی) کوئی چیز نہیں ہٹا سکتا، حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی پر پس لازم ہے کہ بھروسا کرنے والے بھروسا کریں۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اجازت دے دی کہ بنیامین کو اپنے ساتھ مصر لے جائیں، چونکہ یعقوب علیہ السلام کے سبھی بیٹے صحت مند اور خوبصورت تھے، اس لیے انھیں ڈر ہوا کہ اگر سبھی ایک ہی دروازے سے داخل ہوں گے تو کہیں کسی کی نظر بد نہ لگ جائے۔ اس لیے انھیں نصیحت کی کہ سب ایک دروازے سے شہر میں داخل نہ ہوں، بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی یہ کہا کہ میں اپنی اس تدبیر کے ذریعے اللہ کی قضا و قدر کو نہیں ٹال سکتا، اس لیے کہ احتیاط تقدیر کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ تمام فیصلے اللہ کے اختیار میں ہیں، اِن میں کسی اور کا دخل نہیں ہے، اس لیے میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے اور تمام لوگوں کو صرف اسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ...... اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ : مفسرین کی ایک بڑی تعداد نے اس آیت سے نظر بد ہی مراد لیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نظر کا لگ جانا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس کا برحق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نظر لگنا برحق ہے۔“ [بخاری، کتاب الطب، باب العین حق : ۵۷۴۰۔ مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی : ۲۱۸۷]

سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نہا رہے ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں نے آج تک اتنا حسین جسم کبھی نہیں دیکھا، یہ تو پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ سہل بے ہوش ہو کر گر گئے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور درخواست کی گئی کہ اے اللہ کے رسول! سہل کے معاملہ میں کچھ کیجیے، اللہ کی قسم! وہ تو سر تک نہیں اٹھاتے ہیں (بے ہوش ہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم کسی پر نظر لگانے کی تہمت لگاتے ہو؟“ لوگوں نے کہا، عامر بن ربیعہ نے انھیں دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلوایا اور ان پر خفگی کا اظہار کیا، آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کیوں کوئی (نظر کی وجہ سے) اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ (جب تم نے دیکھا کہ وہ تمھیں بہت اچھے لگے تھے تو) تم نے ان کے لیے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟“ پھر آپ نے فرمایا: ”اب اس کے لیے غسل کرو۔“ چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ، اپنے دونوں ہاتھ، اپنی کہنیاں، اپنے دونوں گھٹنے، اپنے پیروں کی انگلیاں اور ازار کے اندر کا حصہ ایک بڑے پیالہ میں دھویا اور پھر یہ پیالہ مریض کے سر پر اور اس کے پیچھے الٹ دیا گیا۔ جب یہ کام ہو چکا تو سہل رضی اللہ عنہ (ٹھیک ہو گئے اور) لوگوں کے ساتھ اٹھ کر چلنے پھرنے لگے، اب انھیں کوئی تکلیف نہ رہی تھی۔ [الموطأ امام مالک، کتاب العین، باب الوضوء من العین : ۲۔ مسند أحمد : ۳/ ۴۴۷، ح : ۱۵۷۰۶]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نظر لگنا حق ہے اور کوئی چیز تقدیر پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبقت کرتی تو نظر کرتی اور جب تم سے (نظر کی وجہ سے) نہانے کے لیے کہا جائے تو نہا لیا کرو۔" [مسلم، كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقى : ۲۱۸۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر (ان کلمات کے ذریعے) دم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: "تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے: ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ)) "میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے، ہر زہریلے مہلک جانور سے اور ہر اس آنکھ سے جو نظر لگانے والی ہو۔" [بخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، بابٌ : ۳۳۷۱]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک لڑکی کے چہرے پر چھائیاں دیکھیں تو فرمایا: "اس کو دم کرواؤ، کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔" [بخاری، كتاب الطب، باب رقية العين : ۵۷۳۹۔ مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين : ۲۱۹۷]

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسے دموں میں کوئی حرج نہیں جن میں شرک نہ ہو۔" [مسلم، كتاب السلام، باب لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك : ۲۲۰۰]

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ : سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ کوئی پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور کسی پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا، اتنے میں ایک بڑی امت آئی، میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ (لیکن) مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے، تم آسمان کے کنارے کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا تو ایک بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا، دوسرے کنارے کی طرف بھی دیکھو، میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمھاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔" آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدشگون لیتے ہیں، بلکہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔" [مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب : ۲۲۰]

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً
فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۶۸ ع ۱۱/۲

"اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے انھیں حکم دیا تھا، وہ ان سے اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو ہٹا نہ سکتا تھا مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بلاشبہ وہ یقیناً بڑے علم والا تھا، اس وجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہ ہم نے اسے سکھایا تھا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

باپ کے کہنے کے مطابق مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا اللہ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتا تھا اور نہ یعقوب کا ایسا خیال تھا، یہ تو ان کی شفقت پدری تھی جس کا انھوں نے اس طرح اظہار کیا تھا۔ انھیں اللہ نے نبی بنایا تھا اور آسمانی علم و حکمت سے نوازا تھا۔ انھیں معلوم تھا کہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال وقوع پذیر ہونا ہے، لیکن بہت سے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اسباب میں تاثیر ہوتی ہے، جو ان کی خام خیالی ہے اور تقدیر پر ایمان لانے کے مخالف عقیدہ ہے۔

وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾

”اور جب وہ یوسف کے پاس داخل ہوئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی، کہا بلاشبہ میں ہی تیرا بھائی ہوں، سو تو اس پر غم نہ کر جو وہ کرتے رہے ہیں۔ پھر جب اس نے انھیں ان کے سامان کے ساتھ تیار کر دیا تو پینے کا برتن اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا، پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اے قافلے والو! بلاشبہ تم یقیناً چور ہو۔ انھوں نے کہا، جب کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے، تم کیا چیز گم پاتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم بادشاہ کا پیمانہ گم پاتے ہیں اور جو اسے لے آئے اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) ہوگا اور میں اس کا ضامن ہوں۔“

جب یوسف علیہ السلام کے بھائی بنیامین کو لے کر آپ کے پاس پہنچے، تو انھوں نے ان سب کی خوب خاطر مدارت کی اور بنیامین کو کسی بہانے سے الگ بلا کر سارا ماجرا سنا دیا اور بتایا کہ میں تمھارا بھائی یوسف ہوں اور جو کچھ میرے سوتیلے بھائیوں نے میرے ساتھ کیا تھا اس کا غم نہ کرو اور ابھی راز کو افشا نہ کرنا۔ میں تمھیں کوئی سبب پیدا کر کے اپنے پاس روک لوں گا، تا کہ عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس رہ سکو۔ چنانچہ انھوں نے اپنے اہل کاروں کو سکھا دیا کہ جب یہ لوگ اپنا سامان سفر باندھ رہے ہوں تو بادشاہ کا چاندی کا پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور جب وہ لوگ واپس جاتے ہوئے کچھ دور چلے گئے تو پیچھے سے ان کے آدمی دوڑتے ہوئے گئے اور کہا کہ تم لوگ چور ہو۔ انھوں نے کہا کہ تمھاری کیا چیز گم ہوگئی ہے؟ تو اعلان کرنے والے نے کہا کہ بادشاہ کا پیالہ چوری ہوگیا ہے اور جس نے اسے لیا ہے اگر از خود لوٹا دے گا تو اسے ایک اونٹ کا غلہ دیا جائے گا اور میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی زعیم یعنی ضامن ہیں، سیدنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں ضامن ہوں، جنت کے اطراف میں اور جنت کے وسط میں ایک گھر کا، اس شخص کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، مسلمان ہوا اور اس نے ہجرت کی اور میں ضامن ہوں جنت کے اطراف میں ایک گھر کا، جنت کے وسط میں ایک گھر کا اور جنت کے بالا خانوں میں ایک گھر کا، اس شخص کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، مسلمان ہوا، ہجرت کی اور اس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا۔ جس شخص نے یہ تینوں کام کیے اس نے گویا نیکی کی کوئی بات نہ چھوڑی اور وہ برائی سے مکمل طور پر بچا رہا، ایسا شخص جہاں بھی مرنا چاہے مرے (اس کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوگی)۔“ [نسائی، کتاب الجهاد، باب ما لمن أسلم وهاجر و جاهد : ۳۱۳۵۔ ابن حبان : ٤٦١٩۔ مستدرك حاكم : ۷۱/۲، ح : ۲۳۹۱]

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

”انھوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً تم جان چکے ہو کہ ہم اس لیے نہیں آئے کہ اس ملک میں فساد کریں اور نہ ہم کبھی چور تھے۔ انھوں نے کہا پھر اس کی کیا جزا ہے، اگر تم جھوٹے ہوئے؟ انھوں نے کہا اس کی جزا وہ شخص ہے جس کے کجاوے میں وہ پایا جائے، سو وہ شخص ہی اس کی جزا ہے۔ اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں۔“

بھائیوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ہم کنعان سے یہاں چوری کرنے یا کسی بری نیت سے نہیں آئے تھے، ہم تو غلہ کے لیے آئے تھے۔ ہم اس سے پہلے بھی آئے تھے اور چوری کا الزام ہم پر نہیں لگایا گیا تھا اور نہ کبھی زندگی میں ہم نے ایسا کام کیا ہے۔ تو یوسف علیہ السلام کے لوگوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کو کیا سزا ملنی چاہیے؟ انھوں نے کہا کہ جس کے سامان میں سے پیالہ ملے اسے بادشاہ اپنا غلام بنا لے، ہم چوری کرنے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

”تو اس نے اس کے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں سے ابتدا کی، پھر اسے اس کے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی، ممکن نہ تھا کہ بادشاہ کے قانون میں وہ اپنے بھائی کو رکھ لیتا مگر یہ کہ اللہ چاہے، ہم جسے چاہتے ہیں درجوں میں بلند کر دیتے ہیں اور ہر علم والے سے اوپر ایک سب کچھ جاننے والا ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان کرنے والے نے بنیامین کے سامان سے پہلے اس کے بھائیوں کے سامان کی تلاش لی، پھر بنیامین کے سامان سے پیالہ نکل آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کی غرض پوری کرنے کے لیے ہم نے یہ تدبیر کی تھی۔ اس لیے کہ شاہ مصر کے قانون و دستور کے مطابق یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے، البتہ یعقوب علیہ السلام کے دین و شریعت میں یہ تھا کہ چور کو غلام بنا لیا جاتا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے خود ان بھائیوں کی زبان سے ان کے باپ کے دین کے مطابق کہلوایا کہ جو چور ہوگا وہ بادشاہ کا غلام بنا لیا جائے گا۔ ان کا یہ کہنا اللہ کی مشیت کے مطابق تھا، تاکہ یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک سکیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے علم کے ذریعے یوسف علیہ السلام کو بلند مقام دیا، اسی طرح ہم جسے چاہتے ہیں علوم و معارف دے کر اس کے ہم عصروں میں اسے عالی مقام بنا دیتے ہیں اور ہر علم والے سے بڑا ایک علم والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ ان سے بڑا کوئی عالم نہیں اور اس کا علم بحرِ بے کنار ہے۔

قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

”انھوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو بے شک اس سے پہلے اس کے ایک بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ تو یوسف نے اسے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اسے ان کے لیے ظاہر نہیں کیا، کہا تم مرتبے میں زیادہ برے ہو اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔“

جب پیالہ بنیامین کے سامان سے برآمد ہوگیا، تو ان کے بھائیوں نے عزیز مصر کے سامنے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہم لوگ اس جیسے چور نہیں ہیں، اس لیے کہا کہ اگر یہ چور نکلا تو اس کا بھائی بھی تو چور تھا۔ یوسف علیہ السلام نے ان کے اس جھوٹ پر ضبط سے کام لیا اور اپنے تاثرات کو ظاہر نہیں ہونے دیا، البتہ اپنے دل میں کہا کہ تم کتنے برے لوگ ہو کہ خود یوسف علیہ السلام کو اس کے باپ سے دھوکا دے کر لے گئے تھے اور کنویں میں ڈال دیا تھا اور آج اس مظلوم و بے گناہ پر چوری کی تہمت دھرتے ہو، تم جو کچھ کہہ رہے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے۔

قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾

ع ۹/۱۱/۲ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

”انھوں نے کہا اے عزیز! بے شک اس کا ایک بڑا بوڑھا باپ ہے، سو تو ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ رکھ لے، بے شک ہم تجھے احسان کرنے والوں سے دیکھتے ہیں۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم اس کے سوا کسی کو پکڑیں جس کے پاس ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا سامان پایا ہے، یقیناً ہم تو اس وقت ظالم ہوں گے۔“

جب ان کی رائے کے مطابق ہی یہ بات طے پا گئی کہ اب بنیامین کو مصر میں رہنا ہے تو انھوں نے عزیز مصر سے رحم کی اپیل اس طرح کی کہ آپ ہم میں سے کسی ایک کو بنیامین کے بدلے میں لے لیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ اس کے والد بہت ہی بوڑھے ہیں اور اس سے بڑی محبت کرتے ہیں، بلکہ اسے دیکھ کر اپنے گمشدہ بیٹے کا غم غلط کرتے ہیں۔ چونکہ آپ نے پہلے بھی ہم پر بہت احسانات کیے ہیں، اس لیے یہ احسان عظیم بھی ہم پر کر دیجیے۔ عزیز مصر نے ان کی درخواست رد کر دی اور کہا کہ قصور وار کے بدلے بے گناہ کو لے لینا ظلم وزیادتی ہوگی اور ایسے گناہ کے ارتکاب سے اللہ کی پناہ مانگی، تاکہ ان کے بھائیوں کی امید بالکل ہی ختم ہو جائے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

”پھر جب وہ اس سے بالکل ناامید ہو گئے تو مشورہ کرتے ہوئے الگ جا بیٹھے، ان کے بڑے نے کہا کیا تم نے نہیں جانا کہ تمھارا باپ تم سے اللہ کا عہد لے چکا ہے اور اس سے پہلے تم نے یوسف کے بارے میں جو کوتاہی کی، اب میں اس زمین سے ہرگز نہ ہلوں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھے اجازت دے، یا اللہ میرے لیے فیصلہ کر دے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔“

جب کوئی امید باقی نہ رہی تو لوگوں سے الگ ہو کر آپس میں سر جوڑ کر غور وخوض کرنے لگے کہ اب کیا کیا جائے؟ تو بڑے بھائی نے کہا کہ تم سب کو پتا ہے کہ ہمارے باپ نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا ہے کہ ہم بنیامین کو بحفاظت ان کے پاس واپس پہنچائیں گے اور ہم لوگ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے سلسلے میں جس غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔ اس لیے اب میں مصر سے اسی وقت کنعان جاؤں گا جب میرا باپ مجھے اجازت دے دے، یا اللہ تعالیٰ مصر سے میری روانگی کا فیصلہ کر دے، یا میرا بھائی بنیامین کسی طرح آزاد کر دیا جائے اور اللہ بہر حال بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

”اپنے باپ کی طرف واپس جاؤ، پس کہو اے ہمارے باپ! بے شک تیرے بیٹے نے چوری کر لی اور ہم نے شہادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دی مگر اس کے مطابق جو ہم نے جانا اور ہم غیب کی حفاظت کرنے والے نہ تھے۔ اور اس بستی سے پوچھ لے جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے بھی جس میں ہم آئے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں۔‘‘

بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ والد کے پاس جاؤ اور انھیں سارا ماجرا سناؤ اور کہو کہ آپ کے بیٹے بنیامین کی طرف عزیز مصر کے پیالے کی چوری منسوب کی گئی ہے اور ہم نے دیکھا کہ ان کے سامان سے پیالہ نکالا گیا۔ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں اور چونکہ ہم غیب کا علم نہیں رکھتے، اس لیے حقیقت امر کا پتا نہیں کہ کیا واقعی بنیامین نے چوری کی ہے یا کوئی اور بات ہے اور یہ بھی کہو کہ آپ کسی کو مصر بھیج کر حقیقت حال کا پتا چلا لیجیے اور اس قافلہ والوں سے بھی پوچھ لیجیے جو ہمارے ساتھ وہاں سے آئے ہیں اور آپ یقین کیجیے کہ ہم لوگ سچے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾

’’اس نے کہا بلکہ تمھارے لیے تمھارے دلوں نے ایک کام مزین کر دیا ہے، سو (میرا کام) اچھا صبر ہے، امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا، یقیناً وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور وہ ان سے واپس پھرا اور اس نے کہا ہائے میرا غم یوسف پر! اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں، پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔‘‘

جب وہ لوگ کنعان پہنچے تو اپنے باپ سے وہی کچھ کہا جو بڑے بھائی نے سکھایا تھا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ بات کہ میرے بیٹے نے چوری کی ہے، تمھارے ذہن کی ایک پیداوار ہے۔ اس نے حقیقت میں چوری نہیں کی، اس لیے اب تو میرے لیے صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے امید ہو چکی ہے کہ میرا اللہ میرے تینوں بیٹوں کو مجھ سے ملا دے گا۔ انھیں پہلے سے کچھ اندازہ تھا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں لیکن مفقود الخبر ہیں۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور یوسف علیہ السلام کی گم شدگی پر شدید حزن و ملال کا اظہار کرنے لگے، اس لیے کہ ان کی مصیبتوں کی ابتدا انھی کی گم شدگی سے ہوئی تھی۔ وہ گم ہوئے، پھر بنیامین غلام بنا لیے گئے اور بڑے بیٹے نے بنیامین کے حادثے سے متاثر ہو کر مصر ہی میں غریب الوطنی کی زندگی اختیار کر لی اور باپ کو منہ دکھانا پسند نہیں کیا۔ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے بعد اتنا روئے کہ مسلسل آنسو بہتے رہنے سے آنکھیں سفید ہوگئیں۔ کسی مصیبت یا کسی چہیتے کی موت یا گم شدگی پر غم کرنا حرام نہیں ہے، حرام یہ ہے کہ آدمی چیخ پکار کرے، گریبان پھاڑے اور ایسی باتیں کرے جو صبر و استقامت کے خلاف ہوں، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ عالم نزع میں تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول! کیا آپ بھی (روتے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔'' پھر آپ کے دوبارہ آنسو نکل آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ ! لَمَحْزُوْنُوْنَ)) ''آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، دل غمگین ہے، لیکن زبان سے ہم صرف وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، البتہ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ضرور ہیں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ: ''انا بك لمحزونون'' : ۱۳۰۳ ۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان...... الخ : ۲۳۱۵]

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

''انھوں نے کہا اللہ کی قسم! تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا رہے گا، یہاں تک کہ گھل کر مرنے کے قریب ہو جائے، یا ہلاک ہونے والوں سے ہو جائے۔ اس نے کہا میں تو اپنی ظاہر ہو جانے والی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

یعقوب علیہ السلام کا حال زار دیکھ کر ان کے بیٹوں کو ان پر بڑا رحم آتا تھا اور جب ان کی حالت دن بدن غیر ہونے لگی اور ڈرے کہ کہیں یوسف علیہ السلام کا غم ان کے دل کو نہ کھا جائے اور ان کی موت کا سبب نہ بن جائے تو انھوں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ یوسف کو اسی طرح ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ عقل و ہوش کھو بیٹھیں گے اور آپ کا جسم گھل جائے گا، کہیں یہ غم آپ کی زندگی ہی کا خاتمہ نہ کر دے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنا درد و غم اور حال زار کسی انسان سے نہیں بلکہ اللہ سے بیان کرتا ہوں، اسی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں اور اسی سے التجا کرتا ہوں، اس لیے تم لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مجھے وہ کچھ معلوم ہے جو تمھیں معلوم نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا بیٹا یوسف (علیہ السلام) زندہ ہے، اس کا خواب سچا تھا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے ملا دے گا۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر کے پاس ایک عورت کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''(اے عورت!) اللہ تعالیٰ سے ڈر۔'' اس عورت نے کہا، میرے جیسی مصیبت تم پر پڑی ہوتو (تمھیں میرے دل کا حال) معلوم ہو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا، تو جب لوگوں نے اس عورت کو بتلایا کہ یہ تو اللہ کے رسول ﷺ تھے، تو وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً صبر وہی ہے جو آدمی ابتدائے مصیبت کے وقت کرے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبر : ۱۲۸۳ ۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فی الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى : ۹۲۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۷﴾

’’اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔‘‘

انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ وہ مصر جائیں اور یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کے بارے میں پتا لگائیں اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ اس لیے کہ اس کی رحمت سے صرف کافر لوگ ناامید ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ [الحجر : ٥٦] ’’اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔‘‘

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر مومن کو اس سزا اور عذاب کا (کماحقہ) علم ہو جائے جو اللہ کے ہاں (نافرمانوں کے لیے) ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت کا (صحیح) علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی بھی اس کی جنت سے ناامید نہ ہو۔‘‘ [مسلم، کتاب التوبة، باب في سعة رحمة اللہ تعالی وأنها سبقت غضبه : ٢٧٥٥]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہے اور یہ معاملہ صرف مومن کے لیے ہے، اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے لیے خیر ہوتی ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير : ٢٩٩٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب جنازہ (تیار کر کے) رکھا جاتا ہے اور مرد اس کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، تو اگر اب وہ نیک (آدمی کا) جنازہ ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے، مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور اگر وہ بدکار کا جنازہ ہوتا ہے تو کہتا ہے، ہائے ہلاکت! اسے کہاں لیے جا رہے ہو؟ اس کی آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو (اس کی تاب نہ لا سکے اور) بے ہوش ہو جائے۔‘‘ [بخاری، کتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازة دون النساء : ١٣١٤]

﴿فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝۸۸﴾

’’پھر جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو انھوں نے کہا اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، سو ہمارے لیے ماپ پورا دے دے اور ہم پر صدقہ کر۔ یقیناً اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔“

باپ کے حکم کے مطابق باقی ماندہ بھائی تیسری مرتبہ مصر پہنچے اور عزیز مصر کے دربار میں حاضری دی اور کہا کہ جناب عالی! ہم اور ہمارے بال بچے قحط اور خشک سالی کی وجہ سے بہت پریشانی میں ہیں۔ ہم بہت ہی تھوڑی رقم لے کر آئے ہیں (انھوں نے یہ انداز بیان بادشاہ کے دل میں اپنے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اختیار کیا تھا)، لیکن آپ اپنے جود و سخا سے ہمیں اناج پہلے کی طرح پورا دیجیے اور رقم کم ہونے یا اس کے بے وقعت ہونے کا خیال نہ کیجیے، اللہ تعالیٰ صدقہ اور بھلائی کرنے والوں کو ضرور اچھا بدلہ دیتا ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾

”اس نے کہا کیا تم نے جانا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا، جب تم نادان تھے؟“

اپنے خاندان والوں کی غربت و پریشانی اور اپنے باپ کے درد و غم کا حال جان کر یوسف علیہ السلام کا دل بھر آیا اور ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اب قصہ کو مزید طول دینے کی تاب نہ لا سکے اور اپنے بھائیوں کو اپنی درد بھری داستان یاد دلاتے ہوئے کہا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کے ساتھ نادانی کی وجہ سے ماضی میں جو ظلم و زیادتی کی تھی، کیا وہ تمھیں یاد ہے؟ سیدنا یوسف علیہ السلام کا ظرف ملاحظہ فرمائیے کہ گو بھائیوں کو جتا دیا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ جو سلوک کیا اسے یاد کرو، مگر ساتھ ہی ان کے دکھے دل کو مزید زخمی نہیں کیا، ان کی معذرت و معافی اور شرمندگی و شرمساری سے پہلے ہی گویا انھیں معافی کی تسلی دے دی کہ یہ تم نے اس وقت کیا جب تم نادان تھے۔ یہ اصلاح اور تربیت کے انداز ہیں، جہاں قدم قدم نرمی اور لحظہ لحظہ محبت کی فراوانی ہونی چاہیے۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ اتنا غالب ہو کہ انتقام اور نفرت کے سارے جذبے اس کے سامنے کمزور اور بے بس ہو جائیں۔ معلوم ہوا نرم روی اور شستہ لہجہ دعوت کے میدان میں ایسا طریقہ ہے جو پتھر دل اور سخت طبیعت انسان کو بھی پگھلا کر مسحور کر دیتا ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان و شفیق ہے اور وہ تمام معاملات میں مہربانی و شفقت ہی کو پسند کرتا ہے۔“ [بخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، باب إذا عرض الذمی ...... الخ : ۶۹۲۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان و شفیق ہے اور مہربانی و شفقت ہی کو پسند کرتا ہے اور شفقت و نرمی (یعنی خوش خلقی) پر وہ چیزیں (دنیا و آخرت میں) دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور نہ کسی دوسرے فعل پر عطا فرماتا ہے۔“ [مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الرفق : ۲۵۹۳]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے وہ اسے زینت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخش دیتی ہے اور جس چیز سے نکل جاتی ہے اسے برا کر دیتی ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق : ۲۵۹۴]
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ دوڑے کہ اسے تنبیہ کریں، مگر نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو، کیونکہ تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، سختی و تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔‘‘ [بخاری، کتاب الأدب، باب قول النبی ﷺ : یسّروا ولا تعسّروا : ۶۱۲۸]
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’آسانی پیدا کرو اور سختی نہ کرو، خوش خبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔‘‘ [مسلم، کتاب الجهاد، باب فی الأمر بالتیسیر و ترك التنفیر : ۱۷۳۳]

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَاۤ اَخِيْ ٞ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۹۰

’’انھوں نے کہا کیا یقیناً واقعی تو ہی یوسف ہے؟ کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، یقیناً اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے تو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔‘‘

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے اس سوال سے انھیں پہچان لیا، اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ یوسف کا واقعہ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، بے حد حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے کہا، کیا واقعی آپ ہی یوسف ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں! میں یوسف ہوں اور یہ میرا سگا بھائی بنیامین ہے، اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ آزمائشوں کا دور ختم ہو گیا، ایک مدت کی جدائی کے بعد دونوں بھائی مل گئے ہیں اور ذلت کے بعد عزت اور وحشت و تنہائی کے بعد انس و قربت نصیب ہوئی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں ڈرتا رہتا ہے اور تکلیفوں پر صبر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے اچھے لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ : یعنی متقی اور صابر آدمی ہی اللہ کے نزدیک صفت احسان کا مستحق ہوتا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ﴾ [الأحقاف : ۳۵] ’’پس صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی کا مطالبہ نہ کر۔‘‘ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [المائدة : ۲۷] ’’بے شک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۱۳ تا ۱۱۵] ’’وہ سب برابر نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی ہے، جو رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور یہ لوگ صالحین سے ہیں۔ اور وہ جو نیکی بھی کریں اس میں ان کی بے قدری ہر گز نہیں کی جائے گی اور اللہ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [الحج : ٣٧] "اللہ کو ہر گز نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون اور لیکن اسے تمھاری طرف سے تقویٰ پہنچے گا۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا، وہ تو تمھارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔" [مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحریم ظلم المسلم ...... الخ : ٢٥٦٤/٣٤]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے (سوال کی مصیبت سے) بچا لیتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے، اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کوئی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔" [بخاری، کتاب الزکوٰة، باب الاستعفاف عن المسألة : ١٤٦٩۔ مسلم، کتاب الزکوٰة، باب فضل التعفف والصبر ...... الخ : ١٠٥٣]

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿٩١﴾

انھوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً اللہ نے تجھے ہم پر فوقیت دی ہے اور بلاشبہ ہم واقعی خطا کار تھے۔"

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور ماضی میں ان کے حق میں اپنے خطرناک جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سب پر فضیلت دی ہے اور آپ کو آپ کے تقویٰ اور صبر کی وجہ سے بڑا اونچا مقام عطا کیا ہے اور ہم آپ کے حق میں بڑے گناہ گار اور خطا کار تھے۔ اس میں اشارہ ہے کہ انھوں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپس میں ایک دوسرے سے برا سلوک کرنے سے بچو، کیونکہ آپس کی بدسلوکی (دین و ایمان اور امن و سکون کو) مونڈ کر رکھ دینے والی ہے۔" [ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب فی فضل صلاح ذات البین ...... الخ : ٢٥٠٨]

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾

اس نے کہا آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف علیہ السلام نے کہا، جاؤ! آج میں نے تمھیں معاف کر دیا۔ ماضی کی غلطی پر تمھارا مؤاخذہ نہیں کروں گا، اللہ بھی معاف کر دے اور وہ تو بے حد رحم کرنے والا ہے۔ وہ لوگ کہ عظمت جن کا سرمایۂ افتخار بنا دیا جاتا ہے، وہ ایسے ہی تے ہیں، کشادہ دل اور فراخ حوصلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے! اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کیا ستم نہ توڑے مگر جب فتح مکہ کے موقع پر وہ وقت آیا کہ کل کے سارے ظالم گردنیں جھکائے کھڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مظالم فراموش کر دیے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر یا: ''اے قریشیو! تمھارا (میرے بارے میں آج) کیا خیال ہے؟'' انھوں نے کہا، ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے ور چچا زاد ہیں اور آپ بڑے مہربان اور کریم ہیں۔ آپ نے ان سے پھر وہی سوال کیا اور انھوں نے پھر وہی جواب چنانچہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی: ﴿ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴾ ''آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'' [السنن الکبریٰ للنسائی : ۳۸۳/۷، ح : ۱۱۲۹۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر لوگوں (یعنی قریش مکہ) کو طب کر کے (یہ بھی) فرمایا: ''اے لوگو! اللہ نے تمھارے جاہلی غرور و تکبر کو ہوا میں اڑا کر رکھ دیا ہے، لوگو! آدمی دو ح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو نیک ہو، اپنے رب کے ہاں پرہیز گار اور معزز ہو اور دوسرا وہ جو بدکار، بدبخت اور اپنے ردگار کے ہاں گھٹیا ہو۔'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سنائی: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ [الحجرات : ۱۳] ''اے لوگو! بے شک نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمایا: ''میں نے تمھیں یہی کچھ کہنا تھا، باقی میں اپنے اور تمھارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' [ابن حبان : ۳۸۲۸۔ رمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ الحجرات : ۳۲۷۰]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو احسان کا بدلہ حسان سے دے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' [بخاری، کتاب ادب، باب لیس الواصل بالمکافئ : ۵۹۹۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں، لیکن وہ میرے ساتھ برائی اور بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، لیکن وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو گویا تم ان کے منہ میں گرم راکھ رکھ رہے ہو اور تمھارے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار (فرشتہ) رہے گا جو تم کو ان پر غالب رکھے گا، وہ ان کی اذیت رسانیوں اور شر کو دفع کرنے والا ہے، جب تک کہ تم اس صفت پر قائم ہو۔'' [مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم : ۲۵۵۸]

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

''میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائے گا اور اپنے گھر والوں کو، سب کو میرے پاس لے آؤ۔''

اب وقت آ گیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام کے درد و الم کا دور ختم ہو اور ان کے صبر کا نتیجہ ظاہر ہو۔ یوسف علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے وحی کے مطابق بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ میری یہ قمیص لے کر جاؤ، میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈالو تو اللہ کے حکم سے ان کی بینائی واپس آ جائے گی اور تم لوگ اپنے خاندان کے تمام افراد کو لے کر یہاں آ جاؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

''اور جب قافلہ جدا ہوا، ان کے باپ نے کہا بے شک میں تو یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں، اگر یہ نہ ہو کہ تم مجھے بہکا ہوا کہو گے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً تو اپنی پرانی بھول ہی میں ہے۔''

جب بھائیوں کا قافلہ مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا، تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے، لیکن تم لوگ تو یہی کہو گے کہ بڑھاپے کی وجہ سے میری عقل متاثر ہو گئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو آپ کی وہی پرانی باتیں ہیں، آپ تو ہمیشہ یوسف کی محبت میں اس طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں اور ان کی دید کی خواہش لیے جیتے رہے ہیں، حالانکہ وہ مر چکے ہیں، اس لیے آپ کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

''پھر جیسے ہی خوشخبری دینے والا آیا اس نے اسے اس کے چہرے پر ڈالا تو وہ پھر بینا ہو گیا۔ کہنے لگا کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ بے شک میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ انھوں نے کہا اے ہمارے باپ! ہمارے لیے ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کی بخشش کی دعا کر، یقیناً ہم خطا کار تھے۔ اس نے کہا میں عنقریب تمھارے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا، بے شک وہی بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

کہتے ہیں کہ وہ یہودا تھا جس کے سپرد یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص کی تھی۔ جب اس نے وہ قمیص یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی تو ان کی بینائی واپس آ گئی۔ تب انھوں نے سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تم لوگوں سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو؟ بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ہم نے یوسف اور آپ کے حق میں جو غلطیاں کی تھیں ان کی اللہ سے ہمارے لیے مغفرت طلب کر دیجیے، تو یعقوب علیہ السلام نے ان سے اس کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں تمھارے لیے اللہ سے دعا کروں گا اور وہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ" قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا پروردگار بزرگ و برتر آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے، پس میں اس کی دعا قبول کر لوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے عطا کر دوں؟ کوئی ہے جو استغفار کرے تو میں اسے معاف کر دوں؟" [بخاری، کتاب التهجد، باب الدعاء و الصلاة من آخر الليل : ١١٤٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں فنا کر دے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اس سے بخشش مانگیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا۔" [مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار و التوبة : ٢٧٤٩]

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝۹۹

"پھر جب وہ یوسف کے پاس داخل ہوئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو جاؤ، امن والے، اگر اللہ نے چاہا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے پاس آمد اور بلاد مصر کو اپنی جائے قیام بنانے کا ذکر فرمایا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو یہ حکم دیا تھا کہ تم تمام اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ تو اس پیغام پر سب نے رخت سفر باندھ لیا اور بلاد کنعان سے بلاد مصر روانہ ہو گئے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو ان کا مناسب مقام دیا، ان کی خوب دل جوئی کی، انھیں اور سب رشتہ داروں سے کہا کہ اب آپ لوگ بڑے امن و امان کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائیں۔

وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبۡلُ ۡ قَدۡ جَعَلَهَا رَبِّیۡ حَقًّا ؕ وَ قَدۡ اَحۡسَنَ بِیۡۤ اِذۡ اَخۡرَجَنِیۡ مِنَ السِّجۡنِ وَ جَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّیۡطٰنُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾

''اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور وہ اس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور اس نے کہا اے میرے باپ! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے، بے شک میرے رب نے اسے سچا کر دیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور تمھیں صحرا سے لے آیا، اس کے بعد کہ شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔ بے شک میرا رب جو چاہے اس کی باریک تدبیر کرنے والا ہے، بلاشبہ وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

جب یوسف علیہ السلام اپنے ماں باپ کو لے کر دارالسلطنت پہنچے تو انھیں اپنے ساتھ شاہی تخت پر بٹھایا، اس وقت ان کے والدین اور گیارہ بھائی ان کی تعظیم میں سجدے میں گر گئے۔ تب یوسف علیہ السلام نے کہا ابا جان! میرے گزشتہ خواب کی یہی تعبیر ہے، جسے اللہ نے سچا کر دکھایا ہے اور اس نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے جیل سے نجات دی۔ کنویں سے اپنے نکالے جانے کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو، جنھیں پہلی ملاقات میں کہہ چکے تھے کہ ماضی کی غلطی پر تمھارا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا اور کہا کہ اس کا یہ بھی احسان ہے کہ آپ سب کو صحرا سے یہاں پہنچا دیا اور شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان حسد کی جو آگ لگائی تھی وہ بجھ گئی اور ہم سب ایک ہو گئے۔

وَ خَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا : ان کی شریعت میں یہ بات جائز تھی کہ وہ جب کسی بڑے انسان کو سلام کرتے تو اس کے لیے سجدۂ تعظیمی بجا لاتے تھے۔ سجدۂ تعظیمی ان کی شریعت میں جائز تھا، لیکن ہماری شریعت میں اسے حرام قرار دے دیا گیا ہے اور سجدے کو صرف اور صرف رب تعالیٰ کے لیے خاص قرار دے دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَ لَا لِلۡقَمَرِ وَ اسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَهُنَّ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ﴾ [حٰمٓ السجدۃ : ۳۷] ''نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا، اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔'' [مسند أحمد : ۳/ ۱۵۸، ۱۵۹، ح : ۱۲۶۲۰ ۔ ابن حبان : ۴۱۶۲]

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ جب ملک شام سے واپس آئے، تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپ نے پوچھا: ''اے معاذ! یہ کیا؟'' انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اہل شام کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، چنانچہ مجھے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم آپ کے لیے یہی کام کریں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (یہ کام) نہ کرو، اگر میں کسی کو کسی غیر اللہ کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے حضور سجدہ کرے۔“ [ابن ماجه، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأة : ۱۸۵۳]

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰۱

”اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے حکومت سے حصہ دیا اور باتوں کی اصل حقیقت میں سے کچھ سکھایا، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا یار و مددگار ہے، مجھے مسلم ہونے کی حالت میں فوت کر اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔“

یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی دعا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے والدین اور اپنے بھائیوں سے ملا کر ان پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرما دیا اور نبوت و حکومت سے سرفراز فرمایا تو انھوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی، اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے دنیا میں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے، اسی طرح آخرت کی ابدی اور سرمدی نعمتوں سے بھی شاد کام فرمانا اور جب دنیا سے اٹھانا تو حالت اسلام میں اٹھانا۔ بعض لوگوں کو اس دعا سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے موت کی دعا مانگی۔ حالانکہ یہ موت کی دعا نہیں ہے، آخر وقت تک اسلام پر استقامت کی دعا ہے۔ صحیح احادیث میں بھی ایسی دعاؤں کے الفاظ ملتے ہیں، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں میں سے ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن ہوئی، آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے وقت، اس دن جو آپ کی دنیا کی زندگی کا آخری اور آخرت کی زندگی کا پہلا دن تھا، میرے اور آپ ﷺ کے تھوک کو جمع کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے چمڑے یا لکڑی کا ایک بڑا پیالہ پڑا تھا، اس کے اندر پانی تھا۔ آپ ﷺ بار بار اس پیالے میں ہاتھ ڈبوتے اور پھر گیلے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ» ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک موت کے وقت شدت ہوتی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: «فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى، فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى» ”مجھے اعلیٰ دوست سے ملا دے، مجھے اعلیٰ دوست سے ملا دے“ یہاں تک کہ آپ ﷺ رحلت فرما گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا (اور یہ آپ کا آخری کلمہ تھا، جو آپ نے ارشاد فرمایا)۔ [بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته : ۴۴۴۹، ۴۴۵۱]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کروں: «اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَ إِذَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ﴾ ''یا اللہ! مجھے نیکی کے کاموں کی توفیق دے اور برے کاموں سے مجھے روک دے اور (میرے دل میں) مساکین کی محبت ڈال دے اور جب تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کیے بغیر فوت کر لینا۔'' [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورة ص : ۳۲۳۳، ۳۲۳۵۔ مسند أحمد : ۱/ ۳۶۸، ح : ۳٤۸۳، ۵/ ۲٤۳، ح : ۲۲۱۷۰، عن معاذ بن جبل رضی الله عنه]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص مصیبت کے وقت ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ لازمی موت کی تمنا کرنا چاہتا ہے تو اسے یوں کہنا چاہیے: ﴿ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَ تَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ ﴾ ''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ، جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے اس وقت فوت کر جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔'' [بخاری، کتاب المرض، باب تمنی المریض الموت : ۵٦۷۱]

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بندہ (زندگی بھر) ایسے کام کرتا ہے جنھیں لوگ جنت والوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی بندہ (زندگی بھر) ایسے کام کرتا ہے جنھیں لوگ دوزخیوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ (سنو) اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب الأعمال بالخواتيم وما يخاف منها : ٦٤٩۳]

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں، جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا جب انھوں نے اپنے کام کا پختہ ارادہ کیا اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کا قصہ غیب کی باتیں تھیں، جو آپ کو بذریعہ وحی بتائی گئی ہیں، تاکہ آپ کے مخالفین اسے سن کر عبرت حاصل کریں اور سمجھیں کہ اگر آپ نبی نہ ہوتے اور آپ پر وحی نازل نہ ہوتی تو کہاں سے اس قصے کی تمام تفصیلات کا علم ہوتا؟ جب یوسف علیہ السلام کے بھائی انھیں کنویں میں ڈالنے کی سازش کر رہے تھے اور انھیں اپنے ساتھ چلنے پر طرح طرح سے ورغلا رہے تھے تو آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے کہ آپ کو ان کی اس سازش کا پتا چل جاتا اور نہ کسی ایسے آدمی سے آپ کا کبھی تعلق رہا جو اس واقعہ کو جانتا تھا اور جس نے آپ کو سکھلا دیا۔ اس لیے آپ کو جو کچھ معلوم ہوا وحی کے ذریعے معلوم ہوا۔

وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

''اور اکثر لوگ، خواہ تو حرص کرے، ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان تمام کھلی نشانیوں کے باوجود کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کی حد درجہ خواہش کے باوجود کہ لوگ ایمان لے آئیں اکثر و بیشتر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ نبی کریم ﷺ سمجھتے تھے کہ کفار قریش یوسف علیہ السلام کا قصہ سن کر ایمان لے آئیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ کفر پر ان کا اصرار اور بڑھ گیا۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَٰلَمِينَ ﴿١٠٤﴾ ع ۱۱ ۵

”حالانکہ تو ان سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ یہ تو جہانوں کے لیے ایک نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔“

آپ قریش والوں کو قرآن پڑھ کر سناتے ہیں اور انھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو ان سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتے۔ اگر وہ عقل مند ہوتے تو اسلام کی دعوت کو قبول کر لیتے اور قرآن پر ایمان لے آتے جو سارے جہان کے لیے عبرتوں اور نصیحتوں کا خزانہ ہے۔

وَكَأَيِّن مِّنْ ءَايَةٍ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾

”اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے گزرتے ہیں اور وہ ان سے بے دھیان ہوتے ہیں۔“

مکہ کے کافروں کا بالخصوص اور عام انسانوں کا بالعموم حال یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں موجود توحید باری تعالیٰ کے بہت سے دلائل ان کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتے ہیں، لیکن ان میں غور وفکر نہیں کرتے اور انھیں ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہ آسمان جو بغیر ستونوں کے ہمارے سروں پر رکا ہوا ہے اور یہ ستارے، جو آسمان میں جگمگاتے رہتے ہیں اور یہ زمین، اس پر پہاڑوں کے سلسلے، چٹیل میدان، سمندر، پودے اور حیوانات، ان میں سے ہر ایک اللہ کی وحدانیت کی دلیل ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ وہی ان کا خالق و رازق ہے، وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں، اس کا ساجھی کوئی نہیں، لیکن اکثر و بیشتر لوگ ایسی غفلت کا شکار ہوتے ہیں کہ ان دلائل و براہین سے انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور انھیں ان میں غور وفکر کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَبِٱلَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ [الصافات : ۱۳۷، ۱۳۸] ”اور بلاشبہ تم یقیناً صبح جاتے ہوئے ان پر سے گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟“ اور فرمایا: ﴿وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ ءَايَةٍ مِّنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا۟ عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾ [یٰس : ٤٦] ”اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى رَفَعَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۖ وَسَخَّرَ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِى لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ يُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لَعَلَّكُم بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ﴿٢﴾ وَهُوَ ٱلَّذِى مَدَّ ٱلْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَٰسِىَ وَأَنْهَٰرًا ۖ وَمِن كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ ٱثْنَيْنِ ۖ يُغْشِى

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّيۡلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴾ [الرعد : ۲، ۳] ’’اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے، جنھیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور ندیاں بنائیں اور اس میں تمام پھلوں میں سے ایک ایک جوڑا دو، دو قسم کا بنایا، وہ رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔‘‘

وَ مَا يُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ۝۱۰۶

’’اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، مگر اس حال میں کہ وہ شریک بنانے والے ہوتے ہیں۔‘‘

یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن نے بڑی وضاحت کے ساتھ متعدد جگہ بیان فرمایا ہے کہ مشرکین یہ تو مانتے ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن اس کے باوجود عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں اور یوں اکثر لوگ مشرک ہیں۔ یعنی ہر دور میں لوگ توحید ربوبیت کے قائل تو رہے ہیں، لیکن توحید الوہیت ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اللہ کے بجائے غیروں کی پرستش کرتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ کے بیٹے اور فرشتوں کو اس کی بیٹیاں کہتے ہیں جو شرک اکبر ہے اور جس کا شرک ہونا واضح اور جلی ہے۔ شرک کی ایک دوسری قسم شرک خفی ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اور انھیں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ گویا اس سے مراد وہ منافق بھی ہے جو لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نیک کام کرتا ہے۔ وہ مشرک ہے، اس لیے کہ اس نے عبادت میں اللہ کے علاوہ غیروں کو شریک بنایا، وہ اگرچہ اللہ کی وحدانیت کا اعتقاد رکھتا ہے، لیکن اللہ کے لیے اپنی عبودیت میں مخلص نہیں ہوتا، بلکہ حصول دنیا یا جاہ و منزلت کی خاطر نیک عمل کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو نیک کام بھی لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کیا جائے گا، وہ شرک ہوگا۔

ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴾ [الشعراء : ۸] ’’بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ اِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ﴾ [لقمان : ۱۳] ’’اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا، جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہا تھا اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴾ [الأنعام : ۸۲] ’’وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین (احرام باندھ کر لبیک پکارتے ہوئے) کہتے: ’’لَبَّيْكَ لَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرِيْكَ لَكَ ‘‘ (اے اللہ ! ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں) تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ’’ہلاکت ہو تمھارے لیے ! بس یہیں رک جاؤ (آگے کچھ نہ کہو)۔‘‘ لیکن وہ کہتے: ’’ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ ‘‘ (سوائے ان شریکوں کے جن کا مالک بھی تو ہے، وہ کسی چیز کے مالک نہیں)۔[مسلم، كتاب الحج، باب التلبية و صفتها ووقتها : ١١٨٥]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ’’تیرا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، حالانکہ اسی اکیلے نے تجھے پیدا کیا ہے۔‘‘ [بخاری، كتاب التفسير ، باب ﴿ فلا تجعلوا لله أندادا ﴾ : ٤٤٧٧ـ مسلم ، كتاب الإيمان ، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب : ٨٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز و بے پروا ہوں، جو شخص اپنے کسی کام میں میرا کوئی شریک ٹھہرائے تو میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں۔‘‘ [مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء : ٢٩٨٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔‘‘ [ترمذی، كتاب النذور والأيمان، باب ما جاء في أن من حلف بغير الله فقد أشرك : ١٥٣٥]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔‘‘ تین بار فرمایا اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے، مگر اللہ عزوجل اسے توکل کی برکت سے زائل کر دیتا ہے۔[أبو داؤد، كتاب الكهانة والتطير ، باب : في الطيرة : ٣٩١٠ـ ترمذی، كتاب السير ، باب ما جاء في الطيرة : ١٦١٤]

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر شرک اصغر کا ہے۔‘‘ لوگوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ فرمایا: ’’ریا کاری، قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا، (اے ریا کارو!) تم جاؤ ان کے پاس جن کے دکھانے سنانے کے لیے تم نے عمل کیے تھے، اور دیکھو کہ وہ تمھیں کوئی جزا دیتے ہیں (یا نہیں)۔‘‘ [مسند أحمد : ٤٢٨/٥، ٤٢٩ ، ح : ٢٣٦٩٤، ٢٣٦٩٩ـ ابن خزيمة : ٦٧/٢، ح : ٩٣٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، مجھے کوئی ایسی دعا سکھایئے جسے میں صبح و شام پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ دعا پڑھا کرو: « اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهٖ » ‘‘اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تیری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔" [أبو داوٗد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح : ٥٠٦٧۔ ترمذي، كتاب الدعوات، باب منه : ٣٣٩٢]

اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴿۱۰۷﴾

"تو کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر اللہ کے عذاب میں سے کوئی ڈھانک لینے والی آفت آ پڑے یا ان پر قیامت اچانک آ جائے اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں۔"

اس آیت کریمہ میں مشرکین کے لیے بہت بڑی دھمکی ہے کہ کوئی بعید نہیں اللہ کا ایسا عذاب آ جائے جو انھیں ہر طرف سے اپنی گرفت میں لے لے، یا قیامت ہی اچانک آ جائے اور وہ اپنے شرک کی وجہ سے جہنم کے سپرد کر دیے جائیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [النحل : ٤٥ تا ٤٧] "تو کیا وہ لوگ جنھوں نے بری تدبیریں کی ہیں، اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر عذاب آ جائے جہاں سے وہ سوچتے نہ ہوں۔ یا وہ انھیں ان کے چلنے پھرنے کے دوران پکڑ لے۔ سو وہ کسی طرح عاجز کرنے والے نہیں۔ یا وہ انھیں خوفزدہ ہونے پر پکڑ لے۔ پس بے شک تمھارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ نَآىِٕمُوْنَ ۝ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ [الأعراف : ٩٧ تا ٩٩] "تو کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر راتوں رات آ جائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں اور کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے آ جائے اور وہ کھیل رہے ہوں۔ پھر کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں، تو اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت (اچانک) قائم ہو جائے گی۔ (اتنی اچانک کہ) ایک آدمی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہو گا اور ابھی اس کے منہ تک اس کے دودھ کا برتن نہ پہنچا ہو گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، ان کی بیع پوری نہ ہونے پائے گی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور کوئی شخص اپنا حوض درست کر رہا ہو گا اور ابھی (وہاں سے) ہٹا نہ ہو گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔"

[مسلم، كتاب الفتن، باب قرب الساعة : ٢٩٥٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾

''کہہ دے یہی میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، پوری بصیرت پر، میں اور وہ بھی جنھوں نے میری پیروی کی ہے اور اللہ پاک ہے اور میں شریک بنانے والوں سے نہیں ہوں۔''

نبی کریم ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ مشرکین سے کہہ دیجیے کہ ایمان باللہ اور توحید باری تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا میرا طریقہ، میرا مسلک اور میری سنت ہے۔ میں اور میرے ماننے والے مومنین واضح دلیل و برہان کی بنیاد پر لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور میرا ایمان ہے کہ اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک ہے نہ مد مقابل، اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیوی، وہ ان تمام عیوب و نقائص اور تمام کمزوریوں سے یکسر پاک ہے اور میں مشرکوں کے دین پر نہیں ہوں۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اسلام کی دعوت دلیل و حجت کی بنیاد پر ہے اور قرآن کریم نے اس کی تعلیم دی ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی منہج پر قائم تھے اور انھوں نے لوگوں کو دلائل کے ذریعے قائل کرنے کی کوشش کی۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ : ارشاد فرمایا: ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ [النحل : ١٢٥] ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴾ [الأحزاب : ٤٥، ٤٦] ''اے نبی! بے شک ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا چراغ۔'' اور فرمایا: ﴿ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ اسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ﴾ [الشوریٰ : ١٥] ''سو تو اسی کی طرف پھر دعوت دے اور مضبوطی سے قائم رہ، جیسے تجھے حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی مت کر اور کہہ دے کہ اللہ نے جو بھی کتاب نازل فرمائی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا رب اور تمھارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔''

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں مقام خیف پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے، جس نے میری بات سنی اور اسے آگے پہنچا دیا، کیونکہ کئی لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے اور کئی لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ سمجھ دار و فقیہ تک پہنچا دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا، وہ یہ کہ عمل کو اللہ کے لیے خلوص کے ساتھ ادا کرنا، مسلمانوں کے سربراہوں سے خیر خواہی کرنا اور ان کی جماعت میں بہر حال شامل رہنا، کیونکہ ان کی دعوت ان سب کو محیط ہوتی ہے (جیسے ایک دیوار ان کا احاطہ کرتی ہے اسی طرح ان کی دعوت، جو دعوت اسلام ہے، وہ بھی ان سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور انھیں فرقہ بندی سے محفوظ رکھتی ہے، اس لیے ان کی جماعت کے ساتھ مل کر رہنا اشد ضروری ہے)۔" [ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الخطبة يوم النحر : ۳۰۵۶]

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ: یعنی میں اللہ تعالیٰ کو منزہ، پاک، جلیل، عظیم اور مقدس سمجھتا ہوں، اس بات سے کہ اس کا کوئی شریک، نظیر، عدیل، ساجھی، بیٹا، باپ، بیوی، وزیر یا مشیر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ان تمام باتوں سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴾ [بني إسرائيل : ٤٤] "ساتوں آسمان اور زمین اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ بھی جو ان میں ہیں اور کوئی بھی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [النحل : ١] "اللہ کا حکم آ گیا، سو اس کے جلد آنے کا مطالبہ نہ کرو، وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

www.KitaboSunnat.com

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

"اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجے مگر کچھ مرد، جن کی طرف ہم ان بستیوں والوں میں سے وحی کیا کرتے تھے، تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو متقی بنے، تو کیا تم نہیں سمجھتے۔"

مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے آسمان سے فرشتے کیوں نہیں بھیج دیے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں کہا کہ اے ہمارے نبی! ہم نے آپ سے پہلے بھی جتنے انبیاء بھیجے، سبھی شہروں میں رہنے والے مرد تھے، جنھیں ہم بذریعہ وحی دین و حکمت کی تعلیم دیتے رہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی۔ آگے فرمایا کہ جو مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں وہ ان علاقوں میں جا کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے، جہاں انھی کی طرح ماضی میں قومیں آباد تھیں اور بہت ہی ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ رہتی تھیں، لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب انھوں نے انبیاء کا مذاق اڑایا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو قبول نہیں کیا تو کس طرح اللہ نے کافروں کو ہلاک کر دیا اور مومنوں کو نجات دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے اپنے مومن بندوں کو دنیا کے عذاب سے بچایا، اسی طرح آخرت میں انھیں اس جنت میں داخل کریں گے جو دنیا کی تمام نعمتوں اور آسائشوں سے بہتر ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا : اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس نے تمام کے تمام انبیاء کو مردوں ہی میں سے بھیجا ہے، کسی بھی عورت کو اس نے نبیہ نہیں بنایا۔ ہاں، البتہ کئی عورتیں مقام صدیقیت پر ضرور فائز تھیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف ترین خاتون سیدہ مریم بنت عمران کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾ [المائدة : ۷۵] ”نہیں ہے مسیح ابن مریم مگر ایک رسول، یقیناً اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اور اس کی ماں صدیقہ ہے، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ﴾ [الفرقان : ۲۰] ”اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر بلاشبہ وہ یقیناً کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ [الأنبياء : ۸، ۹] ”اور ہم نے انھیں محض جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے ان سے وعدہ سچا کر دیا تو ہم نے انھیں نجات دی اور اسے بھی جسے ہم چاہتے تھے اور ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا۔“

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ : یعنی ان قوموں کا، جنھوں نے انبیائے کرام کی تکذیب کی تھی، انجام کیا ہوا؟ اللہ نے ان پر تباہی ڈال دی اور اسی طرح کا عذاب ان کافروں کو ہوگا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ ﴾ [الحج : ٤٦] ”پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے لیے ایسے دل ہوں جن کے ساتھ وہ سمجھیں۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کو تین دن یوں ہی پڑا رہنے دیا، پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو آواز دیتے ہوئے فرمایا: ”اے ابوجہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا پا لیا؟“ [مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ...... الخ : ۲۸۷٤]

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا : یعنی جس طرح ہم نے دنیا کی زندگی میں اپنے مومن بندوں کو نجات عطا فرمائی، اسی طرح آخرت میں بھی ہم نے ان کے لیے نجات لکھ دی ہے، جو دنیا کی نجات سے بھی بدرجہا بہتر ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴾ [المؤمن : ۵۱، ۵۲] ''بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں دنیا کی زندگی میں اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا کوئی فائدہ نہ دے گا اور انھی کے لیے لعنت ہے اور انھی کے لیے بدترین گھر ہے۔''

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۰

''یہاں تک کہ جب رسول بالکل ناامید ہو گئے اور انھوں نے گمان کیا کہ بے شک ان سے یقیناً جھوٹ کہا گیا تھا تو ان کے پاس ہماری مدد آ گئی، پھر جسے ہم چاہتے تھے وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے ہٹایا نہیں جاتا۔''

دعوت الی اللہ کی راہ میں ہر زمانے کے لوگوں نے انبیاء کو تکلیفیں پہنچائیں، لیکن بالآخر غلبہ اور کامیابی انبیاء ہی کو حاصل ہوئی۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ انبیائے کرام لمبی مدت تک دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے، لیکن پھر بھی ان کی قومیں راہ راست پر نہیں آتی تھیں، تو ایک قسم کی ناامیدی ان کے دل میں آ جاتی تھی اور وہ قومیں بھی سمجھنے لگتی تھیں کہ ان رسولوں نے ان سے جس عذاب کا وعدہ کیا تھا، وہ جھوٹا تھا، یا وہ جو دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی مدد کرے گا وہ جھوٹا دعویٰ تھا۔ آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء گمان کرنے لگے کہ ان کا دل ان سے غلط کہا کرتا تھا کہ کافروں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی مدد کی جائے گی۔ تو اچانک ہماری مدد ان تک آ پہنچی۔ وہ قومیں ہلاک کر دی گئیں اور جن کو ہم نے چاہا انھیں نجات مل گئی اور جب ہمارا عذاب کسی مجرم پر نازل ہو جاتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا ہے۔

وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا : ''كُذِبُوْا'' میں دو قراءتیں ہیں، ایک تخفیف کے ساتھ ''قَدْ كُذِبُوْا'' اور دوسری تشدید کے ساتھ ''قَدْ كُذِّبُوْا'' ہے، اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح پڑھا کرتی تھیں، جیسا کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت ﴿ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ ﴾ سے متعلق پوچھا کہ اس میں یہ لفظ ''كُذِبُوْا'' (بغیر تشدید) ہے یا ''كُذِّبُوْا'' (تشدید کے ساتھ)؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''كُذِّبُوْا'' (تشدید کے ساتھ) ہے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ انبیاء علیہم السلام تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انھیں جھٹلا رہی ہے، پھر ''ظَنُّوْۤا'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا، اپنی زندگی کی قسم! بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا ''كُذِبُوْا'' (بغیر تشدید) پڑھیں تو کیا قباحت ہے؟ انھوں نے کہا، معاذ اللہ! کیا پیغمبر اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا، پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا، مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا، ان کی تصدیق کی، جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت و مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبر ان کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے جنھوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، تو اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔ [بخاری، کتاب التفسیر ، باب قوله : ﴿ حتى إذا استيئس الرسل ﴾ : ٤٦٩٥]

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲/۱۲

''بلاشبہ یقیناً ان کے بیان میں عقلوں والوں کے لیے ہمیشہ سے ایک عبرت ہے، یہ ہرگز ایسی بات نہیں جو گھڑ لی جائے اور لیکن اس کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کی تفصیل ہے اور ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔''

انبیاء اور ان کی قوموں کے قصوں میں عقل والوں کے لیے عبرت و نصیحت ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن، جس میں یہ قصۂ یوسف علیہ السلام اور دیگر قوموں کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، کوئی گھڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے جو گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ ان میں جو صحیح باتیں رہ گئی ہیں ان کی تائید کرتا ہے اور انسانوں کی جانب سے تحریف کردہ احکام کا انکار کرتا ہے اور کچھ احکام کو منسوخ قرار دیتا ہے اور اس قرآن میں ہر وہ بات بیان کر دی گئی ہے، جو انسانی زندگی میں پیش آ سکتی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کی راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور مومنوں کے لیے رحمت ہے کہ اس کی تصدیق و اتباع کر کے عذاب نار سے نجات پائیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة الرعد مدنية

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔''

الٓمّٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ الۡحَقُّ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱﴾

''الٓمّٓرٰ ۔ یہ کامل کتاب کی آیات ہیں اور جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔''

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے جو قرآن کریم نازل ہوا ہے وہ برحق ہے اور اس میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے، وہ سچ ہے اور انسانی ضروریات و حالات کے عین مطابق ہے۔ ان میں موجود اوامر ونواہی پر عمل کر کے ہی انسان اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے، لیکن اکثر لوگ کفر و نفاق کی وجہ سے اس برحق کتاب پر ایمان نہیں لاتے۔

تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ الۡحَقُّ : یعنی قرآن مجید حق و صداقت سے لبریز کتاب ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ﴿۲﴾ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىہُ ۚ بَلۡ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىہُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴾ [السجدۃ : ۱ تا ۳] ''الٓمّٓ ۔ اس کتاب کا نازل کرنا جس میں کوئی شک نہیں، جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے۔ بلکہ وہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے، تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، تاکہ وہ راہ پائیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ ہُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۙ کَفَّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَہُمۡ ﴾ [محمد : ۲] ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔''

وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ : یعنی اکثر لوگوں کے دلوں میں ضد، ہٹ دھرمی، کبر، شقاق اور عناد ہوتا ہے، جیسا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ارشاد فرمایا: ﴿ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴾ [صٓ : ۲] ''بلکہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تکبر اور مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴾ [الحج : ۵۳] ''اور بے شک ظالم لوگ یقیناً دور کی مخالفت میں ہیں۔''

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے، جنھیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی خالقیت کی دلیل پیش کی گئی ہے، نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ جو باری تعالیٰ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے قائم رکھنے پر قادر ہے اور جس نے شمس و قمر اور دیگر سیاروں کو اپنے علم و قدرت کے مطابق مسخر کر رکھا ہے، اسی نے یہ قرآن کریم اپنے بندے اور رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے بغیر ستونوں کے زمین سے اوپر اٹھا رکھا ہے کہ جن کی اونچائی کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ استواء علی العرش کے بارے میں سلف صالحین کا عقیدہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے لیے استواء علی العرش کو ثابت کیا ہے تو اس پر ایمان رکھا جائے، نہ اس کی کوئی کیفیت بیان کی جائے، نہ کسی دوسری شے سے اسے تشبیہ دی جائے اور نہ اس کی تاویل کر کے قرآن میں ثابت لفظ کو بے کار بنا دیا جائے۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و ماہتاب کو مخلوقات کے منافع اور بندوں کے مصالح و فوائد کے لیے مسخر کر رکھا ہے۔ اللہ کی مرضی کے بغیر یہ ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتے اور اپنی اسی رفتار پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلتے رہیں گے، یہاں تک کہ دنیا فنا ہو جائے اور قیامت برپا ہو جائے۔ وہی باری تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام امور میں اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اس نے اپنی کمال قدرت اور ربوبیت و خالقیت کی نشانیاں قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دی ہیں، تاکہ لوگ ان نشانیوں میں غور کر کے اس بات پر ایمان لے آئیں کہ وہ قادر مطلق یقیناً لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور میدان محشر میں جمع کر کے ان کے اعمال کا حساب چکانے پر قادر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ ممکن ہے تم ان نشانیوں میں غور و فکر کے بعد اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا : یعنی آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا گیا ہے، جیسا کہ تم دیکھ رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ ارشاد فرمایا: ﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ﴾ [لقمان : ۱۰] ”اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا، جنھیں تم دیکھتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴾ [الطلاق : ۱۲] ”اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی ان کی مانند۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ ﴾ [الحج : ٦٥] ”اور وہ آسمان کو تھامے رکھتا ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے۔“

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴾ [یٰس : ٤٠] ”اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ﴾ [الأعراف : ٥٤] ”اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں۔“

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ : نظام کائنات اسی کی تدبیر کا رہین منت ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴾ [یونس : ۳۱، ۳۲] ”کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ”اللہ“ تو کہہ پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ سو وہ اللہ ہی تمھارا سچا رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر کہاں پھیرے جاتے ہو؟“ اور فرمایا: ﴿ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ [العنکبوت : ٦١] ”اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں بہکائے جا رہے ہیں۔“

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ : یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ تخلیق اور کائنات کا اتنا مدبرانہ نظام تمھیں اس بات کے سوچنے پر مجبور کر دے گا کہ آخر یہ اتنا بڑا کارخانہ بے فائدہ تو پیدا نہیں کیا گیا، آخر کچھ تو اس کا مقصد ہے۔ سوچتے سوچتے تم اس نتیجے پر پہنچو گے کہ یہ سب کچھ اور یہ تمام نعمتیں ہمارے لیے ہیں، پھر تم یہ سوچو گے کہ کیا ہم ان نعمتوں کا حق ادا کرتے ہیں؟ اگر نہیں کرتے تو کیا ہم سے باز پرس نہیں ہوگی؟ ضرور ہوگی اور جیسے ہی تمھارے ذہن میں یہ چیز پیدا ہو گئی تمھیں فوراً قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا یقین آ جائے گا۔ اسی غور و فکر کے نتیجے میں قیامت کے واقع ہونے کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۙ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [آل عمران : ۱۹۰، ۱۹۱] ”بے شک آسمانوں اور زمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

"اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور ندیاں بنائیں اور اس میں تمام پھلوں میں سے ایک ایک جوڑا دو، دو قسم کا بنایا، وہ رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔"

اپنی قدرت و خالقیت اور علم وحکمت کے آسمانی دلائل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انھی حقائق پر زمین اور اس پر پائی جانے والی اشیاء کے ذریعے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو طول وعرض میں اتنا پھیلا دیا کہ آدمی کی نگاہ اس کی انتہا کو نہیں پا سکتی، تاکہ انسانوں کے قدم اس پر ٹھہر سکیں اور حیوانات اس پر بآسانی چل پھر سکیں۔ زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیے، تاکہ زمین اپنی جگہ ثابت رہے اور اس پر نہریں جاری کر دیں جن میں مخلوقات کے لیے گوناگوں فوائد ہیں۔ جتنے پھل زمین پر پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی دو دو قسمیں بنائی ہیں، رنگوں یا ذائقہ کے اعتبار سے، حجم یا کیفیت کے اعتبار سے اور ہر قسم میں الگ الگ فائدے ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر قسم ایک مستقل نعمت ہوتی ہے۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دن کے بعد رات لاتا ہے اور دن کی روشنی اور سفیدی کے بعد رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھا جاتی ہے اور جب رات لمبی ہو جاتی ہے تو سردی کا زمانہ آجاتا ہے اور جب دن لمبا ہوتا ہے تو گرمی کا زمانہ آجاتا ہے اور دن اور رات دونوں میں سے ایک کے معتدل ہونے سے موسم خزاں آجاتا ہے اور دوسرے کے معتدل ہونے سے موسم بہار کی آمد ہونے لگتی ہے۔ بے شک زمین کی کشادگی اور اس پر پائی جانے والی مذکورہ بالا اشیاء میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے کھلی نشانیاں ہیں کہ یقیناً انھیں پیدا کرنے والی کوئی ذات ہے جو صاحب قدرت اور صاحب حکمت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ اپنے بندوں کی جانب سے محبت و بندگی کا مستحق ہے۔

وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۴

"اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے مختلف ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت کئی تنوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اور ایک تنے والے، جنھیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو پھل میں بعض پر فوقیت دیتے ہیں۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔“

اس آیت میں زمین پر پائی جانے والی مزید نشانیوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتی ہیں۔ زمین کے حصے ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں، لیکن ان کی طبیعتوں میں اختلاف ہوتا ہے، کوئی حصہ زرخیز ہوتا ہے تو کوئی بنجر، کوئی سخت ہوتا ہے تو کوئی نرم۔ یا مفہوم یہ ہے کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ مٹی ایک ہوتی ہے، پانی ایک ہوتا ہے، لیکن ان میں پیدا ہونے والے دانے اور پھل مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی میٹھا ہوتا ہے تو کوئی کڑوا، کوئی عمدہ اور لذیذ ہوتا ہے تو کوئی بدمزہ اور بعض زمینوں میں ایک پھل پیدا ہوتا ہے، دوسرا نہیں ہوتا۔ یہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کمال قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ جو صاحب عقل ان میں غور وفکر کرے گا وہ ایمان لے آئے گا کہ جو ذاتِ واحد ان سب پر قادر ہے وہ یقیناً بنی نوع انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، بلکہ دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [النمل : ٦٠ تا ٦٢] ”(کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ساتھ رونق والے باغات اگائے، تمھارے بس میں نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو راستے سے ہٹ رہے ہیں۔ (کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنا دی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔“

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

”اور اگر تو تعجب کرے تو ان کا یہ کہنا بہت عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم یقیناً ایک نئی پیدائش میں ہوں گے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کو خطاب ہے کہ اگر آپ کو اس بات پر تعجب ہے کہ کفارِ مکہ آپ کی تکذیب کرتے ہیں، حالانکہ بچپن سے وہ آپ کو صادق وامین کے نام سے پکارتے رہے، تو اس سے بھی تعجب خیز بات آپ اور آپ کے صحابہ کے لیے یہ ہونی چاہیے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ جو ذات واحد ان عظیم قدرتوں کی مالک ہے، اس کے لیے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا بہت ہی آسان ہے۔ اس لیے بعث بعد الموت کا انکار بڑی عجیب سی بات ہے۔ قیامت کے دن ان کافروں کی گردن میں رسی باندھ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا اور ہمیشہ کے لیے اس میں ڈال دیے جائیں گے۔

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَءِذَا كُنَّا تُرٰبًا أَءِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ : یعنی جس نے پہلی دفعہ پیدا فرمایا، اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝ أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى أَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴾ [القيامة : ٣٧ تا ٤٠] "کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو گرایا جاتا ہے۔ پھر وہ جما ہوا خون بنا، پھر اس نے پیدا کیا، پس درست بنا دیا۔ پھر اس نے اس سے دو قسمیں نر اور مادہ بنائیں۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے؟" اور فرمایا: ﴿ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰى أَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰى إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ [الأحقاف : ٣٣] "اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں! یقیناً وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۚ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴾ [يٰس : ٧٨، ٧٩] "اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ کہہ دے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔"

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ ﴾ [يونس : ٣١، ٣٢] "کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے "اللہ" تو کہہ پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ سو وہ اللہ ہی تمھارا سچا رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر کہاں پھیرے جاتے ہو؟"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۶﴾

’’اور وہ تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے کئی عبرت ناک سزائیں گزر چکیں اور بے شک تیرا رب یقیناً لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے اور بلاشبہ تیرا رب یقیناً بہت سخت سزا والا ہے۔‘‘

نبی کریم ﷺ اور قرآن کی تکذیب کرنے والے آپ کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی بات کرتے ہو وہ آ کیوں نہیں جاتا؟ یعنی بجائے اس کے کہ وہ اللہ سے عافیت اور سلامتی مانگتے، عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے ایسی قومیں گزر چکی ہیں جنھوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کر دیا، پھر وہ لوگ ان کے انجام سے عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے اور ڈرتے کیوں نہیں کہ کہیں انھیں بھی عذاب الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔ آگے فرمایا کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اللہ کی جناب میں تائب و نادم ہوگا، وہ اسے معاف کر دے گا۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ : یعنی مشرکین اور تکذیب کرنے والے اپنی سزا کے طور پر بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی طلب کرتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴾ [الصافات : ۱۷۶، ۱۷۷] ’’تو کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں؟ پھر جب وہ ان کے صحن میں اترے گا تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوگی۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴾ [العنکبوت : ۵۳، ۵۴] ’’اور وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر ایک مقرر وقت نہ ہوتا تو ان پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے۔ وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں، حالانکہ بے شک جہنم یقیناً کافروں کو گھیرنے والی ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [النمل : ۴۶] ’’کہا اے میری قوم! تم بھلائی سے پہلے برائی کیوں جلدی مانگتے ہو، تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔‘‘

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ : یعنی اللہ تعالیٰ عفو و درگزر سے کام لیتا اور لوگوں کی پردہ پوشی کرتا ہے، حالانکہ وہ ظلم کا بازار گرم کرتے اور دن رات گناہ کرتے ہیں، پھر عفو و درگزر کے ذکر کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے، تاکہ امید و خوف میں توازن پیدا کیا جا سکے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ [الأنعام : ١٤٧] ''پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ دے تمھارا رب وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ہٹایا نہیں جاتا۔'' اور فرمایا: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ [الحجر : ٤٩، ٥٠] ''میرے بندوں کو خبر دے دے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔''

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ؑ ع

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی؟ تو تو صرف ایک ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک راستہ بتانے والا ہے۔''

کفار مکہ کی آنکھوں میں کفر و عناد کی ایسی پٹی بندھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت و خالقیت کی تمام نشانیاں دیکھنے کے باوجود ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تھی اور ان نشانیوں سے انھیں کوئی ایمانی فائدہ نہیں پہنچتا تھا اور کہتے تھے کہ اگر محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں تو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کی طرح نشانیاں کیوں پیش نہیں کرتے؟ یا ہم جن نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں انھیں کیوں نہیں لے آتے؟ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے، کافروں کی مرضی کے مطابق نشانیاں پیش کرنا نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ہر قوم کی رہنمائی کے لیے ایک نبی بھیجا اور ان انبیاء کو حالات اور زمانے کے مطابق مختلف نشانیاں دیں جو ان کے نبی ہونے پر دلالت کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو قرآن جیسا معجزہ عطا کیا، اس لیے کفار قریش کا یہ کہنا کہ موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) جیسی نشانیاں لائیں یا ان کی مرضی کی نشانیاں پیش کریں، یہ کفر و ضلالت پر ان کی ہٹ دھرمی تھی۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ : جیسا کہ ازراہ عناد و کفر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ کوہ صفا کو سونے کا بنا دیں اور مکہ کی زمین سے پہاڑوں کو ہٹا کر یہاں باغات، چراگاہیں اور نہریں بنا دیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ﴾ [بني إسرائيل : ٥٩] ''اور ہمیں کسی چیز نے نہیں روکا کہ ہم نشانیاں دے کر بھیجیں مگر اس بات نے کہ پہلے لوگوں نے انھیں جھٹلا دیا۔''

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ : ارشاد فرمایا: ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ [فاطر : ٢٤] ''اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزرا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۹

’’اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ اٹھائے ہوئے ہے اور جو کچھ رحم کم کرتے ہیں اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازے سے ہے۔ وہ غیب اور حاضر کو جاننے والا، بہت بڑا، نہایت بلند ہے۔‘‘

مشرکین مکہ کی خواہش کے مطابق اس لیے نشانی نہیں بھیجی گئی کہ تمام امور کی حکمتوں کو صرف اللہ جانتا ہے۔ اسی کے علم میں ہے کہ کون سی چیز دنیا میں کب وقوع پذیر ہونی چاہیے۔ وہ کفار کے جاہلانہ افکار و خیالات کا پابند نہیں ہے۔ اسی مفہوم کو بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف وہ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، مذکر ہے یا مؤنث، خوبصوت ہے یا بدصورت، نیک بخت ہے یا بد بخت اور اس میں کسی عضو کی کمی ہے یا زیادتی، یا بچہ نو مہینے کے بعد پیدا ہوگا یا اس سے پہلے یا اس کے بعد۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کر دی ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتی۔ وہ ہر غائب و حاضر اور ہر معدوم و موجود کی خبر رکھتا ہے، وہ عظیم ہے، ہر چیز اس کے نیچے ہے اور وہ اپنی قدرت و عظمت کے ذریعے ہر چیز پر غالب ہے۔

<u>اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ</u>: یعنی وہ جانتا ہے کہ حاملہ کے رحم میں مذکر ہے یا مؤنث، خوبصورت ہے یا بدصورت، بد بخت ہے یا نیک بخت، طویل العمر ہے یا قلیل العمر، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ﴾ [النجم : ۳۲] ’’وہ تمھیں زیادہ جاننے والا ہے جب اس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ﴾ [الزمر : ٦] ’’وہ تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں، تین اندھیروں میں، ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش میں پیدا کرتا ہے۔‘‘ یعنی اس نے تمھیں ایک طرح کے بعد پھر دوسری طرح بنایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴾ [المؤمنون : ۱۲ تا ۱٤] ’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو حقیر مٹی کے ایک خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک قطرہ بنا کر ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھا۔ پھر ہم نے اس قطرے کو ایک جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو ایک بوٹی بنایا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو کچھ گوشت پہنایا، پھر ہم نے اسے ایک اور صورت میں پیدا کر دیا، سو بہت برکت والا ہے اللہ جو پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک چالیس دن تک اپنی ماں کے پیٹ میں (بحالت نطفہ) رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک وہ بصورت جما ہوا خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار چیزیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کا رزق، اس کی عمر، اس کا عمل اور نیک و بد ہونا لکھ لیتا ہے۔“ [بخاری، کتاب القدر، باب : ٦٥٩٤۔ مسلم، کتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي...... الخ : ٢٦٤٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتہ پوچھتا ہے کہ اے اللہ ! مرد ہوگا یا عورت؟ شقی ہوگا یا سعید؟ اس کی روزی کیا ہے اور اس کی موت کب ہوگی؟ تو اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔“ [بخاری، کتاب القدر، باب : ٦٥٩٥۔ مسلم، کتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي...... الخ : ٢٦٤٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے، کوئی نہیں جانتا کہ (ماؤں کے) رحموں میں کیا ہے (یعنی نر ہے یا مادہ اور نیک یا بد وغیرہ) سوائے اللہ تعالیٰ کے، کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی سوائے اللہ تعالیٰ کے، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوائے اللہ رب العزت کے۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ الله يعلم ما تحمل كل أنثى ﴾ : ٤٦٩٧]

وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴾ [القمر : ٤٩] ”بے شک ہم نے جو بھی چیز ہے، ہم نے اسے ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔“

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ ان کا بچہ حالت نزع میں ہے، سو آپ تشریف لے آئیے۔ آپ نے ایک قاصد کے ذریعے سلام بھیجا اور یہ دعا دی: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّى ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) ”اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے لیا اور اسی کے لیے ہے جو کچھ اس نے دیا اور ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ صبر کرے اور اجر و ثواب کی امید رکھے۔“ [مسلم، کتاب الجنائز، باب البكاء على الميت : ٩٢٣۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم : يعذب الميت...... الخ : ١٢٨٤]

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ : ارشاد فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ [الحج : ٦٢] ”یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی ہے جو حق ہے اور (اس لیے) کہ بے شک اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور (اس لیے) کہ بے شک اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [الجاثية : ٣٦، ٣٧] ”پس اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب، تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۰

”برابر ہے تم میں سے جو بات چھپا کر کرے اور جو اسے بلند آواز سے کرے اور وہ جو رات کو بالکل چھپا ہوا ہے اور (جو) دن کو ظاہر پھرنے والا ہے۔“

یعنی اس کے لیے ظاہر و مخفی سب برابر ہے اور چاہے کوئی رات کی تاریکی میں چھپا کر کام کرے یا دن کی روشنی میں لوگوں کو دکھا کر، سب کچھ اس کے علم میں ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [يونس : ٦١] ”اور تو نہ کسی حال میں ہوتا ہے اور نہ اس کی طرف سے (آنے والے) قرآن میں سے کچھ پڑھتا ہے اور نہ تم کوئی عمل کرتے ہو، مگر ہم تم پر شاہد ہوتے ہیں، جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو اور تیرے رب سے کوئی ذرہ برابر (چیز) نہ زمین میں غائب ہوتی ہے اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی مگر ایک واضح کتاب میں موجود ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام : ٥٩] ”اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ساری تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لیے ہیں جو ہر قسم کی آواز کو سنتا ہے، یقیناً جب سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کی شکایت کی تو انھوں نے بڑی آہستہ آواز میں بات کی، جو میں نہ سن سکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴾ [المجادلة : ١] ”یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“ [نسائی، کتاب الطلاق، باب الظهار : ٣٤٩٠۔ بخاری، کتاب التوحید، باب ﴿ و كان الله سميعًا بصيرًا ﴾، تعليقًا قبل الحديث : ٧٣٨٦]

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ⑪

”اس کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے کئی پہرے دار ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم میں ہے، یہاں تک کہ وہ اسے بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کر لے تو اسے ہٹانے کی کوئی صورت نہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں۔“

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ : اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ کچھ فرشتے لگا رکھے ہیں، جو ہر جانب سے اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور اس کے حکم کے مطابق اس کے ایک ایک قول و عمل کو لکھتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(لوگو!) فرشتے تمھارے پاس پے در پے آتے جاتے رہتے ہیں، رات کے بھی اور دن کے بھی۔ ان کا میل صبح اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے، تب تم میں رات گزارنے والے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں تو باوجود علم رکھنے کے، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم گئے تو وہ نماز میں تھے اور آئے تو انھیں نماز ہی میں چھوڑا۔“ [بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰة، باب فضل صلاة العصر : ٥٥٥۔ مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر : ٦٣٢]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک مصاحب جن (یعنی شیطان) اور ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔“ لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ”ہاں! میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس پر میری مدد کی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے، وہ مجھے بھلائی کے سوا کچھ نہیں کہتا۔“ [مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب تحريش الشيطان وبعثه سرايا ...... الخ : ٢٨١٤۔ مسند أحمد : ١/٣٨٥، ح : ٣٦٤٧]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ : اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی نعمتوں کو اس وقت تک زائل نہیں کرتا، جب تک کہ وہ اپنی حالت بدل نہیں لیتی، یعنی خیر و صلاح کی راہ سے منحرف ہو جاتی ہے اور معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگتی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴾ [الأنفال : ۵۳، ۵۴] ”یہ اس لیے کہ بے شک اللہ کبھی وہ نعمت بدلنے والا نہیں جو اس نے کسی قوم پر کی ہو، یہاں تک کہ وہ بدل دیں جو ان کے دلوں میں ہے اور اس لیے کہ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (ان کا حال) فرعون کی آل اور ان لوگوں کے حال کی طرح (ہوا) جو ان سے پہلے تھے، انھوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا تو ہم نے انھیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعون کی آل کو غرق کیا اور وہ سب ظالم تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾ [النحل : ۱۱۲] ”اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی، اطمینان والی تھی، اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر جگہ سے آتا تھا، تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا، اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴾ [سبا : ۱۵ تا ۱۷] ”بلاشبہ یقیناً سبا کے لیے ان کے رہنے کی جگہ میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں (جانب) سے۔ اپنے رب کے دیے سے کھاؤ اور اس کا شکر کرو، پاکیزہ شہر ہے اور بے حد بخشنے والا رب ہے۔ پھر انھوں نے منہ موڑ لیا تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب بھیجا اور ہم نے انھیں ان کے دو باغوں کے بدلے دو اور باغ دیے جو بدمزہ پھلوں اور جھاؤ کے درختوں اور کچھ تھوڑی سی بیریوں والے تھے۔ یہ ہم نے انھیں اس کا بدلہ دیا جو انھوں نے ناشکری کی اور ہم یہ بدلہ نہیں دیتے مگر اسی کو جو بہت ناشکرا ہو۔“

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہمارے درمیان نیک لوگوں کے ہونے کے باوجود ہم ہلاک کر دیے جائیں گے، تو آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب گناہ کی کثرت ہو جائے گی۔“ [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج : ۳۳۴۶]

وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ : یعنی اللہ کے علاوہ اس قوم کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ [الأنعام : ۱۷] ”اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [یونس : ۱۰۷] ’’اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝۱۲ وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝۱۳

’’وہی ہے جو تمھیں بجلی دکھاتا ہے، ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے اور (بادل کی) گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہ کڑکنے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انھیں ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے، جب کہ وہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور وہ بہت سخت قوت والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت وعظمت اور جلال و جبروت کو ظاہر کرنے کے لیے بجلی، بادل کی گرج اور صاعقہ یعنی آسمان سے اترنے والی آگ کی تفصیلات کو بیان کیا ہے۔ فرمایا، وہ اللہ کی ذات ہے جو آسمان میں بجلی کی چمک پیدا کرتا ہے تو بعض دفعہ آدمی کو صاعقہ (یعنی آگ والی بجلی) کا خوف ہوتا ہے اور کبھی اسے امید ہوتی ہے کہ بارش ہوگی۔ وہی بارش سے بھرے بادل کو پیدا کرتا ہے، نیز فرمایا کہ بجلی کی کڑک اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور فرشتے اللہ کے خوف سے تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاعقہ بھیج کر جسے چاہتا ہے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کفار اللہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جھگڑتے ہیں، بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہیں اور کبر و عناد کی وجہ سے عذاب الٰہی مانگنے میں بڑی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی من مانی نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس بات سے قطعاً غافل ہوتے ہیں کہ اللہ کی تدبیر اور اس کی گرفت بہت ہی سخت ہوتی ہے۔ جب اس کی گرفت میں آ جائیں گے تو کوئی طاقت انھیں نجات نہیں دلا سکے گی۔

ارشاد فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الروم : ۴۸] ’’اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں، پھر وہ اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسے چاہتا ہے اور وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پس تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے، پھر جب وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برسا دیتا ہے تو اچانک وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔‘‘

قبیلہ بنو غفار میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ جب بادل کو پیدا کرتا ہے تو وہ بہت شائستہ انداز میں گفتگو کرتا ہے اور بہت احسن انداز میں ہنستا ہے۔‘‘ [مسند أحمد : ٥/ ٤٣٥، ح : ٢٣٧٤٨]

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ : سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب بادل کی گرج سنتے تو باتیں کرنا چھوڑ دیتے اور یہ دعا پڑھتے: « سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ » ’’پاک ہے وہ ذات کہ گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے (اس کی تسبیح پڑھتے ہیں)۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ’’یہ گرج اور کڑک درحقیقت اہل زمین کے لیے ایک شدید وعید ہے۔‘‘ [الموطأ للإمام مالك، كتاب الكلام، باب القول إذا سمعت الرعد : ٢٦]

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ١٣] ’’پھر اگر وہ منہ موڑ لیں تو کہہ دے میں نے تمھیں ایک ایسی کڑک سے خبردار کر دیا جو عاد اور ثمود کی کڑک جیسی ہوگی۔‘‘

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

’’برحق پکارنا صرف اسی کے لیے ہے اور جن کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی دعا کچھ بھی قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جو اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلانے والا ہے، تاکہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے، حالانکہ وہ اس تک ہرگز پہنچنے والا نہیں اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر سراسر بے سود۔‘‘

دعا وعبادت کی تمام قسمیں، خشوع وخضوع، جھکنا اور سر جھکانا اللہ کے لیے خاص ہے۔ اس لیے کہ مضطر و پریشان حال کی پکار کو وہی سنتا ہے، وہی ان کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے، اس لیے صرف اسی کی عبادت ہونی چاہیے اور اسی کے سامنے گریہ وزاری کرنی چاہیے۔ مگر جو لوگ بتوں کی پرستش کرتے ہیں ان کی مثال اس آدمی کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف بڑھائے، تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے، لیکن پانی اس کی پیاس کو محسوس نہیں کرتا اور نہ یہ دیکھ پاتا ہے کہ کوئی اپنے ہاتھ اس کے سامنے پھیلائے ہوئے ہے، اس لیے نہ وہ اس کی فریاد سن پاتا ہے اور نہ اس کے منہ تک پہنچتا ہے۔ بتوں کا حال بھی ایسا ہی ہے، وہ اپنی عبادت کرنے والوں کی ادنیٰ مانگ بھی پوری نہیں کر پاتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافروں کی عبادت اور بتوں سے ان کی فریاد طلبی ان کے کسی کام نہیں آئے گی، بلکہ وبال دین وایمان بن جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴾ [الأعراف : ١٩٤] ”بے شک جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہیں، پس انھیں پکارو تو لازم ہے کہ وہ تمھاری دعا قبول کریں، اگر تم سچے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ ﴾ [سبا : ٢٢] ”کہہ دے! پکارو ان کو جنھیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ‏ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ‌ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَـكُمۡ ﴾ [فاطر : ١٣، ١٤] ”یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کریں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴾ [الأحقاف : ٥] ”اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔“

وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾

”اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے، خوشی اور ناخوشی سے اور ان کے سائے بھی پہلے اور پچھلے پہر۔“

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کے ارادہ ومشیت اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔ کوئی بھی اس کے حکم سے ایک ذرہ برابر سرتابی نہیں کر سکتا۔ جو کفار اللہ کو سجدہ نہیں کرتے، وہ بھی اس کے ارادہ ومشیت کے مطابق کبھی صحت مند ہوتے ہیں تو کبھی بیمار، ان میں کوئی مال دار ہوتا ہے تو کوئی فقیر، انھیں بھی ایک محدود وقت تک زندہ رہنے کے بعد موت لاحق ہوتی ہے۔ اہل ایمان اللہ کے سامنے برضا ورغبت جھکتے ہیں اور کافر اللہ تعالیٰ کے اوامر کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔

ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسۡجُدُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ‌ؕ وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ‌ؕ وَمَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ﴾ [الحج : ١٨] ”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ، اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے لوگ۔ اور بہت سے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کر دے پھر اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ [النحل : ٤٨ تا ٥٠] ''اور کیا انھوں نے اس کو نہیں دیکھا جسے اللہ نے پیدا کیا ہے، جو بھی چیز ہو کہ اس کے سائے دائیں طرف سے اور بائیں طرفوں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں، اس حال میں کہ وہ عاجز ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی بھی چلنے والا (جانور) ہو اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے، جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔''

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

''کہہ! آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دے! اللہ۔ کہہ! پھر کیا تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لیے نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟ کہہ دے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے ہیں جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے، تو پیدائش ان پر گڈمڈ ہو گئی ہے؟ کہہ دے! اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔''

کفار مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی ثابت شدہ حقیقت اور ان کے اعتراف کو یہاں بیان کرنے کے بعد ان سے کہا گیا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے تو پھر اس کے علاوہ دوسروں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا کیوں مانتے ہو؟ جو خود اپنی جان کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان کا ازالہ کر سکتے ہیں وہ تمھارے حاجت روا اور مشکل کشا کیسے بن جائیں گے؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے موحد مسلمان اور کافر کے درمیان فرق واضح کیا کہ کافر اپنے دین کے معاملہ میں اندھے کی مانند ہے اور موحد مسلمان آنکھ والے کی مانند۔ کافر اپنے کفر کی تاریکی میں بھٹکتا رہتا ہے اور موحد ایمان و توحید کی مشعل لیے منزل کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ کفر کی تاریکی اور ایمان کا نور دونوں برابر نہیں ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے۔ کفار و مشرکین کی کم عقلی اور نادانی کو مزید اجاگر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن باطل معبودوں کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں کیا انھوں نے اللہ کی طرح آسمان، زمین، شمس و قمر، پہاڑ، سمندر اور جن و انس کو پیدا کیا ہے، جنھیں دیکھ کر مشرکوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ وہ شرکاء بھی معبود ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ انھوں نے اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے ان چیزوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ حق بات بیان کر دیں اور کہہ دیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے، اس لیے عبادت کی مستحق بھی صرف اسی کی ذات ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ۸۶، ۸۷] ”کہہ ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے لیے ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟“

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [يونس : ۱۰۶، ۱۰۷] ”اور اللہ کو چھوڑ کر اس چیز کو مت پکار جو نہ تجھے نفع دے اور نہ تجھے نقصان پہنچائے، پھر اگر تو نے ایسا کیا تو یقیناً تو اس وقت ظالموں سے ہوگا۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۳] ”اور انھوں نے اس کے سوا کئی اور معبود بنا لیے، جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور اپنے لیے نہ کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ نفع کے اور نہ کسی موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ اٹھائے جانے کے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۱۸۸] ”کہہ دے! میں اپنی جان کے لیے نہ کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ کسی نقصان کا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں نہیں ہوں مگر ایک ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔“

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ الْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾

''اس نے آسمان سے کچھ پانی اتارا تو کئی نالے اپنی اپنی وسعت کے مطابق بہ نکلے، پھر اس ریلے نے ابھرا ہوا جھاگ اٹھا لیا۔ اور جن چیزوں کو کوئی زیور یا سامان بنانے کی غرض سے آگ پر تپاتے ہیں ان سے بھی اسی طرح کا جھاگ (ابھرتا) ہے۔ اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے، پھر جو جھاگ ہے سو بے کار چلا جاتا ہے اور رہی وہ چیز جو لوگوں کو نفع دیتی ہے، سو زمین میں رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان ایک نئی مثال کے ذریعے فرق بیان کیا ہے۔ حق اور اہل حق کی مثال اس بارش کی ہے جسے اللہ آسمان سے برساتا ہے اور جس سے وادیاں بھر جاتی ہیں، لوگ اس سے خوب مستفید ہوتے ہیں، خود پیتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں اور اپنی زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ پانی زمین کے اوپر ٹھہرا رہتا ہے اور کچھ اندر پہنچ کر چشموں اور کنوؤں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ حق اور اہل حق کی مثال اس معدن (دھات) کی بھی ہے جس سے لوگ زیورات، برتن اور مختلف قسم کے آلات بناتے ہیں۔ یہ معدنیات بھی ایک مدتِ مدید تک باقی رہتے ہیں اور لوگ ان سے مستفید ہوتے ہیں اور باطل کی مثال جھاگ اور زنگ کی ہے جو کسی کام کا نہیں ہوتا اور تھوڑی دیر کے لیے اوپر اٹھنے کے بعد جلد ہی اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے۔ ان دونوں مثالوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حق کو ثبات و دوام حاصل ہوتا ہے اور باطل زوال پذیر ہوتا ہے، جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

پانی اور آگ کی مثالیں کتاب و سنت میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے آغاز میں منافقوں کے لیے آگ اور پانی کی دو مثالیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۱۷] ''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک آگ خوب بھڑکائی، تو جب اس نے اس کے ارد گرد کی چیزوں کو روشن کر دیا تو اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انھیں کئی طرح کے اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ نہیں دیکھتے۔'' پھر پانی کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ﴾ [البقرۃ : ۱۹] ''یا جیسے آسمان سے اترنے والی بارش، جس میں کئی اندھیرے ہیں اور گرج اور چمک ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں کافروں کے لیے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ ﴾ [النور : ۳۹] ''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سراب سخت گرمی میں ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) ان (یہودیوں) سے پوچھا جائے گا کہ اب تم کیا مانگتے ہو؟ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے، تو ان سے کہا جائے گا پھر جاتے کیوں نہیں کہ پیو، پھر انھیں جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا تو وہ ان کو ایسی نظر آئے گی جیسے دنیا میں صحرا (ریت کے میدان)۔'' [مسلم، كتاب الإيمان، باب معرفة الرؤية : ١٨٣]

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں دوسری مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ ﴾ [النور : ٤٠] ''یا ان اندھیروں کی (مثال کی) طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس ہدایت وعلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جو زمین پر برسی۔ اب زمین کے ایک حصے نے تو پانی قبول کر لیا اور اس پر گھاس اور چارا بکثرت اگ آیا اور زمین کا کچھ حصہ جاذب تھا، سو اس نے پانی روک لیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی لوگوں کو نفع پہنچایا اور یوں پانی ان کے پینے پلانے کے اور کھیتی باڑی کے کام آیا اور زمین کا جو ٹکڑا سنگلاخ اور سخت تھا نہ اس میں پانی ٹھہرا اور نہ وہاں کچھ پیداوار ہو سکی۔ تو یہ اس کی مثال ہے جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور میری بعثت سے اللہ نے اس کو فائدہ پہنچایا، اس نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی بھی مثال کہ جس نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور نہ اللہ کی وہ ہدایت قبول کی جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔'' [بخاري، كتاب العلم، باب فضل من علم و علّم : ٧٩۔ مسلم، كتاب الفضائل، باب بيان مثل ما بعث النبي صلی اللہ علیہ وسلم من الهدى والعلم : ٢٢٨٢]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اور تمھاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اپنے آس پاس کی چیزوں کو روشن کر دیا تو پتنگے اور پروانے وغیرہ اس میں گر گر کر جان دینے لگے، اب وہ انھیں ہر چند روکتا ہے لیکن وہ پھر بھی برابر گر رہے ہیں۔ بالکل یہی مثال میری اور تمھاری ہے کہ میں تمھاری کمر پکڑ کر تمھیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو، لیکن تم میری نہیں سنتے، نہیں مانتے، بلکہ مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔'' [مسلم، كتاب الفضائل، باب شفقته صلی اللہ علیہ وسلم على أمته ...... الخ : ٢٢٨٥، ١٨/ ٢٢٨٤۔ بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى : ﴿ ووهبنا لداؤد سليمان نعم العبد ...... الخ ﴾ : ٣٤٢٦]

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ۬ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ (النصف، ع ٢/١١)

''جن لوگوں نے اپنے رب کی بات قبول کر لی انھی کے لیے بھلائی ہے اور جنھوں نے اس کی بات قبول نہ کی اگر واقعی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور ہو تو وہ ضرور اسے فدیہ میں دے دیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔“

اہل حق اور اہل باطل کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ جن اہل حق نے اللہ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اسے ایک جانا، انبیائے کرام کی تصدیق کی اور اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل کیا، ان کی منزل جنت ہوگی اور جن لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قیامت کے دن وہ کسی طرح بھی جاں بر نہ ہوسکیں گے اور جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى : یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اس کے احکام کو تسلیم کیا، ماضی اور مستقبل کی خبروں کی تصدیق کی تو ان کے لیے اچھی جزا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ذوالقرنین نے کہا تھا: ﴿ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى وَ سَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴾ [الکھف : ۸۷، ۸۸] ”اس نے کہا جو شخص تو ظلم کرے گا سو ہم اسے جلدی سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اسے عذاب دے گا، بہت برا عذاب۔ اور رہا وہ جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا تو اس کے لیے بدلے میں بھلائی ہے اور عنقریب ہم اسے اپنے کام میں سے سراسر آسانی کا حکم دیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ﴾ [یونس : ۲۶] ”جن لوگوں نے نیکی کی انھی کے لیے نہایت اچھا بدلہ اور کچھ زیادہ ہے۔“

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ : یعنی آخرت میں وہ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے زمین بھر سونا دے دیں اور اس قدر اور بھی دے دیں تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴾ [آل عمران : ۹۱] ”بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے، سو ان کے کسی ایک سے زمین بھرنے کے برابر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، خواہ وہ اسے فدیے میں دے۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۴۸] ”اور اس دن سے بچو جب نہ کوئی جان کسی جان کے کچھ کام آئے گی اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا جس کو جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ہوگا کہ اگر تیرے پاس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ہوتا تو کیا تو اسے فدیہ میں دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا (اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑوا لیتا؟) وہ بولے گا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تو اس سے بہت آسان بات چاہی تھی (جس میں کچھ خرچ نہ تھا) جب تو ابھی آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ تو شرک نہ کرنا، تو میں تجھے جہنم میں داخل نہیں کروں گا، تو نہ مانا اور شرک کیا۔" [مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب طلب الكافر الفداء بملء الأرض ذهبا : ۲۸۰۵]

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَى ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۱۹﴾

"پھر کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ بے شک جو کچھ تیرے رب کی جانب سے تیری طرف اتارا گیا وہی حق ہے، اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ نصیحت تو عقلوں والے ہی قبول کرتے ہیں۔"

کافر اور مومن کی ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ جو آدمی یقین رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر نازل کردہ کتاب ہے، وہ اس کی مانند نہیں ہو سکتا جو اس ایمان سے محروم ہے، بلکہ وہ اندھا ہے، جو خیر و شر میں تمیز نہیں کر پاتا۔ دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسا پانی اور جھاگ، عمدہ اور زنگ آلود معدنیات کے درمیان ہے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾ [الزمر : ۹] "کہہ دے! کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے؟ نصیحت تو بس عقلوں والے ہی قبول کرتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴾ [الأنعام : ۵۰] "کہہ دے! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہہ! کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے۔" اور فرمایا: ﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ ۙ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَا تَتَذَكَّرُونَ ﴾ [المؤمن : ۵۸] "اور نہ اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتا ہے اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور نہ وہ جو برائی کرنے والا ہے، بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔"

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿۲۰﴾

"جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو نہیں توڑتے۔"

اگلی آیات میں ایمان والوں کی صفات اور ان کا انجام بیان کیا جا رہا ہے، یعنی وہ منافقوں کی طرح نہیں ہیں کہ عہد و پیمان کر کے توڑ دیں، جب لڑائی جھگڑا کریں تو گالیاں دیں، بات کریں تو جھوٹ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کریں۔ جس قسم کا عہد بھی اللہ تعالیٰ سے کیا جائے اسے پورا کرنا ضروری ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِذَا عٰهَدْتُّمْ ﴾ [النحل : ٩١] ''اور اللہ کا عہد پورا کرو جب آپس میں عہد کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [النحل : ٩٥] ''اور اللہ کے عہد کے بدلے کم قیمت نہ لو، بے شک وہ چیز جو اللہ کے پاس ہے وہی تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴾ [الأحزاب : ١٥] ''حالانکہ بلاشبہ یقیناً اس سے پہلے انھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد ہمیشہ پوچھا جانے والا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔'' [بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق : ٣٣۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ٥٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، خواہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلم ہے۔'' [مسلم، كتاب الإيمان ، باب خصال المنافق : ١٠٩/٥٩]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ کہ) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب عہد کرے تو اسے توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔'' [بخاري، كتاب الإيمان ، باب علامات المنافق : ٣٤۔ مسلم ، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ٥٨]

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ ﴿٢١﴾

''اور وہ جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔''

یعنی اللہ اور بندوں کے ان تمام حقوق کی حفاظت کرتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ خشیت الٰہی ان پر غالب رہتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا لاتے ہیں اور محرمات اور نواہی سے بچتے ہیں۔ نیز قیامت کے دن کے حساب سے ڈرتے ہیں، اس لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ : یعنی رشتے داروں سے صلہ رحمی کرتے اور ان سے اور فقیروں اور محتاجوں سے نیکی و احسان کا معاملہ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء : ١] ''اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرۡحَامَكُمۡ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰۤى اَبۡصَارَهُمۡ ﴾ [محمد : ۲۲، ۲۳] ''پھر یقیناً تم قریب ہو اگر تم حاکم بن جاؤ کہ زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتوں کو بالکل ہی قطع کر دو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ پس انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(لفظ) رحم (بمعنی رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) شاخ ہے، لہٰذا اللہ نے (رحم سے) فرمایا، جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب من وصل وصله الله : ۵۹۸۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے لیے اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ اپنی رشتہ داری کو ملائے۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم : ۵۹۸۵۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها : ۲۵۵۷]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رشتہ داری کو ملانا گھر والوں میں محبت، مال میں ثروت اور نشان قدم میں تاخیر (یعنی عمر میں برکت) کا باعث ہے۔'' [الأدب المفرد للبخاری : ۱/۱۴۱، ح : ۵۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا شخص وہ نہیں جو برابر کا معاملہ کرتا ہے، بلکہ (اصل) صلہ رحمی کرنے والا شخص وہ ہے کہ جب اس کی رشتہ داری قطع کی جائے تو وہ اسے ملائے۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب ليس الواصل بالمكافىء : ۵۹۹۱]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشتہ داری توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب إثم القاطع : ۵۹۸۴۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم : ۲۵۵۶]

وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡٓءَ الۡحِسَابِ: یعنی اعمال کے کرنے یا نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کو پیش نظر رکھتے اور آخرت میں برے حساب سے ڈرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴾ [البينة : ۸] ''ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈر گیا۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ كَبِيۡرٌ ﴾ [الملك : ۱۲] ''یقیناً جو لوگ اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور بڑا اجر ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، اس نے (مرتے وقت) اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جب وہ مر جائے تو اسے (یعنی مجھے) (جلا کر راکھ کر) دینا، پھر آدھی راکھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگل وغیرہ میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا، کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ ویسا عذاب اس نے دو جہاں میں کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ پھر جب وہ شخص مر گیا تو اس کے اہل و عیال نے وہی کیا جو اس نے انھیں حکم دیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے جنگل کو حکم دیا تو اس نے سب راکھ اکٹھی کر دی، پھر سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی ساری راکھ اکٹھی کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے فرمایا، تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ صرف تیرے ڈر کی وجہ سے کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔'' [مسلم، کتاب التوبة، باب في سعة رحمة اللہ تعالٰی : ۲۷۵٦]

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۲

''اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کو نیکی کے ساتھ ہٹاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے اس گھر کا اچھا انجام ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے میں جو تکلیف پہنچتی ہے، اس پر صبر کرتے ہیں۔ پانچوں وقت کی نماز بروقت، خشوع و خضوع کے ساتھ اور سنت کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی میں سے اس کی راہ میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں، برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں، گناہ کے بعد نیکی کرتے ہیں، کوئی ظلم کرتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں، اور جو قطع تعلق کرتا ہے اس سے تعلق قائم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت میں ایسے ہی لوگوں کا انجام اچھا ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ : یعنی اللہ کے احکام پر جمے رہتے ہیں، میدان جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مصائب، تکالیف اور لوگوں کی بد اخلاقی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ ناشکری کرتے ہیں نہ جزع فزع اور نہ بد کلامی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ﴾ [الفرقان : ۷۵] ''ان لوگوں کو جزا میں بالا خانہ دیا جائے گا، اس لیے کہ انھوں نے صبر کیا اور اس میں ان کا استقبال زندگی کی دعا اور سلام کے ساتھ کیا جائے گا۔'' اور فرمایا: ﴿ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [النحل : ۹٦] ''جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور یقیناً ہم ان لوگوں کو جنھوں نے صبر کیا، ضرور ان کا اجر بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [النحل : ۱۱۰] ''پھر بے شک تیرا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے وطن چھوڑا، اس کے بعد کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنے میں ڈالے گئے، پھر انھوں نے جہاد کیا اور صبر کیا، یقیناً تیرا رب اس کے بعد ضرور بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [الشوری : ۴۳] ''اور بلاشبہ جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بے شک یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں سے ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔'' اس نے کہا، آپ مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دیں، آپ پر مجھ جیسی مصیبت نہیں آئی، اس لیے آپ (میرے دکھ سے) ناواقف ہیں۔ پھر اسے بتایا گیا کہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچی، اسے وہاں کوئی پہرے دار نہ ملا اور (وہ سیدھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور) کہنے لگی، میں آپ کو نہیں پہچان سکی تھی (اس لیے مجھے معاف کر دیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبر تو ابتدائے صدمہ ہی میں ہوتا ہے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور : ۱۲۸۳۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبۃ عند الصدمۃ الأولی : ۹۲۶]

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ : یعنی برائی کے بدلے میں بھلائی کرتے ہیں، اگر کوئی انھیں تکلیف پہنچائے تو اسے برداشت کرتے ہوئے صبر جمیل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور انھیں معاف کر دیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ۹۶] ''اس طریقے سے برائی کو ہٹا جو سب سے اچھا ہو، ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴾ [حٰمٓ السجدۃ : ۳۴، ۳۵] ''اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی۔ (برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہوگا جیسے وہ دلی دوست ہے۔ اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کریں اور یہ نہیں دی جاتی مگر اسی کو جو بہت بڑے نصیب والا ہے۔''

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝۲۳ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۴

''ہمیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے جو نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔ سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔''

یعنی جو لوگ گزشتہ آیات میں مذکور خوبیاں رکھتے ہیں، جنت ان کی منزل ہوگی اور ان کے ساتھ ان کے آبا و اجداد، بیویوں اور اولاد میں سے وہ سب بھی جنت میں داخل ہوں گے جو دنیا میں صلاح و تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے، یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے جو لوگ بھی مومن ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان مومنین و صالحین کا اکرام کرتے ہوئے انھیں بھی جنت میں داخل کر دے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴾ [الطور : ٢١] ”اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد کسی بھی درجے کے ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان سے ان کے عمل میں کچھ کمی نہ کریں گے۔“

آگے فرمایا کہ جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور انھیں سلام کریں گے اور اس پر مبارک باد پیش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دارالسلام میں صدیقین اور انبیاء و مرسلین کے جوار میں جگہ عطا فرمائی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ سب سے پہلے جنت میں کون لوگ جائیں گے؟“ لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ”اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے جنتی مساکین و مہاجرین ہیں، جو دنیا کی لذتوں سے دور تھے اور جو تکلیفوں میں مبتلا تھے، جن کی امنگیں دلوں ہی میں رہ گئیں اور قضا آ گئی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے جنھیں چاہیں گے حکم دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور انھیں مبارک باد دو۔ فرشتے کہیں گے، اللہ! ہم تیرے آسمانوں کے رہنے والے اور تیری بہترین مخلوق، کیا تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم انھیں جا کر سلام کریں اور انھیں مبارک باد پیش کریں؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا، یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے صرف میری عبادت کی، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، دنیاوی راحتوں سے محروم رہے، مصیبتوں میں مبتلا رہے اور انھیں جب موت آئی تو ان کی امنگیں ان کے دلوں ہی میں رہ گئیں، کوئی پوری نہ ہو سکی۔ اب تو فرشتے جلدی جلدی (بصد شوق) ان کی طرف دوڑیں گے، ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: ﴿ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴾ [الرعد : ٢٤] ”سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔“ [مسند أحمد : ١٦٨/٢، ح : ٦٥٧٨۔ ابن حبان : ٧٤٢١]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”بے شک پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا وہ فقراء مہاجرین کا ہو گا، وہ جو فقر و فاقہ کے باوجود نافرمانیوں سے بچتے رہے۔ جب ان کو حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کیا کرتے تھے، اگر ان میں سے کسی کو امیر کے ساتھ کوئی حاجت و ضرورت ہوتی تو اس کی حاجت پوری نہ ہوتی، حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی اور وہ حاجت و خواہش اس کے سینے ہی میں دفن ہو جاتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائے گا، تو وہ اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ چلی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور وہ میرے راستے میں قتل کر دیے گئے۔ میرے راستے میں ان کو تکالیف پہنچیں اور انھوں نے میرے راستے میں جہاد کیا۔ جاؤ! تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ بغیر حساب اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (یہ صورت حال دیکھ کر) فرشتے (دربار الٰہی میں) حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تو یہ کون لوگ ہیں جن کو تو نے ہم پر ترجیح دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جو میرے راستے میں لڑتے رہے اور میرے راستے میں تکلیفیں برداشت کرتے رہے، اس پر فرشتے جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے: ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد : ٢٤] ”سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔“ [مستدرك حاكم : ٧١/٢، ٧٢، ح : ٢٣٩٣۔ مسند أحمد : ١٦٨/٢، ح : ٦٥٧٩]

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

”اور وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو کاٹ دیتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور انھی کے لیے اس گھر کی خرابی ہے۔“

اب غیر اہل ایمان کی صفات اور ان کا انجام بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ سے کیے گئے عہد و پیمان کا خیال نہیں رکھتے اور جن اوامر و نواہی کا انھیں حکم دیا گیا ہے ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور جن تعلقات، رشتوں اور قرابتوں کو جوڑے رکھنے کی انھیں نصیحت کی گئی ہے ان کا پاس نہیں رکھتے اور کفر و معاصی کے ارتکاب کے ذریعے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کی لعنت کے مستحق بن جاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔“ [بخاری، کتاب الإيمان، باب علامات المنافق : ٣٣۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ٥٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں، خواہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلم ہے۔“ [مسلم، کتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ١٠٩/٥٩]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ کہ) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ کہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب عہد کرے تو اسے توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق : ۳۴۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق : ۵۸]

وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ : سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب إثم القاطع : ۵۹۸۴۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها : ۲۵۵۶]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان سے حلم و بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت والا معاملہ کرتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو گویا کہ تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک اس عمل پر قائم رہو گے، ہمیشہ ان کے مقابلے میں اللہ کی طرف سے ایک مددگار تمھارے ساتھ رہے گا۔'' [مسلم، کتاب البر و الصلة، باب صلة الرحم...... الخ : ۲۵۵۸]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو، ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کو، نیز لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کو حرام کیا ہے اور فضول بحث و گفتگو کو، کثرت سوال کو اور مال کے ضائع کرنے کو تمھارے لیے ناپسند کیا ہے۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر : ۵۹۷۵۔ مسلم، کتاب الأقضية، باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة : ۵۹۳، قبل الحديث : ۱۷۱۶]

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

''اللہ رزق فراخ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں تھوڑے سے سامان کے سوا کچھ نہیں۔''

اللہ تعالیٰ کافر کی روزی میں وسعت دیتا ہے، گویا اس کی رسی ڈھیلی کر دی جاتی ہے، تاکہ کفر و معاصی میں اور آگے بڑھتا چلا جائے اور بندۂ مومن کی روزی میں تنگی پیدا کر دیتا ہے، مقصود اس سے اس کی آزمائش ہوتی ہے اور اس لیے بھی تاکہ اس کے گناہ دنیا ہی میں مٹ جائیں۔ روزی میں وسعت اللہ کی جانب سے کافر کے اعزاز و اکرام کی دلیل نہیں ہوتی اور نہ تنگیٔ رزق مومن کی تذلیل و اہانت ہے۔ اس کے بعد مشرکین مکہ کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی پر نازاں و فرحاں ہیں، حالانکہ آخرت کی کامیابی اور حصول جنت کے مقابلہ میں دنیا کی لذتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا : سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت والی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی یہ (شہادت والی) انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آتا ہے؟ (تو جتنا یہ سمندر کے مقابلے میں ہے اتنی ہی دنیا آخرت کے مقابلے میں ہے)۔'' [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة : ۷۱۹۷]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو گئے تو ان کے پہلو میں اس کا نشان پڑ گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم آپ کے لیے نرم بستر بنا دینا چاہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا مطلب، دنیا میں میری مثال اس مسافر کی ہے جو ایک پل کسی درخت کے سائے میں ٹھہرتا ہے، پھر چل دیتا ہے۔'' [ترمذی، كتاب الزهد، باب حديث ما الدنيا إلا كراكب استظل : ۲۳۷۷]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں سے گزرے، لوگ آپ کے ساتھ تھے، آپ کسی گاؤں سے مدینہ میں آئے تھے، آپ نے چھوٹے کان والا یا کٹے ہوئے کانوں والا بھیڑ کا مردہ بچہ دیکھا، آپ نے اس کا کان پکڑا، پھر فرمایا: ''تم میں سے کون اسے ایک درہم میں خریدنا پسند کرتا ہے؟'' لوگوں نے کہا کہ ہم اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں خریدنا پسند نہیں کرتے اور ہم اسے کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمھیں (مفت میں) مل جائے؟'' لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا، تب بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان بہت چھوٹے (یا کٹے ہوئے) ہیں، پھر یہ تو مردہ ہے، اس کو کون لے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے، جیسے یہ تمھارے نزدیک ہے۔'' [مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن و جنة للكافر : ۲۹۵۷]

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۞ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴾ [الأعلٰى : ۱۶، ۱۷] ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴾ [النساء : ۷۷] ''کہہ دے دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لیے بہتر ہے جو متقی بنے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۞ ۲۷

''اور جن لوگوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی۔ کہہ دے بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اپنی طرف اسے راستہ دیتا ہے جو رجوع کرے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفارِ مکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اگر محمد (ﷺ) اللہ کے نبی ہیں تو موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) کی طرح اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی کوئی نشانی کیوں نہیں بھیج دیتا؟ اور ان کا مقصد محض کبر و عناد ہوتا تھا، ان کی نیت یہ نہیں ہوتی تھی کہ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں۔ یہاں بھی انھوں نے وہی سوال دہرایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، چاہے وہ ہزار نشانیاں دیکھ لے اور جو گناہوں سے تائب ہو کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے، چاہے وہ کوئی بھی نشانی نہ دیکھے۔ اس کی مشیت میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس لیے تمھیں رسول اللہ ﷺ سے نشانیوں کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ کے دین کو قبول کر لینا چاہیے اور اس سے اپنا تعلق استوار کرنا چاہیے، تاکہ وہ تمھیں مزید توفیق کی نعمت سے نوازے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴾ [يونس : ۹۶، ۹۷] ”بے شک وہ لوگ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ خواہ ان کے پاس ہر نشانی آ جائے، یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۱۱۱] ”اور اگر واقعی ہم ان کی طرف فرشتے اتار دیتے اور ان سے مردے گفتگو کرتے اور ہم ہر چیز ان کے پاس سامنے لا جمع کرتے تو بھی وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے، مگر یہ کہ اللہ چاہے اور لیکن ان کے اکثر جہالت برتتے ہیں۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ صفا پہاڑ کو ہمارے لیے سونے کا بنا دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم ایسا کرو گے؟“ انھوں نے کہا، ہاں! (ہم ایمان لے آئیں گے) رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی تو سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: ”بے شک آپ کا رب جو عزت و جلالت والا ہے، اس کی طرف سے آپ پر سلامتی ہو، وہ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں قریش مکہ کے لیے صفا کو سونے کا بنا دیتا ہوں، لیکن اس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا (ایمان نہ لایا) تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب میں نے دو جہاں میں کسی کو بھی نہ دیا ہوگا اور اگر آپ (دوسری صورت) چاہتے ہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیتا ہوں۔“ [مسند أحمد : ۱/ ۲۴۲، ح : ۲۱۷۰۔ مستدرك حاكم : ۲/ ۳۱۴، ح : ۳۲۲۵۔ ۱/ ۵۳، ح : ۱۷۴۔ اتحاف المهرة : ۷/ ۴۳۵، ح : ۸۶۷۹]

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸ ﴾

”وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں۔ سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی صفت بیان کی جا رہی ہے، جو نعمت ہدایت سے سرفراز ہوتے ہیں کہ وہ اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ کی یاد سے ان کے دلوں کو سکون ملتا ہے، وہ اس کے سوا کسی کو اپنا یار و مددگار نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سکونِ قلب حاصل کرنے کا ایک نسخہ کیمیا بتایا کہ زبان و قلب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے انسان کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اس لیے اس کے دل کو صرف اس کی یاد سے سکون مل سکتا ہے۔ تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل ذکر الٰہی کے مسنون و معروف طریقے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴾ [ق : ۳۱ تا ۳۳] ”اور جنت پرہیز گاروں کے لیے قریب کر دی جائے گی، جو کچھ دور نہ ہوگی ۔ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہر اس شخص کے لیے جو بہت رجوع والا، خوب حفاظت کرنے والا ہو۔ جو رحمان سے بغیر دیکھے ڈر گیا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴾ [ق : ۳۷] ”بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے یقیناً نصیحت ہے جس کا کوئی دل ہو، یا کان لگائے، اس حال میں کہ وہ (دل سے) حاضر ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الزمر : ٤٥] ”اور جب اس اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ پڑ جاتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب ان کا ذکر ہوتا ہے جو اس کے سوا ہیں تو اچانک وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتے ہیں، میں اس گمان کے مطابق اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دونوں ہاتھ پھیلانے کے برابر اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔“ [بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ و یحذرکم اللہ نفسه ﴾ …… الخ : ۷٤۰۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھتی ہے جس میں وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔“ [مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع …… الخ : ۲۷۰۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے خوشحالی اور اچھا ٹھکانا ہے۔''

اہل ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کا انجام بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انھیں جنت دے گا اور وہاں وہ ایسی اچھی حالت میں ہوں گے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں ایک درخت عطا کرے گا جس کا نام ''طوبیٰ'' ہے اور وہ ایسی نعمت ہوگی جس کی خوبیاں الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴾ [طٰہٰ : ۷۵، ۷٦] ''اور جو اس کے پاس مومن بن کر آئے گا کہ اس نے اچھے اعمال کیے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب سے بلند درجے ہیں۔ ہمیشگی کے باغات، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے اور یہ اس کی جزا ہے جو پاک ہوا۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا لیکن وہ ختم نہیں ہوگا۔'' [بخاري، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار : ٦٥٥٢۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب إن في الجنة شجرة، يسير الراكب ...... الخ : ٢٨٢٧]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر عمدہ گھوڑے یا تیز رفتاری کے لیے تیار گھوڑے کا سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔'' [بخاري، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار : ٦٥٥٣۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب إن في الجنة شجرة ...... الخ : ٢٨٢٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے سے (جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا) فرمائے گا، اپنی آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی آرزوئیں بیان کرے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا، وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ سب میں نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور بھی دس مرتبہ عطا فرمایا۔'' [بخاري، کتاب التوحيد، باب قول الله تعالٰى : ﴿ وجوه يومئذ ناضرة ...... الخ ﴾ : ٧٤٣٧۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية : ١٨٢]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے انسان اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں، پھر وہ مجھ سے دعائیں کریں اور مانگیں اور میں ہر ایک کے تمام مطالبات پورے کر دوں، تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی کسی سوئی کو سمندر میں ڈبو (کر نکالنے) سے سمندر کے پانی میں آتی ہے۔'' [مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٧٧]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰

''اسی طرح ہم نے تجھے ایسی امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکیں، تاکہ تو انھیں وہ وحی پڑھ کر سنائے جو ہم نے تیری طرف بھیجی ہے، اس حال میں کہ وہ اس بے حد مہربان سے کفر کر رہے ہیں۔ کہہ دے وہی میرا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق و تائید کے طور پر کہا گیا ہے کہ جیسے ہم نے پہلے بہت سے انبیاء مبعوث کیے، اسی طرح اب آپ کو مبعوث کیا ہے، تاکہ آپ کفار قریش اور دیگر لوگوں کو وہ قرآن پڑھ کر سنائیں جو آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا معجزہ اور بنی نوع انسان کے لیے اللہ کی رحمت ہے، لیکن کفار اس ذات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں جس کی ایک صفت ''الرحمٰن'' بھی ہے اور جس نے اپنی اس صفت رحمت کے تقاضے کے مطابق انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ : یعنی ان تک اللہ کے پیغام کو پہنچا دیں، اسی طرح ہم نے گزشتہ کافر قوموں کی طرف بھی نبی بھیجے تھے اور ان نبیوں کی بھی تکذیب کی گئی تھی، ان کی زندگی آپ کے لیے اسوہ ہے اور جس طرح ہم نے سابقہ امتوں کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لیا تھا، ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر بھی اسی طرح کا عذاب نازل نہ ہو، کیونکہ دوسرے انبیاء کی نسبت آپ کی زیادہ تکذیب کی جا رہی ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [النحل : ٦٣] ''اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے۔ سو وہی آج ان کا دوست ہے اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأنعام : ٣٤] ''اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔''

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ : یعنی اس امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو رحمان کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور اسے تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ رحمان و رحیم دونوں صفتوں سے موصوف اللہ ہی کی ذات ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بني إسرائيل : ۱۱۰] ”کہہ دے اللہ کو پکارو، یا رحمان کو پکارو، تم جس کو بھی پکارو گے سو یہ بہترین نام اسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اسے پست کر اور اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کر۔“

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سہیل بن عمرو آیا، اس نے کہا، آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک صلح نامہ لکھوا لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور اس سے فرمایا: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھو۔“ سہیل نے کہا، اللہ کی قسم! رحمٰن کو تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ آپ ”بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ“ لکھوایئے۔ [بخاري، كتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد : ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب صلح الحديبية : ۱۷۸۴]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام نہایت پیارے ہیں۔“ [مسلم، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم : ۲۱۳۲۔ أبو داوٗد، كتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء : ٤٩٤٩]

وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع ۴ / ۱۰

”اور واقعی اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے پہاڑ چلائے جاتے، یا اس کے ذریعے زمین قطع کی جاتی، یا اس کے ذریعے مُردوں سے کلام کیا جاتا۔ بلکہ کام سارے کا سارا اللہ کے اختیار میں ہے، تو کیا جو لوگ ایمان لائے ہیں مایوس نہیں ہو گئے کہ اگر اللہ چاہے تو یقیناً سب کے سب لوگوں کو ہدایت دے دے، اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ انھیں اس کی وجہ سے جو انھوں نے کیا، کوئی نہ کوئی سخت مصیبت پہنچتی رہے گی، یا ان کے گھر کے قریب اترتی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائے۔ بے شک اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جسے اس نے اپنے پیغمبر آقائے کائنات جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور سابقہ تمام آسمانی کتابوں پر فضیلت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل کی ہیں اگر ان میں سے کوئی ایسی ہوتی جس کی تلاوت کرنے کے بعد پہاڑ اپنی جگہ سے چل پڑتا، یا زمین کے ٹکڑے ہو جاتے، یا مردے بول پڑتے تو وہ قرآن کریم ہوتا۔ لیکن کافروں کا حال یہ ہے کہ اس آیتِ عظمیٰ اور معجزۂ کبریٰ کے ہوتے ہوئے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی نشانیوں جیسی نشانی کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن اگر یہ سب کچھ ہو بھی جائے تو بھی کفار اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئیں گے اور ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو قرآن کے ذریعے سے وہ کچھ ہوتا جس کا بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر آیا، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا۔ اس لیے کہ ایمان کا تعلق اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر وہ چاہتا تو کفارِ قریش بغیر نشانیاں دیکھے بھی ایمان لے آتے، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا۔ آخر میں عام کافروں کے لیے بالعموم اور کفارِ مکہ کے لیے بالخصوص بہت بڑی وعید ہے کہ ان کے کفر اور رسولوں کی تکذیب کے نتیجے میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت انھیں لاحق ہوتی رہے گی، قتل کیے جائیں گے، یا قید کر لیے جائیں گے، یا قحط سالی میں مبتلا ہوں گے، یا اور کوئی عذاب انھیں آ لے گا، یا ان کے قریب رہنے والوں پر کوئی عذاب نازل ہو گا کہ جسے دیکھ کر ان کے دل دہل جائیں گے اور ان کا سکون چھن جائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى : یعنی قرآن سے بڑھ کر کوئی حجت یا معجزہ نہیں ہے، جو عقلوں اور نفسوں کو اس سے بڑھ کر متاثر کرنے والا ہو کہ اسے اگر اللہ تعالیٰ پہاڑ پر نازل کر دیتا تو تم دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا، نیز سابقہ آسمانی کتابوں میں سے ہر ایک کو قرآن کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ سب سے مشتق ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”داؤد علیہ السلام پر قرآن (یعنی زبور) کی قراءت اس قدر آسان کر دی گئی تھی کہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی پورا قرآن (یعنی زبور) پڑھ لیتے تھے اور وہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کچھ نہیں کھاتے تھے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ و آتینا داؤد زبورًا ﴾ : ۳٤۱۷۔ مسند أحمد : ۲/ ۳۱٤، ح : ۸۱۸۰] اس حدیث میں قرآن سے مراد زبور ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیا گیا تھا اور اسی کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے تھے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (یعنی قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کے ذریعے عطا کیا ہے (اور یہ معجزہ سب معجزوں سے بڑا ہے)، لہٰذا میں پر امید ہوں کہ روزِ قیامت میرے امتی سب انبیاء کے امتیوں سے زیادہ ہوں گے۔“ [بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی و أول ما نزل ؟ : ٤۹۸۱۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... الخ : ۱۵۲]

اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر نبی کا معجزہ ان کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا، مگر یہ قرآن ایک ایسی حجت اور ایک ایسا معجزہ ہے جو ابدالآباد تک باقی رہے گا، جس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے، جو بار بار پڑھنے کے باوجود کبھی پرانا نہیں ہو گا، جس سے علماء کبھی سیر نہیں ہوں گے، جو ایک فیصلہ کن بات ہے، مذاق نہیں ہے، جو سرکشی کی وجہ سے اسے ترک کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کر دے گا اور جو اس کے سوا کسی اور جگہ سے ہدایت کا طلب گار ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دے گا۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا ...... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ : یعنی ان کے تکذیب کرنے کی وجہ سے انھیں ہمیشہ دنیا میں مصیبتوں کا سامنا رہے گا، یا مصیبتیں اور آفتیں ان کے گرد و پیش میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوتی رہیں گی، تاکہ یہ لوگ نصیحت وعبرت حاصل کریں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ [الأحقاف : ۲۷] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارے اردگرد کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے پھیر پھیر کر آیات بیان کیں، شاید وہ لوٹ آئیں۔'' اور فرمایا: ﴿ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ [الأنبياء : ٤٤] ''بلکہ ہم نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو سازوسامان دیا، یہاں تک کہ ان پر لمبی عمر گزر گئی، پھر کیا وہ دیکھتے نہیں کہ بے شک ہم زمین کو آتے ہیں، اسے اس کے کناروں سے گھٹاتے آتے ہیں، تو کیا وہی غالب آنے والے ہیں؟''

کفارِ مکہ پر جو آفتیں آتی رہیں ان میں سے ایک قحط ہے اور جو آفتیں ان کے گھروں کے قریب نازل ہوتی رہیں ان میں سے ایک غزوۂ بدر میں متعدد کفار کا قتل ہونا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا اور سرکشی کی تو آپ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) ''اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسی قحط سالی کے ذریعے سے ان کے خلاف میری مدد فرما۔'' الغرض وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور ہر چیز ختم ہوگئی، یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے ہڈیاں اور مردار تک کھا گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا، اسی کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل کی: ''سو انتظار کر جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔'' [الدخان : ۱۰، ۱۱] پھر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! قبیلہ مضر کے لیے بارش کی دعا کیجیے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا مضر کے حق میں دعا کروں؟ یقیناً تم جری ہو۔'' آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور بارش ہوئی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک ہم یہ عذاب تھوڑی دیر کے لیے دور کرنے والے ہیں، بے شک تم دوبارہ وہی کچھ کرنے والے ہو۔'' [الدخان : ۱۵] چنانچہ جب پھر ان میں خوش حالی ہوئی تو وہ شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان لانے کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے، بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔'' [الدخان : ۱٦] اور اس پکڑ سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿يغشى الناس هذا عذاب أليم﴾ : ٤٨٢١، ٤٨٢٢]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۳۲

''اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تو میں نے ان لوگوں کو مہلت دی جنھوں نے کفر کیا، پھر میں نے انھیں پکڑ لیا تو میرا عذاب کیسا تھا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے بھی میرے بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، تو میں نے ان کافروں کو کچھ دنوں کی مہلت دی، خوب چین و سکون کے ساتھ رہے، پھر اچانک میں نے انھیں پکڑ لیا اور میرا عذاب بہت ہی سخت ہوتا تھا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۳۸، ۳۹] ”اور عاد اور ثمود کو اور کنویں والوں کو اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی (ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک، ہم نے اس کے لیے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے تباہ کر دیا، بری طرح تباہ کرنا۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴾ [الحج : ٤٢ تا ٤٤] ”اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو بے شک ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود نے جھٹلایا۔ اور ابراہیم کی قوم نے اور لوط کی قوم نے۔ اور مدین والوں نے۔ اور موسیٰ کو جھٹلایا گیا تو میں نے ان کافروں کو مہلت دی، پھر میں نے انھیں پکڑ لیا تو میرا عذاب کیسا تھا؟“ اور فرمایا: ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ [آل عمران : ۱۷۸] ”اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ہرگز گمان نہ کریں کہ بے شک جو مہلت ہم انھیں دے رہے ہیں وہ ان کی جانوں کے لیے بہتر ہے، ہم تو انھیں صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔“

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے، پھر جب پکڑتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں۔“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ [هود : ۱۰۲] ”اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔“ [بخاری، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ...... الخ ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾ [الحجر : ۹۵] ”بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔“ اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابوزمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟“ جبریل ﷺ نے کہا: ”میں نے اسے سزا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دی۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے انتقام لے لیا۔'' پھر جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: ''آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔'' اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ''میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔'' ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پہ جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس بیماری سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، وہ پھوڑا اس کے سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ [السنن الکبریٰ للبیهقي : ۸/۹، ح : ۱۷۷۳۱۔ دلائل النبوة للبیهقي : ۲/۳۱۶ تا ۳۱۸]

اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

''تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کا نگران ہے جو اس نے کمایا (کوئی دوسرا اس کے برابر ہو سکتا ہے؟) اور انھوں نے اللہ کے کچھ شریک بنا لیے۔ کہہ دے ان کے نام لو، یا کیا تم اسے اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ زمین میں نہیں جانتا، یا ظاہری بات سے (کہہ رہے ہو؟) بلکہ ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا، ان کا مکر خوش نما بنا دیا گیا اور وہ سیدھے راستے سے روک دیے گئے اور جسے اللہ گمراہ کر دے پھر اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔''

اس استفہام سے مقصود کفار کی زجر و توبیخ ہے کہ کیا وہ معبود برحق جو ہر ایک کی نگرانی کر رہا ہے، جس سے ان کا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل مخفی نہیں، ان بتوں کی مانند ہے جن کی وہ عبادت کرتے ہیں؟ جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں اور نہ کسی نفع ونقصان کی قدرت رکھتے ہیں۔ گزشتہ مضمون ہی کی مزید تاکید کے طور پر کہا جا رہا ہے کہ ذرا تم اپنے ان معبودوں کی صفات تو بیان کرو اور غور کرو تو سہی کہ کیا وہ تمھاری عبادت کے مستحق ہیں؟ کیا وہ اس کے اہل ہیں کہ انھیں اللہ کا شریک بنایا جائے؟ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ جھوٹے معبود کا دعویٰ کر کے کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کا اسے علم نہیں ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ تمھارا یہ قول حقیقت کے عین خلاف ہے۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ: یعنی اللہ تعالیٰ جو حفیظ وعلیم ہے اور ہر جان دار پر نگہبان ہے، وہ جانتا ہے کہ عمل کرنے والے کیا اچھے یا برے عمل کر رہے ہیں اور اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ﴾ [یونس : ٦١] ”اور تو نہ کسی حال میں ہوتا ہے اور نہ اس کی طرف سے (آنے والے) قرآن میں سے کچھ پڑھتا ہے اور نہ تم کوئی عمل کرتے ہو۔ مگر ہم تم پر شاہد ہوتے ہیں، جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام : ٥٩] ”اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [هود : ٦] ”اور زمین میں کوئی چلنے والا (جان دار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔“

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ: یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں، شریکوں اور معبودانِ باطلہ کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾ [الأنعام : ١٠٠] ”اور انھوں نے جنوں کو اللہ کے شریک بنا دیا، حالانکہ اس نے انھیں پیدا کیا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں کچھ جانے بغیر تراش لیں، وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔“

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ: ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ﴾ [المائدة : ٤١] ”اور وہ شخص کہ اللہ اسے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے اس کے لیے تو اللہ سے ہرگز کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴾ [النحل : ٣٧] ”اگر تو ان کی ہدایت کی حرص کرے تو بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دے اور نہ کوئی ان کی مدد کرنے والے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝۳۴ ﴾

”ان کے لیے ایک عذاب دنیا کی زندگی میں ہے اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور انھیں اللہ سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔“

جن کافروں کا حال پیچھے بیان کیا گیا ہے، انھی کا انجام بتایا جا رہا ہے کہ انھیں دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا جائے گا اور آخرت کا عذاب تو بڑا ہی دردناک ہوگا۔

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ : یعنی دنیا کی ذلت و رسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں ان کے لیے جو عذاب تیار کیا گیا ہے، وہ بہت ہی سخت ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لعان کرنے والے میاں بیوی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہی ہلکا ہے۔“ [مسلم، کتاب اللعان : ۱۴۹۳۔ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النور : ۳۱۷۸]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بالکل سچا ہے، کیونکہ دنیا کا عذاب تو ختم ہو جاتا ہے، جبکہ آخرت کا عذاب دائمی اور ابدی ہے اور یہ عذاب ایسی آگ کی صورت میں ہوگا جو دنیا کی آگ کی نسبت انہتر (۶۹) گنا زیادہ گرم ہے، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمھاری یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں، جہنم کی گرمی کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے، بلاشبہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) حصے بڑھ کر ہے، تمام کی حرارت اس کی مثل ہے۔“ [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها : ۲۸۴۳]

پھر وہاں کی پکڑ کی سختی و شدت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴾ [الفجر : ۲۵، ۲۶] ”پس اس دن اس کے عذاب جیسا عذاب کوئی نہیں کرے گا۔ اور نہ اس کے باندھنے جیسا کوئی باندھے گا۔“ اور فرمایا: ”﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۚ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۱۱ تا ۱۵] ”بلکہ انھوں نے قیامت کو جھٹلا دیا اور ہم نے اس کے لیے جو قیامت کو جھٹلائے، ایک بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ انھیں دور جگہ سے دیکھے گی تو وہ اس کے لیے سخت غصے کی اور گدھے کی سی آوازیں سنیں گے۔ اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں آپس میں جکڑے ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہاں کسی نہ کسی ہلاکت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہلاکت کو مت پکارو، بلکہ بہت زیادہ ہلاکتوں کو پکارو۔ کہہ دے کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشگی کی جنت، جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ان کے لیے بدلہ اور ٹھکانا ہوگی۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

’’اس جنت کی صفت جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں، اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا سایہ بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی بنے اور کافروں کا انجام آگ ہے۔‘‘

کافروں کا انجام بتانے کے بعد اب مومنوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اس میں کھانے پینے کی بے شمار نعمتیں اور درختوں کے دائمی سائے ہوں گے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ : یعنی اس کے اطراف و جوانب میں نہریں بہ رہی ہیں اور اہل جنت ان میں سے جس طرح چاہیں گے اور جو چاہیں گے تصرف کر سکیں گے، یعنی اہل جنت انھیں جیسے چاہیں گے اور جدھر کو چاہیں گے نکال کر لے جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴾ [محمد : ۱۵] ’’اس جنت کا حال جس کا وعدہ متقی لوگوں سے کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں کئی نہریں ایسے پانی کی ہیں جو بگڑنے والا نہیں اور کئی نہریں دودھ کی ہیں، جس کا ذائقہ نہیں بدلا اور کئی نہریں شراب کی ہیں، جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے اور کئی نہریں خوب صاف کیے ہوئے شہد کی ہیں، اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے بڑی بخشش ہے۔‘‘

اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ : یعنی اس میں پھل اور کھانے پینے کی ایسی چیزیں ہوں گی جو کبھی ختم نہیں ہوں گی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسوف کی نماز پڑھی تو صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس جگہ کسی چیز کو پکڑا تھا، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پچھلے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ’’ہاں، میں نے جنت کو دیکھا تھا اور اس میں سے ایک خوشہ پکڑا تھا، اگر میں اسے توڑ لیتا تو رہتی دنیا تک وہ باقی رہتا اور تم اسے کھاتے رہتے۔‘‘ [بخاری، کتاب الکسوف، باب صلوۃ الکسوف جماعۃ : ۱۰۵۲۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاۃ الکسوف ...... الخ : ۹۰۷]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جنتی جنت میں خوب کھائیں پییں گے، لیکن وہ نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ اور نہ ناک جھاڑیں گے۔‘‘ لوگوں نے عرض کی کہ پھر کھانا کہاں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(انھیں) ڈکار اور پسینا آئے گا، اس میں مشک کی خوشبو ہو گی (بس اسی سے ان کا کھانا وغیرہ ہضم ہو جائے گا) اور (جنت میں) ان کی زبانوں پر تسبیح و تحمید اس طرح جاری ہو گی جس طرح سانس چلتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا، باب فی صفات الجنۃ و أھلھا ...... الخ : ۲۸۳۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی، اے ابو القاسم! آپ کا خیال ہے کہ اہل جنت کھائیں پییں گے، آپ نے فرمایا: ''ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے ایک آدمی کو کھانے، پینے، جماع اور شہوت کے اعتبار سے ایک سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔'' اس نے کہا، جو کھاتا پیتا ہے اسے حاجت بھی پیش آتی ہے، حالانکہ جنت میں کوئی تکلیف دہ بات نہیں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ان کی حاجت ایک پسینے سے پوری ہو جائے گی، جو ان کی جلدوں سے بہے گا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی، چنانچہ اس سے پیٹ ہلکا ہو جائے گا۔'' [السنن الکبریٰ للنسائی : ٤٥٤/٦، ح : ١١٤٧٨۔ مسند أحمد : ٣٦٧/٤، ح : ١٩٢٩١۔ ابن حبان : ٧٤٢٤]

وَظِلُّهَا : یعنی اسی طرح ان کے سائے بھی نہ ختم ہوں گے اور نہ سکڑیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴾ [الدھر : ١٤] ''اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے خوشے تابع کر دیے جائیں گے، خوب تابع کیا جانا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴾ [النساء : ٥٧] ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ہم انھیں عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں ہمیشہ، ان کے لیے ان میں نہایت پاک صاف بیویاں ہوں گی اور ہم انھیں بہت گھنے سائے میں داخل کریں گے۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جنت میں ایک درخت ہے، اس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا لیکن پھر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار : ٦٥٥٢۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب إن فی الجنة شجرة یسیر الراکب ...... الخ : ٢٨٢٧]

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ : ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾ [الحشر : ٢٠] ''آگ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں، جو جنت والے ہیں، وہی اصل کامیاب ہیں۔''

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾

''اور وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس پر خوش ہوتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا ہے اور کچھ گروہ وہ ہیں جو اس کے بعض کا انکار کرتے ہیں۔ کہہ دے مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں۔ میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن باتوں سے وہ انکار کرتے ہیں، وہ وہی باتیں ہیں جن میں انھوں نے تحریف کر ڈالی تھی۔ کتاب کے کچھ احکام چھپا لیتے تھے اور کچھ باتیں خود ہی لکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دی تھیں۔ قرآن نے ایسی تمام باتوں سے پردہ اٹھا دیا اور جو حقیقت تھی اسے واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے قرآن کے بعض حصوں کا انکار کیا، پھر بعد میں پورے قرآن ہی سے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں کو جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان سے صاف طور پر کہہ دیجیے کہ میں تمھاری اس قسم کی باتوں کو تسلیم کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں سمجھتا۔ اسی بات کی تم سب کو دعوت دیتا ہوں اور تمھارے انبیاء نے خود بھی اسی بات کی طرف دعوت دی تھی۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ : یعنی یہود و نصاریٰ اس کتاب یعنی قرآن سے اس لیے خوش ہوتے ہیں کہ یہ ان کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کے انبیاء کی تعظیم و تکریم سکھلاتی ہے۔ اس لحاظ سے تو سارے اہل کتاب قرآن سے خوش ہیں۔ پھر ان میں سے کچھ منصف مزاج ایسے بھی تھے جنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [العنكبوت : ٤٧] ”اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ کتاب نازل کی، پھر وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی، اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان (مشرکین) میں سے بھی کچھ وہ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر جو کافر ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴾ [آل عمران : ١١٣ تا ١١٥] ”وہ سب برابر نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے والی ہے، جو رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور یہ لوگ صالحین سے ہیں۔ اور وہ جو نیکی بھی کریں اس میں ان کی بے قدری ہرگز نہیں کی جائے گی اور اللہ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے۔“

وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ : مثلاً یہودی عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ [التوبة : ٣٠] ”اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کا اپنے مونہوں کا کہنا ہے، وہ ان لوگوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی مشابہت کر رہے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا۔ اللہ انھیں مارے، کدھر بہکائے جا رہے ہیں۔" اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا تھا اور ان کے فتووں پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [التوبة : ۳۱] "انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ ۠ ﴿۳۷﴾ ع ۱۱

"اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فرمان بنا کر اتارا ہے اور یقیناً اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس کے بعد جو تیرے پاس علم آچکا تو اللہ کے مقابلے میں نہ تیرا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔"

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا : یعنی جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان پر آسمانی کتابیں نازل کیں، اسی طرح ہم نے آپ پر یہ قرآن محکم نازل کیا ہے، جو عربی زبان میں ہے، اس کے ساتھ ہم نے آپ کو شرف بخشا اور اس واضح، روشن اور جلی کتاب کے ساتھ ہم نے آپ کو دیگر پیغمبروں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، جس کی شان یہ ہے: ﴿ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۴۲] "اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔"

آگے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اگر آپ قرآن جیسا علوم و معارف کا خزانہ ملنے کے بعد بھی یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو اللہ کے سوا آپ کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور اس کی گرفت سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اس میں اہل علم کے لیے بھی وعید ہے کہ وہ اس سنت محمدیہ کو اختیار کرنے کے بعد، جسے اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ لے کر تشریف لائے، اہل ضلالت کے رستے کی پیروی نہ کریں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے کئی رسول تجھ سے پہلے بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے اور کسی رسول کے لیے ممکن نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ وہ کوئی نشانی لے آتا، مگر اللہ کے اذن سے۔ ہر وقت کے لیے ایک کتاب ہے۔“

بعض کفار رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر محمد (ﷺ) نبی ہوتے تو شادی نہ کرتے، بلکہ نبوت کے کاموں میں لگا رہتے، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ سے پہلے جو انبیائے کرام دنیا میں آتے رہے ہیں انھوں نے بھی شادیاں کی تھیں اور ان کی بھی اولاد تھی۔ ہم نے کسی فرشتے کو کبھی نبی بنا کر نہیں بھیجا۔ آگے ان لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بار بار نشانی لانے کا مطالبہ کرتے تھے کہ اللہ کا رسول اس کی مرضی کے بغیر کوئی نشانی نہیں لا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق ہر وقت کے لیے ایک فیصلہ کر رکھا ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے، تو اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ان فیصلوں کا تعلق کافروں کی خواہش سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کی مشیت سے ہے۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے اور ان سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب انھوں نے اس کے بارے میں انھیں مطلع کیا تو انھوں نے گویا آپ ﷺ کی عبادت کو (اپنے لیے) کم خیال کیا اور کہا، ہماری اللہ کے نبی ﷺ سے کیا نسبت؟ ان کی تو اللہ رب العزت نے اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا، میں تو ہمیشہ ساری رات کا قیام کرتا رہوں گا، دوسرے نے کہا، میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا، میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ (ان کی یہ باتیں جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں) تو آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا: ”کیا وہ تمھی ہو جنھوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ (سنو!) اللہ کی قسم! میں تم سب کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور زیادہ متقی ہوں، لیکن اس کے باوجود میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، تو جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“ [بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح : ۵۰۶۳۔ مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن طاقت نفسه إلیه ...... الخ : ۱۴۰۱]

سیدنا سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک سوال کروں، وہ یہ کہ کنوارا رہنا اور کبھی نکاح نہ کرنا، آپ اسے (شریعت کی رو سے) کیسا خیال کرتی ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہرگز ایسا کام نہ کرنا، تو نے نہیں سنا جو اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ﴾ ”اور بلاشبہ یقینا ہم نے کئی رسول تجھ سے پہلے بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے۔“ یہ آیت پڑھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، (اے سعد!) تو ہرگز تبتل اختیار نہ کرنا۔ [نسائی، کتاب النکاح، باب النہی عن التبتل : ۳۲۱۸۔ مسند أحمد : ۹۷/۶، ح : ۲۴۷۱۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ : یعنی نبی کو از خود اپنی طرف سے کسی معجزے کو دکھا دینے کا اختیار نہیں، بلکہ یہ سارا معاملہ اس اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے سپرد ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا اور جو ارادہ فرماتا ہے اسے عملی جامہ پہنا دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ [العنكبوت : ٥٠] ''اور انھوں نے کہا اس پر اس کے رب کی طرف سے کسی قسم کی نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں، کہہ دے نشانیاں تو سب اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو صرف ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔''

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۖۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝۳۹

''اللہ مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے جو چاہتا ہے، مٹا دیتا ہے اور جس حکم اور فیصلے کو چاہتا ہے، باقی رکھتا ہے۔ ہر انسان کے بارے میں لوح محفوظ میں نوشتہ ہے کہ وہ نیک ہوگا یا بد، اس کی روزی، عمر اور اس سے متعلق خیر و شر کی ہر بات لکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مرضی اور ارادہ و مشیت کے مطابق اس میں تبدیلی کرتا ہے۔ اس کی مشیت میں کسی کا دخل نہیں ہے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تقدیر کو محض دعا ہی ٹالتی ہے اور صرف نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔'' [ترمذی، كتاب القدر، باب ما جاء لا يرد القدر إلا الدعاء : ٢١٣٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم : ٥٩٨٥]

وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝۴۰

''اور اگر کبھی ہم واقعی تجھے اس کا کچھ حصہ دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں، یا واقعی تجھے اٹھا لیں تو تیرے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب لینا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی، اب اگر کوئی آپ کی دعوت قبول نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے گا اور دنیا میں آپ کے دشمنوں کو ممکن ہے کہ اللہ آپ کی زندگی ہی میں ذلیل و رسوا کرے، یا ہو سکتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد ان کے ساتھ ایسا ہو۔ بہر حال آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی، اب ان کا حساب اور ان کا بدلہ ہمارے ذمے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَذَكِّرْ ؕ۫ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[الغاشیة : ۲۱ تا ۲۶] ”پس تو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ہرگز ان پر کوئی مسلط کیا ہوا نہیں ہے۔ مگر جس نے منہ موڑا اور انکار کیا۔ تو اسے اللہ عذاب دے گا، سب سے بڑا عذاب۔ یقیناً ہماری ہی طرف ان کا لوٹ کر آنا ہے۔ پھر بے شک ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے۔“

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

”اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم زمین کی طرف آتے ہیں، اسے اس کے کناروں سے کم کرتے آتے ہیں اور اللہ فیصلہ فرماتا ہے، اس کے فیصلے پر کوئی نظر ثانی کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔“

کفار مکہ کو اس بارے میں کیوں شبہ ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہیں دے گا اور ذلت و رسوائی میں مبتلا نہیں کرے گا؟ کیا وہ دیکھ نہیں رہے کہ وہ اللہ سرزمین مکہ کو ان کے چاروں طرف سے تنگ کرتا جا رہا ہے اور ہر سال مسلمان کچھ علاقوں کو فتح کرتے ہوئے مکہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کفارِ مکہ کے لیے زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ کسی کو اٹھاتا ہے تو کسی کو گراتا ہے، کسی کو مارتا ہے تو کسی کو زندگی دیتا ہے۔ اس کے فیصلوں میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا اور وہ تو بڑا ہی جلد انتقام لینے والا ہے۔ دنیا میں تو قید و بند اور قتل کی شدید آزمائش میں گرفتار ہیں ہی، عنقریب آخرت میں بھی اللہ ان کا حساب لے گا اور انھیں ان کے برے کرتوتوں کا مزہ چکھائے گا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ [الأحقاف : ۲۷] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارے اردگرد کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے پھیر پھیر کر آیات بیان کیں، شاید وہ لوٹ آئیں۔“

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ : ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴾ [الأنبياء : ۲۳] ”اس سے نہیں پوچھا جاتا اس کے متعلق جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاتا ہے۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات سکھلائے کہ وہ انھیں نمازِ وتر میں پڑھا کریں، تو ان میں سے ایک کلمہ یہ بھی ہے: « فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ » ”بے شک تو ہی فیصلے کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔“ [ترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر : ۴٦٤]

وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ [الأنبياء : ۱] ”لوگوں کے لیے ان کا حساب بہت قریب آ گیا اور وہ بڑی غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔“

وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور بلاشبہ ان لوگوں نے تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے، سو اصل تدبیر تو سب اللہ ہی کی ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ ہر شخص کر رہا ہے اور عنقریب کفار جان لیں گے کہ اس گھر کا اچھا انجام کس کے لیے ہے۔‘‘

اس آیت میں بھی نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کفارِ مکہ سے پہلے بھی جو کفار دنیا میں گزرے ہیں، انھوں نے اپنے انبیاء کے خلاف سازشیں کیں، لیکن وہ سازشیں ان کے کسی کام نہ آئیں، بلکہ ان کے لیے وبال جان بن گئیں۔ اس لیے کہ کامیاب تدبیر تو صرف اللہ کی تدبیر ہے۔ وہ اپنے سرکش اور نافرمان بندوں کو جب وہ خواب غفلت میں ہوتے ہیں اچانک پکڑ لیتا ہے۔ وہ ہر فرد کے اچھے اور برے اعمال سے باخبر ہے اور کافروں کی ان چالوں سے بھی واقف ہے جو وہ انبیاء کے خلاف چلتے ہیں اور ان چالوں کے کامیاب ہونے سے پہلے ہی انھیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ آیت کے آخر میں کافروں کو دھمکی دی گئی ہے کہ وہ عنقریب جان لیں گے کہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جگہ اچھا انجام کس کو نصیب ہوگا۔

<u>وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا</u> : یعنی گزشتہ قومیں اپنے رسولوں کے خلاف بہت تدبیر کر چکی ہیں اور انھوں نے انھیں اپنے ملکوں سے نکال دینے کا ارادہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف چال چلی اور انجام کار پرہیز گاروں کو کامیابی و کامرانی سے نوازا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ [الأنفال : ۳۰] ’’اور جب وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، تیرے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے قید کر دیں، یا تجھے قتل کر دیں، یا تجھے نکال دیں اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [النمل : ۵۰، ۵۱] ’’اور انھوں نے ایک چال چلی اور ہم نے بھی ایک چال چلی اور وہ سوچتے تک نہ تھے۔ پس دیکھ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا کہ بے شک ہم نے انھیں اور ان کی قوم، سب کو ہلاک کر ڈالا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ○ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴾ [إبراهيم : ۴۵ تا ۴۷] ’’اور تم ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں آباد رہے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمھارے لیے خوب واضح ہوگیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کس طرح کیا اور ہم نے تمھارے لیے کئی مثالیں بیان کیں۔ اور بے شک انھوں نے تدبیر کی، اپنی تدبیر اور اللہ ہی کے پاس ان کی تدبیر ہے اور ان کی تدبیر ہرگز ایسی نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ پس تو ہرگز گمان نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ سب پر غالب، بدلہ لینے والا ہے۔‘‘

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((رَبِّ أَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ، وَامْكُرْ لِیْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَیَّ، وَاهْدِنِیْ وَ یَسِّرْ هُدَایَ اِلَیَّ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ، اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنِیْ لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا، اِلَیْكَ مُخْبِتًا، اَوْ مُنِیْبًا، رَبِّ ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ، وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ، وَ ثَبِّتْ حُجَّتِیْ، وَاهْدِ قَلْبِیْ، وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ، وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ قَلْبِیْ » ”اے میرے رب! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے) میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر، میرے حق میں تدبیر فرما، میرے خلاف تدبیر نہ کر، میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دے۔ اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ یا اللہ! مجھے بنا دے اپنا شکر گزار، اپنا ذکر کرنے والا، تجھی سے ڈرنے والا، از حد اطاعت گزار اور بہت ہی تواضع کرنے والا، اے میرے رب! میری توبہ قبول کر، میری خطائیں دھو ڈال، میری دعا قبول فرما۔ میری حجت قائم فرما دے۔ میرے دل کو ہدایت دے۔ میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ اور میرے دل سے میل کچیل نکال دے۔“ [أبو داؤد، كتاب الوتر، باب ما يقول الرجل إذا سلم : ١٥١٠۔ ترمذي، كتاب الدعوات، باب : رب أعني ولا تعن علي ...... الخ : ٣٥٥١]

وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع ٦ ١٢

”اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کہتے ہیں تو کسی طرح رسول نہیں ہے۔ کہہ دے میرے درمیان اور تمھارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ شخص بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔“

مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ اے محمد! تم اللہ کے رسول نہیں ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے انھیں یہ جواب دینے کو کہا کہ تمھارے جھٹلانے سے کیا بنتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ میری نبوت پر شاہد ہے اور تمھیں میری صداقت کے کئی نشان دکھا چکا ہے اور دکھا رہا ہے اور اہل کتاب میں سے بھی منصف مزاج لوگ میری رسالت کی گواہی دیتے ہیں، کیونکہ ان کی کتابوں میں میرے متعلق کئی بشارتیں موجود ہیں، پھر ان میں سے بعض اسلام بھی لا چکے ہیں، جیسے عبد اللہ بن سلام، سلمان فارسی اور تمیم داری رضی اللہ عنہم، انھوں نے اسلام لانے کے بعد اس کی شہادت دی کہ تورات و انجیل میں رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی صراحت موجود ہے۔

وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ : ارشاد فرمایا: ﴿ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ﴾ [الأعراف : ١٥٧] ”جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٢٠] ”وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی وہ اسے پہچانتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا، سو وہ ایمان نہیں لاتے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [المائدۃ : ۸۳، ۸۴] ''اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی ہوتی ہیں، اس وجہ سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، سو ہمیں شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ (پر) اور اس چیز پر ایمان نہ لائیں جو حق میں سے ہمارے پاس آئی ہے اور یہ طمع نہ رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل کر لے گا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی وحی کا حال بیان کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے آئیں، وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ حسب منشائے الٰہی وہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حال بیان کیا تو اس نے کہا کہ یہ تو وہی ناموس (یعنی فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا، کاش! میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ [بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی: ۳۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ : ۱۶۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة ابراهيم مكية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔“

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ﴿۱﴾

”الٓرٰ۔ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے، تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے، ان کے رب کے اذن سے، اس کے راستے کی طرف جو سب پر غالب، بے حد تعریف والا ہے۔“

یعنی اے محمد (ﷺ)! اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، تاکہ آپ قرآن میں مذکور تعلیمات الٰہیہ کی روشنی میں انسانوں کو اللہ کے حکم اور اس کی مشیت کے مطابق کفر کی تاریکی سے نکال کر دین اسلام کی روشنی تک پہنچا دیں۔ پیغمبر کا کام ہدایت کا راستہ دکھانا ہے، اب جو کوئی بھی اس راستے کو اختیار کرتا ہے تو یہ صرف اللہ کے حکم اور مشیت سے ہوتا ہے، کیونکہ اصل ہادی وہی ہے، اس کی مشیت اگر نہ ہو تو پیغمبر کتنا بھی وعظ و نصیحت کر لے، لوگ ہدایت کا راستہ اپنانے پر تیار نہیں ہوتے۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ : یعنی اے محمد (ﷺ)! اس کتاب کے ساتھ ہم نے آپ کو اس لیے مبعوث کیا ہے کہ آپ لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت اور رشد و بھلائی کی طرف لے جائیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾ [البقرة : ۲۵۷] ”اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾ [الحديد : ۹] ”وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات اتارتا ہے، تاکہ تمھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔“

اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ﴿۲﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس اللہ کے (راستے کی طرف) کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب کے باعث بڑی ہلاکت ہے۔''

دین اسلام اس اللہ کا راستہ ہے جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہر چیز کا مالک ہے، اس لیے دنیا میں ہلاکت و بربادی اور قیامت کے دن عذابِ نار ہے ان کافروں کے لیے جو نبی کریم ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور کفر کی تاریکی سے نکل کر ایمان و اسلام کی روشنی میں داخل نہیں ہو جاتے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝۳

''وہ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں، یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔''

کافروں کے اوصاف بیان کیے جا رہے ہیں کہ وہ آخرت کی زندگی کو فراموش کر دیتے ہیں اور دنیا کی زندگی کو کامیاب بنانے میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کو راہِ حق پر چلنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صحیح راستہ نہیں ہے، یا چاہتے ہیں کہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں، یا اللہ کا دین ان کی خواہش نفس کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ گمراہی کی راہ پر بہت دور جا چکے ہیں۔ گویا گمراہی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ: یعنی ان لوگوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، ارشاد فرمایا: ﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴾ [الأعلی : ۱۶، ۱۷] ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝۳۷ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ [النازعات : ۳۷ تا ۳۹] ''پس لیکن جو حد سے بڑھ گیا۔ اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بے شک جہنم ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴾ [البقرۃ : ۲۰۰] ''پھر لوگوں میں سے کوئی تو وہ ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے دے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔''

اور فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾ [الشوریٰ : ۲۰] ''جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا: قرآن مجید میں کوئی کجی نہیں اور نہ اس راستہ میں کوئی کجی ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ قرآن مجید بتاتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ [الزمر : ۲۸] ''واضح قرآن، جس میں کوئی کجی نہیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴾ [الکھف : ۱، ۲] ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہ رکھی۔ بالکل سیدھی، تاکہ وہ اس کی جانب سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان مومنوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، خوش خبری دے کہ بے شک ان کے لیے اچھا اجر ہے۔''

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں، تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کرے، پھر اللہ گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل کر کے اور نبی کریم ﷺ کو مبعوث کر کے عربوں پر اپنے احسان کی تکمیل یوں کی کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی عربی تھے اور ان کی زبان بھی عربی تھی، تاکہ آپ امور شریعت کو انھی کی زبان میں ان کے سامنے بیان کریں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل عرب اس بات کو اسلام پر اعتراض کرنے اور اپنی گمراہی کا بہانہ بنا لیتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴾ [حٰم السجدۃ : ۴۴] ''اور اگر ہم اسے عجمی قرآن بنا دیتے تو یقیناً وہ کہتے اس کی آیات کھول کر کیوں نہ بیان کی گئیں، کیا عجمی زبان اور عربی (رسول)؟ کہہ دے یہ ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ ان کے حق میں اندھا ہونے کا باعث ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں بہت دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴾ [الشوریٰ : ۷] ''اور اسی طرح ہم نے تیری طرف عربی قرآن وحی کیا، تاکہ تو بستیوں کے مرکز (مکہ) کو ڈرائے اور ان لوگوں کو بھی جو اس کے ارد گرد ہیں اور تو اکٹھا کرنے کے دن سے ڈرائے جس میں کوئی شک نہیں، ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی آگ میں۔''

پہلے ہر نبی کو صرف ان کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، لیکن سیدنا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ (وہ یہ کہ) مہینے بھر کی مسافت پر رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور یہ کہ میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کے لائق بنا دی گئی ہے۔ اس لیے جو آدمی جہاں نماز کا وقت پا لے وہ وہیں نماز پڑھ لے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کیے گئے ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں تھے اور مجھے شفاعت سونپی گئی ہے اور ہر نبی صرف اپنی قوم ہی کی طرف آتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" [بخاری ، کتاب التیمم، باب : ۳۳۵۔ مسلم، کتاب المساجد، باب المساجد و مواضع الصلاۃ : ۵۲۱]

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۝

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا، بلاشبہ اس میں ہر ایسے شخص کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔"

تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی امتوں کو راہ راست پر چلنے کی دعوت دیں۔ ان انبیاء میں موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے نبی اور رسول تھے۔ جن کا واقعہ یہاں بطور مثال بیان کیا گیا ہے اور ﴿ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ﴾ سے مراد ان قوموں کی ہلاکت کے واقعات ہیں کہ جو قومیں موسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزر چکی تھیں، جیسے قوم نوح اور قوم لوط وغیرہ۔ ایک دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے قوم موسیٰ کو دی تھیں اور سرفہرست یہ نعمت کہ انھیں فرعون کے ظلم و طغیان سے نجات دی تھی اور ﴿ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴾ سے مراد وہ مومنین ہیں جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں اور جب گزشتہ قوموں کی بربادی یا ان پر اللہ کی نعمتوں کی بارش کی داستانیں سنتے ہیں تو فوراً چوکنا ہوتے ہیں، اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور صبر و شکر کی زندگی اختیار کرتے ہیں۔

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ : یعنی انھیں اللہ تعالیٰ کے یہ احسانات اور انعامات یاد دلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں فرعون کی قید، قہر اور ظلم و ستم سے نجات دی، ان کے لیے دریا میں رستے بنا دیے، بادلوں کو سائے کے لیے بھیج دیا، ان پر من و سلویٰ نازل فرمایا اور اپنی دیگر بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو (وعظ و نصیحت کے دوران میں) ایام اللہ یاد دلا رہے تھے اور ایام اللہ سے مراد اللہ کی (بھیجی ہوئی) نعمتیں اور بلائیں ہیں اور اسی دوران میں انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی مجھ سے بہتر اور بڑا عالم ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں زمین میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو تم سے بہتر اور تم سے بڑا عالم ہے (یعنی خضر علیہ السلام)۔" [مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل الخضر علیہ السلام : ۱۷۲ / ۲۳۸۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴾: سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا ہر معاملہ بڑا عجیب ہے، کیونکہ اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بہتر ہے اور مومن کے علاوہ یہ فضیلت کسی اور کے لیے نہیں۔ (وہ اس طرح کہ) اسے مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے راحت و آرام ملے تو شکر کرتا ہے، اس کا انجام بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' [مسلم، کتاب الزھد، باب المؤمن أمره كله خير : ۲۹۹۹]

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۠۝۶

ع ۱۳

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تمھیں فرعون کی آل سے نجات دی، جو تمھیں برا عذاب دیتے تھے اور تمھارے بیٹے بری طرح ذبح کرتے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمھارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔''

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات و احسانات یاد دلائے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آل فرعون سے نجات بخشی، جس نے انھیں بدترین اور توہین آمیز عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان کے بیٹوں کو تو ذبح کر دیتے، مگر ان کی بیٹیوں کو اپنی نوکری چاکری کے لیے زندہ رہنے دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اس عذاب سے نجات عطا فرما دی اور بلاشبہ یہ اللہ کا ان پر ایک احسان عظیم تھا۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۝۷

''اور جب تمھارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمھیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ تمھارے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر تم اس کی نعمتوں کا ایمان خالص اور عمل صالح کے ذریعے سے شکر ادا کرو گے تو وہ تمھیں اور زیادہ روزی دے گا اور دنیا میں معزز و مکرم بنائے گا اور اگر ناشکری کرو گے تو وہ نعمتیں تم سے چھین لے گا اور سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں آزمانا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا، تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا اچھا رنگ اور اچھی جلد، کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت و کراہت رکھتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کا رنگ اور جلد درست ہو گئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا، تمھیں کون سا مال پسند ہے؟ وہ کہنے لگا،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ۔ فرشتے نے اسے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی مہیا کر دی اور کہا، اللہ اس میں برکت دے گا۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور کہا، تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، یہی کہ میرا گنجا پن جاتا رہے اور اچھے بال اگ آئیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ تندرست ہو گیا اور اس کے اچھے بال اگ آئے۔ پھر اس سے پوچھا، تمھیں کون سا مال پسند ہے؟ گنجے نے کہا، گائیں۔ چنانچہ فرشتے نے اسے ایک حاملہ گائے مہیا کر دی اور کہا، اللہ اس میں برکت دے گا۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، یہی کہ میری بینائی مجھے مل جائے، تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ بینا ہو گیا۔ پھر اس سے پوچھا، تمھیں کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا، بکریاں۔ چنانچہ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری مہیا کر دی اور کہا، اللہ اس میں برکت دے گا۔ کچھ مدت گزرنے پر کوڑھی کے پاس اونٹوں کا، گنجے کے پاس گائیوں کا اور اندھے کے پاس بکریوں کا بہت بڑا ریوڑ بن چکا تھا۔ اب فرشتہ پھر ان کے پاس ان کی پہلی صورت میں آیا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس گیا اور کہا، میں محتاج و مسکین آدمی ہوں، میرا سب سامان سفر جاتا رہا، اب اللہ کی توفیق اور تیری مدد کے بغیر میں (منزل تک) نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا میں تم سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں، جس نے تیرا رنگ اور جلد اچھی کر دی اور تجھے بہت سا مال دیا کہ ایک اونٹ مجھے دے دو، تاکہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ سکوں۔ وہ کہنے لگا، میرے ذمے اور بہت سے حقوق ہیں۔ فرشتے نے کہا، غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں، تو کوڑھی تھا، لوگ تجھ سے کراہت رکھتے تھے اور تو محتاج تھا اور اللہ نے تم پر مہربانی کی اور یہ سب کچھ عطا کیا۔ کوڑھی کہنے لگا، واہ! مجھے تو یہ سب کچھ باپ دادا کی وراثت سے ملا ہے۔ فرشتے نے کہا، اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے تیری پہلی حالت میں لوٹا دے۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا۔ اس سے بھی بالکل ویسے ہی سوال و جواب ہوئے جیسے کوڑھی سے ہوئے تھے۔ اسے بھی فرشتے نے بالآخر یہی کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنی پہلی حالت میں پھیر دے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا اور ساتھ ایک بکری کا سوال کیا، تو اندھا یہ سن کر کہنے لگا، واقعی میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی بخشی اور میں محتاج تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دار کر دیا۔ (اب تم نے مجھ سے اسی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا ہے) تو اللہ کی قسم! جو کچھ چاہتے ہو لے لو، میں روکوں گا نہیں۔ فرشتے نے کہا، (میں محتاج نہیں فرشتہ ہوں) اپنی بکریاں اپنے پاس رکھو، اللہ تعالیٰ نے تم تینوں کو آزمایا تھا، اللہ تجھ سے تو خوش ہو گیا اور تیرے دونوں ساتھیوں (کوڑھی اور گنجے) سے ناراض ہوا۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث أبرص و أعمی و أقرع فی بنی إسرائیل: ۳٤٦٤]

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقیری و محتاجی کا ڈر نہیں، لیکن مجھے اس چیز کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ ہوئی تھی۔ پھر تم بھی اس دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو گے، جیسے وہ بڑھتے تھے اور پھر یہ دنیا تمھیں بھی ایسے ہی ہلاک کر دے گی جیسے اس نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔'' [مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن ...... الخ : ۲۹٦۱]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں، جو کفر کرتی ہیں۔'' صحابہ نے کہا، کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: ''(نہیں) وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تم کسی عورت سے ایک لمبا عرصہ بھلائی کرو، پھر وہ تم سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب کفران العشیر و کفر دون کفر : ۲۹]

وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۸

''اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں، سب کے سب کفر کرو تو بے شک اللہ یقیناً بڑا بے پروا، بے حد تعریف والا ہے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ اگر تم اور زمین میں رہنے والے سبھی لوگ اللہ کے ناشکرے ہو جاؤ گے تو اس کا نقصان تمھیں ہی پہنچے گا، وہ تمھارے شکر کا محتاج نہیں ہے۔ تمھاری ناشکری سے اس کی ذات اور صفات میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ غالباً انھوں نے یہ بات اس وقت کہی ہو گی، جب دیکھا ہو گا کہ ان کی قوم کفر و عناد پر مصر ہے اور ترغیب و ترہیب کا کوئی اسلوب ان پر اثر انداز نہیں ہو رہا ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے آدمی اور جن، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں بڑا پرہیز گار شخص ہو تو میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہو گا اور اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے آدمی اور جن، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں سے سب سے بدکار شخص ہو تو میری سلطنت میں سے کچھ کم نہیں ہو گا۔ اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے اور پچھلے اور تمھارے انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کے سوال کے مطابق اسے دے دوں، تو اس سے میری بادشاہت میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنی دریا میں سوئی ڈبونے سے اس کے پانی میں کمی آتی ہے۔'' [مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم : ۲۵۷۷]

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ۛ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۹

''کیا تمھارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے تھے، نوح کی قوم کی (خبر) اور عاد اور ثمود کی اور ان کی جو ان کے بعد تھے، جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان کے رسول ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو انھوں نے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ اپنے مونہوں میں لوٹا لیے اور انھوں نے کہا بے شک ہم اسے نہیں مانتے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو اور بے شک ہم تو اس چیز کے بارے میں جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو، ایک بے چین رکھنے والے شک میں مبتلا ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، عاد، ثمود اور دیگر امتوں کے واقعات بیان کیے ہیں کہ جنھوں نے اپنے انبیاء کو جھٹلایا تھا اور ایسی قومیں دنیا میں ان گنت ہوئی ہیں جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ان رسولوں نے جب دلائل کی روشنی میں اللہ کا دین ان کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے انھیں بات کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ ہم تم سے ایک کلمہ بھی مزید نہیں سننا چاہتے، اپنی بات اپنے پاس ہی رہنے دو، ہم تمھاری دعوت کا انکار کرتے ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو ہمارے دل ان کی سچائی ماننے سے واضح انکاری ہیں۔

﴿اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ۬ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ﴾: ارشاد فرمایا: ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾ [النساء : ۱٦٤] "اور بہت سے رسولوں کی طرف جنھیں ہم اس سے پہلے تجھ سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے ایسے رسولوں کی طرف جنھیں ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا۔" اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ [المؤمن : ۷۸] "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایا اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے نہیں سنایا۔"

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰

"ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ تمھیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمھارے لیے تمھارے کچھ گناہ بخش دے اور تمھیں ایک مقرر مدت تک مہلت دے۔ انھوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر، تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک دو جس کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔"

انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کے کفر اور رسالت و دعوت کے انکار پر غایت درجہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی وحدانیت اور اس کے معبود حقیقی ہونے میں شک ہے؟ حالانکہ آسمان و زمین کا وجود اس بات پر شاہد قاطع ہے اور کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا کہ اس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، وہی ہر چیز کا خالق و مالک اور معبود ہے اور وہی تمھیں ہم پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے، ہم لوگ از خود تمھیں اس کی طرف نہیں بلا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ اگر تم ہماری تصدیق کرتے ہوئے اللہ پر ایمان لے آؤ گے تو وہ تمھارے گناہوں کو معاف کردے گا اور ایک وقت معین تک دنیاوی زندگی سے مستفید ہونے دے گا۔ کافروں نے انبیاء کی دعوت کو دوبارہ رد کر دیا اور کہا کہ تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو، کھاتے پیتے ہو، تمھیں ہم پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے اور نہ تم فرشتے ہو۔ بس تمھارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ہمارے آبا و اجداد کے معبودوں کی عبادت سے روک دو۔ اس لیے ہم تمھاری بات اس وقت مانیں گے جب کوئی واضح اور صریح نشانی لاؤ کہ واقعی تم اللہ کے نبی ہو۔ یہ محض ان کا عناد اور ہٹ دھرمی تھی، ورنہ ہر نبی نے ایسے معجزے اور نشانیاں پیش کیں جو قوموں کی اس یقین دہانی کے لیے کافی تھیں کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

”ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم نہیں ہیں مگر تمھارے جیسے بشر اور لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور ہمارے لیے کبھی ممکن نہیں کہ تمھارے پاس کوئی دلیل اللہ کے اذن کے سوا لے آئیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔“

اب رسولوں کی طرف سے ان کی اس بات کا جواب دیا جا رہا ہے کہ ہاں! ہم تمھارے ہی جیسے انسان ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بحیثیت نبی چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور اسے اپنا نبی بنا لیتا ہے۔ ہم کوئی نشانی اپنی مرضی سے نہیں لا سکتے، اللہ جب چاہتا ہے بھیجتا ہے اور اس نے اس وقت نہیں چاہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بعد اپنے مومن ساتھیوں کو خطاب کر کے کہا کہ مومنوں کو صرف اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور ان کا مقصد سب سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرنا تھا کہ ہمیں قوموں کی جانب سے جو بھی رنج و الم دعوت کی راہ میں پہنچ رہا ہے اس پر صبر کرنے کے لیے اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔

وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع ۲/۱۴

”اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسا نہ کریں، حالانکہ اس نے ہمیں ہمارے راستے دکھا دیے ہیں اور ہم ہر صورت اس پر صبر کریں گے جو تم ہمیں تکلیف پہنچاؤ گے اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ بھروسا کرنے والے بھروسا کریں۔“

یہاں فرمایا کہ اللہ پر بھروسا نہ کرنے کے لیے ہمارے پاس کیا عذر باقی رہ گیا ہے، جب کہ اس نے ہم میں سے ہر ایک کو راہ راست پر ڈال دیا ہے اور اس پر استقامت کو واجب کر دیا ہے۔ چونکہ کافروں کی اذیتوں سے پائے استقلال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لغزش آنے کا خطرہ ہوتا تھا، اس لیے اپنی قوت ارادی اور عزم صمیم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! ہم دعوت کی راہ میں تمھاری اذیتوں پر صبر کریں گے اور بھروسا کرنے والوں کو صرف اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے۔

وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰی مَاۤ اٰذَیۡتُمُوۡنَا : عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مشرکوں نے نبی ﷺ کو سب سے سخت ایذا کون سی دی تھی؟ تو انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ نبی ﷺ حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈالا اور آپ کا گلا زور سے دبایا، اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے اس کا کندھا پکڑ کر اس کو نبی ﷺ سے الگ کیا اور کہا: ﴿ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ ﴾ [المؤمن : ۲۸] ”کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے ”میرا رب اللہ ہے۔“ [بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب ما لقی النبی ﷺ و أصحابه من المشرکین بمکة : ۳۸۵۶]

وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُتَوَکِّلُوۡنَ : سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر (بطور کشف و مشاہدہ کے) امتیں پیش کی گئیں تو ایک ایک دو دو نبی گزرتے رہے اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے بھی گزرتے رہے، کوئی نبی ایسا بھی تھا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہوا، میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ کیا یہ میری امت ہے؟ لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم ہے اور آپ افق کی طرف دیکھیں، (میں نے اس طرف دیکھا) تو ایک بہت بڑا گروہ تھا جو افق پر چھایا ہوا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کناروں کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا کہ ایک جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ مجھ سے کہا گیا، یہ آپ کی امت ہے اور اس کے ساتھ ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے داخل ہوں گے۔“ آپ (یہ بیان کرنے کے بعد اپنی مجلس سے) اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے ان لوگوں کے متعلق بحث کرنا شروع کر دی، جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ بعض نے کہا، شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہوگا۔ بعض نے کہا، شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انھوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اس طرح انھوں نے (اپنے اپنے گمان کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا: ”تم کس چیز میں بحث کر رہے تھے؟“ انھوں نے آپ کو ساری بات بتلائی تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ کسی اور سے کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔“ (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا، اے اللہ کے رسول! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”تو ان میں سے ہے۔“ پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا، میرے لیے بھی دعا فرمائیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''عکاشہ اس معاملہ میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔'' [بخاري، كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره : ٥٧٠٥۔ مسلم ، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب : ٢٢٠]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لیے نکلے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے تو یہ بھی ان کے ساتھ واپس ہوئے۔ (راستے میں) صحابہ کو گھنے خاردار درختوں کی ایک وادی میں دوپہر کو نیند نے آ لیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (آرام کرنے کے لیے) یہاں پڑاؤ کیا۔ صحابہ درختوں کے سائے کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے (آرام کے لیے) گئے اور آپ نے اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی اور ہم سب تھوڑی دیر کے لیے سو گئے۔ پس اچانک (ہم نے سنا کہ) رسول اللہ ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں، (جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ) ایک دیہاتی آپ کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے میری تلوار مجھ پر سونت لی، جب کہ میں سویا ہوا تھا۔ میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا، آج تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا، اللہ۔'' (آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا کہ اللہ بچائے گا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی) اور آپ نے اس دیہاتی کو کوئی سزا نہیں دی اور بیٹھ گئے۔ [بخاري، كتاب الجهاد، باب من علق سيفه بالشجر في السفر : ٢٩١٠۔ مسلم، كتاب الفضائل، باب توكله على الله تعالى وعصمة الله تعالى له من الناس : ٨٤٣، قبل الحديث : ٢٢٨٢]

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾

''اور ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، اپنے رسولوں سے کہا ہم ہر صورت تمھیں اپنی زمین سے نکال دیں گے، یا لازماً تم ہماری ملت میں واپس آؤ گے، تو ان کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ یقیناً ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کریں گے۔ اور یقیناً ان کے بعد ہم تمھیں اس زمین میں ضرور آباد کریں گے، یہ اس کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور میری وعید سے ڈرا۔''

جب کافروں نے دیکھا کہ انبیاء صبر کا پہاڑ بنے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں اور اللہ پر ان کا ایسا زبردست بھروسا ہے کہ دعوت کی راہ میں انھیں کسی بات کی پروا نہیں، تو انھوں نے علی الاعلان دھمکی دے دی کہ یا تو تم ہمارا دین اختیار کر لو، یا تمھیں اپنا گھر بار اور وطن چھوڑنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اطمینان دلایا اور کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں، ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور زمین کا مالک آپ ہی کو بنائیں گے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا : مشرکین قریش کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ [بني إسرائيل : ٧٦] ’’اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے ضرور ہی اس سرزمین سے پھسلا دیں، تاکہ تجھے اس سے نکال دیں اور اس وقت وہ تیرے بعد نہیں ٹھہریں گے مگر کم ہی۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ [الأنفال : ٣٠] ’’اور جب وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، تیرے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے قید کر دیں، یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔‘‘

لیکن کافروں کی ان تمام چالوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس نے اپنے رسول کو فتح و نصرت سے سرفراز فرما کر غالب کر دیا اور مکہ سے نکلنے کے سبب انصار و مددگار اور ایسے مجاہدین عطا فرما دیے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے اپنی رحمت و نصرت کے دروازے وا کر دیے، حتیٰ کہ وہ مکہ بھی فتح ہو گیا جس کے مکینوں نے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ پر قبضہ عطا فرما دیا اور ان تمام دشمنوں کی ناک خاک میں ملا دی، خواہ ان کا تعلق مکہ سے تھا یا مکہ سے باہر کے علاقوں سے، یہاں تک کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے اور بہت ہی تھوڑے عرصے میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کا دین مشرق و مغرب کے تمام ادیان پر غالب آ گیا۔

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ : جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ [الصافات : ١٧١ تا ١٧٣] ’’اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے ہماری بات پہلے طے ہو چکی۔ کہ بے شک وہ، یقیناً وہی ہیں جن کی مدد کی جائے گی۔ اور بے شک ہمارا لشکر، یقیناً وہی غالب آنے والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴾ [الأعراف : ١٣٧] ’’اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور تیرے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہو گئی، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کے لوگ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ [المجادلة : ٢١] ’’اللہ نے لکھ دیا ہے کہ ضرور بالضرور میں غالب رہوں گا اور میرے رسول، یقیناً اللہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ: یعنی میری یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو روز قیامت میرے آگے کھڑا ہونے سے، میرے خوف اور میرے عذاب سے ڈرے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ [النازعات : ٤٠، ٤١] ''اور رہا وہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴾ [الرحمٰن : ٤٦] ''اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا، دو باغ ہیں۔''

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

''اور انھوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش، سخت عناد رکھنے والا نامراد ہوا۔ اس کے پیچھے جہنم ہے اور اسے اس پانی سے پلایا جائے گا جو پیپ ہے۔ وہ اسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پیے گا اور قریب نہ ہوگا کہ اسے حلق سے اتارے اور اس کے پاس موت ہر جگہ سے آئے گی، حالانکہ وہ کسی صورت مرنے والا نہیں اور اس کے پیچھے ایک بہت سخت عذاب ہے۔''

اس بات کے کہنے والے ظالم مشرک بھی ہو سکتے ہیں کہ انھوں نے بالآخر اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کیا، یعنی اگر یہ رسول سچے ہیں تو ہمیں اپنے عذاب کے ذریعے سے ہلاک کر دے، جیسا کہ مشرکین مکہ نے کہا، غزوۂ بدر کے موقع پر بھی مشرکین مکہ نے اسی قسم کی آرزو کی تھی، یا اس کے کہنے والے رسول ہوں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اے اللہ! ہمیں ہمارے دشمنوں پر غلبہ نصیب فرما، یا ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور انھیں ان کے دشمنوں پر غلبہ دے دیا اور سرکش و نافرمان کو منہ کی کھانا پڑی اور جہنم بھی ان کا پیچھا کر رہا ہے، جہاں انھیں پینے کے لیے جہنمیوں کی پیپ ملے گی، جسے پیتے وقت ان کی جان مصیبت میں رہے گی اور موت چہار جانب سے انھیں گھیرے رہے گی، لیکن وہ مریں گے نہیں اور دردناک اور نہ ختم ہونے والا عذاب ان کے پیچھے لگا رہے گا۔

وَ اسْتَفْتَحُوْا: یعنی امتوں نے اپنے ہی خلاف فتح طلب کی، جیسا کہ انھوں نے یہ کہا: ﴿ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ [الأنفال : ٣٢] ''اے اللہ! اگر صرف یہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔'' اور اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ﴿ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾ [الأنفال : ١٩] ''اگر تم فیصلہ چاہو تو یقیناً تمھارے پاس فیصلہ آ چکا اور اگر باز آ جاؤ تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے۔''

وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ: یعنی جو بنفسہ سرکش ہے اور حق قبول کرنے میں ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ﴿ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴾ [ق : ٢٤ تا ٢٦] ''جہنم میں پھینک دو تم دونوں (فرشتے) ہر زبردست ناشکرے کو، جو بہت عناد رکھنے والا ہے۔ جو خیر کو بہت روکنے والا، حد سے گزرنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا لیا، سو دونوں اسے بہت سخت عذاب میں ڈال دو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک گردن قیامت کے دن دوزخ سے نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی کہ دیکھتی ہوں گی اور دو کان ہوں گے کہ سنتے ہوں گے اور ایک زبان کہ بولتی ہوگی، وہ کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں کے لیے مقرر ہوئی ہوں، ایک جبار و سرکش، دوسرے جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا اور تیسرے مصور لوگ۔'' [ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة النار : ٢٥٧٤۔ مسند أحمد : ٣٣٦/٢، ح : ٨٤٥١]

وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ : یعنی جہنم میں ان کے پینے کے لیے سوائے گرم کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے اور کچھ نہیں ہوگا، جن میں ایک بے انتہا گرم اور دوسرا بدبودار ہوگا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ۝ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴾ [ص : ٥٧، ٥٨] ''یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ اور دوسری اس کی ہم شکل کئی قسمیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴾ [محمد : ١٥] ''اور جنھیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، تو وہ ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ﴾ [الكهف : ٢٩] ''اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انھیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا، جو چہروں کو بھون ڈالے گا۔''

وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ : یعنی وہ مختلف انواع و اقسام کے عذاب، جن سے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جہنم کی آگ میں سزا دے گا، اگر اس نے مرنا ہوتا تو مرنے کے لیے ان میں سے ہر ایک عذاب کافی ہوگا، لیکن اب وہ یہاں مرے گا نہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ﴾ [فاطر : ٣٦] ''نہ ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے اس کا کچھ عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا۔''

وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ : یعنی اس حال کے بعد وہ ایک اور سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، یہ عذاب بڑا ہی سخت اور تلخ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زقوم کے درخت کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِيْمِ ﴾ [الصافات : ٦٤ تا ٦٨] ''بے شک وہ ایسا درخت ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ کی تہ میں اگتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔ پس بے شک وہ یقیناً اس میں سے کھانے والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہیں۔ پھر بلاشبہ ان کے لیے اس پر یقیناً سخت گرم پانی کی آمیزش ہے۔ پھر بلاشبہ ان کی واپسی یقیناً اسی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف ہوگی۔" اور فرمایا: ﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ﴾ [الرحمٰن : ٤٣، ٤٤] "یہی ہے وہ جہنم جسے مجرم لوگ جھٹلاتے تھے۔ وہ اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر کاٹتے رہیں گے۔" اور فرمایا: ﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ﴾ [الدخان : ٤٣ تا ٥٠] "بے شک زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، پیٹوں میں کھولتا ہے۔ گرم پانی کے کھولنے کے طرح۔ اسے پکڑو، پھر اسے بھڑکتی آگ کے درمیان تک دھکیل کر لے جاؤ۔ پھر کھولتے پانی کا کچھ عذاب اس کے سر پر انڈیلو۔ چکھ، بے شک تو ہی وہ شخص ہے جو بڑا زبردست، بہت باعزت ہے۔ بے شک یہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔" اور فرمایا: ﴿هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ﴾ [صٓ : ٥٥ تا ٥٨] "یہ ہے (جزا) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے یقیناً بدترین ٹھکانا ہے۔ جہنم، وہ اس میں داخل ہوں گے، سو وہ برا بچھونا ہے۔ یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ اور دوسری اس کی ہم شکل کئی قسمیں۔"

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمے آگ کے پہنے ہوئے ہوگا (جس سے) اس کا دماغ اس طرح ابلے گا جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے۔ وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ہوا، حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔" [مسلم، کتاب الإیمان، باب أهون أهل النار عذابًا : ۲۱۳]

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

"ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہیں جس پر آندھی والے دن میں ہوا بہت سخت چلی۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے جو انھوں نے کمایا، یہی بہت دور کی گمراہی ہے۔"

کفار مکہ جو عمل بھی کرتے تو اپنے بتوں کی رضا کے لیے کرتے تھے، یا اس سے مقصود ریاکاری ہوتی تھی، مثلاً شہرت اور نام و نمود کے لیے مال خرچ کرتے تھے، یا مہمانوں کے لیے کئی اونٹ ذبح کرتے تھے، تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا سخی اور بڑا مہمان نواز ہے۔ ایسے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے راکھ سے تشبیہ دی ہے، جسے تیز آندھی اڑا کر لے جاتی ہے۔ آگے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر گمراہی کیا ہو سکتی ہے کہ قیامت کے دن ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور انھیں ان کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقامات پر بھی بیان فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۲۳] "اور ہم اس کی طرف آئیں گے جو انھوں نے کوئی بھی عمل کیا ہوگا تو اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔" اور فرمایا: ﴿ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۱۷] "اس کی مثال جو وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں، اس ہوا کی مثال جیسی ہے جس میں سخت سردی ہے، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو آ پہنچی جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو اس نے اسے برباد کر دیا اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ (خود) اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ [البقرة : ۲٦٤] "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، تو اس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے، پس اسے ایک سخت چٹان کی صورت چھوڑ جائے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں پائیں گے جو انھوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ مومن پر (اس کی) نیکی کے معاملہ میں ذرا سا بھی ظلم نہیں کرے گا۔ اس کو اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی دیا جائے گا اور کافر نے جو عمل اللہ کے لیے کیے ہوں گے تو اس کو ان (نیک) اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی کہ جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔" [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب جزاء المؤمن بحسناته في الدنيا والآخرة ...... الخ : ۲۸۰۸]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، اگر وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر ہرگز کچھ مشکل نہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے روز قیامت جسموں کے دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں اپنی قدرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا جو انسانوں کے پیدا کرنے کی نسبت زیادہ بڑی بات ہے۔ وہ ذات گرامی جس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ، بے حد و حساب، وسیع و عریض اور عظیم الشان آسمانوں کو پیدا فرمایا، پھر اس نے ان میں مختلف حرکات کے حامل سیاروں اور دیگر بے شمار روشن نشانیوں کو پیدا کیا، پھر اس زمین کو پیدا فرمایا جسے اس نے بچھونے کی طرح ہموار بنایا اور کہیں ناہموار کر دیا اور کہیں اس میں میخوں کی طرح پہاڑ گاڑ دیے اور اس میں میدانوں، صحراؤں، جنگلوں، دریاؤں، سمندروں، درختوں، نباتات اور حیوانات کے مختلف انواع و اقسام، متعدد فوائد اور بے شمار شکلوں اور رنگوں سے مزین سلسلے پیدا فرما دیے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے؟

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ اَوَ لَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ وَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ [يٰس : ۷۷ تا ۸۳] ”اور کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے اسے ایک قطرے سے پیدا کیا تو اچانک وہ کھلا جھگڑنے والا ہے۔ اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ کہہ دے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔ وہ جس نے تمھارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی، پھر یکایک تم اس سے آگ جلا لیتے ہو۔ اور کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور پیدا کر دے؟ کیوں نہیں اور وہی سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا حکم تو، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، اس کے سوا نہیں ہوتا کہ اسے کہتا ہے ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتی ہے۔ سو پاک ہے وہ کہ اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ : یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی بڑی یا محال بات نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے بہت آسان ہے کہ جب تم اس کے حکم کی خلاف ورزی کرو تو وہ تمھیں نابود کر کے تمھاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئے جو تمھارے جیسے نہ ہوں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴾ [فاطر : ۱۵ تا ۱۷] ”اے لوگو! تم ہی اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [الروم : ۲۷] ”اور وہی ہے جو خلق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ اسے زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اونچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شان اسی کی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ﴾ [المائدة : ٥٤] "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ عنقریب ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔"

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ۧ ٢١ ع ٣ ١٥

"اور وہ سب کے سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے کہ بے شک ہم تمھارے تابع تھے، تو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں کچھ بھی کام آنے والے ہو؟ وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمھیں ضرور ہدایت کرتے، ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں یا ہم صبر کریں، ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔"

قیامت کے دن جب مجرم لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے تو آپس میں خوب جھگڑیں گے اور ایک دوسرے سے اعلان براءت کریں گے۔ دنیا میں جو مجرم کمزور تھے اور اپنے سرداروں اور مال داروں کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے دین کا انکار کر دیا تھا وہ ان سرداروں سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمھاری بات مانتے رہے ہیں تو کیا آج ہم پر آنے والا عذاب کچھ ہلکا کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو تمھیں بھی اس راہ پر لے چلے ہوتے۔ مطلب یہ کہ ہر ایک اپنی بے بسی کا اظہار کرے گا اور جہنم کے عذاب میں گھرا ہوگا، جس سے چھٹکارا ملنے کی کوئی امید نہیں ہوگی۔ کافروں کے اس جزع و فزع کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا: ﴿ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴾ [المؤمن : ٤٧، ٤٨] "اور جب وہ آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ بے شک ہم تمھارے ہی پیچھے چلنے والے تھے، تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ ہٹانے والے ہو؟ وہ لوگ کہیں گے جو بڑے بنے تھے بے شک ہم سب اس میں ہیں، بے شک اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [سبا : ۳۱ تا ۳۳] ''اور کاش! تو دیکھے جب یہ ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ایک دوسرے کی بات رد کر رہا ہوگا، جو لوگ کمزور سمجھے گئے تھے ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔ وہ لوگ جو بڑے بنے تھے، ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے، کہیں گے کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا تھا، اس کے بعد کہ وہ تمھارے پاس آئی ؟ بلکہ تم مجرم تھے۔ اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے، ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہیں گے بلکہ (تمھاری) رات اور دن کی چالبازی نے (ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں، اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جنھوں نے کفر کیا، طوق ڈال دیں گے۔ انھیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳۸، ۳۹] ''فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنے ساتھ والی کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آ ملیں گے تو ان کی پچھلی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ فرمائے گا سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔ اور ان کی پہلی جماعت اپنی پچھلی جماعت سے کہے گی پھر تمھاری ہم پر کوئی برتری تو نہ ہوئی، تو عذاب چکھو اس کے بدلے جو تم کمایا کرتے تھے۔''

وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۲

''اور شیطان کہے گا، جب سارے کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا، سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا، اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچنے والا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم نے مجھے اس سے پہلے شریک بنایا۔ یقیناً جو لوگ ظالم ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

جب اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ فرما دے گا اور جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں بھیج دیے جائیں گے تو شیطان جہنمیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی زبانی تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اس کی اتباع کرو گے تو اللہ کے عذاب سے نجات پاؤ گے، ورنہ جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے۔ چنانچہ آج اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور جزا و سزا کا عقیدہ غلط ہے اور اگر بالفرض اسے صحیح مان لیا جائے تو تمھارے اصنام تمھارے لیے سفارشی بنیں گے۔ میں نے بغیر دلیل و حجت تمھیں اپنی اتباع کی دعوت دی تھی تو تم نے اسے قبول کر لیا تھا، جبکہ رسولوں نے اپنی دعوت کی صداقت پر دلائل پیش کیے تھے، لیکن تم نے ان کی بات ٹھکرا دی تھی۔ اس لیے آج جو کچھ تمھارے ساتھ ہو رہا ہے اس پر مجھے نہیں بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمھیں نجات نہیں دلا سکتا اور نہ تم میرے کام آ سکتے ہو۔ آج میں اس بات کا قطعی طور پر انکار کرتا ہوں کہ کسی بھی حیثیت سے میں اللہ کا شریک ہوں اور تم سے مکمل براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالموں کو اس دن بڑا دردناک عذاب دیا جائے گا۔

وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴾ [النساء : ۱۲۰، ۱۲۱] "وہ انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انھیں دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتا۔ یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔" اور فرمایا: ﴿ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ [بني إسرائيل : ٦٤] "اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں وعدہ نہیں دیتا۔" اور فرمایا: ﴿ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴾ [لقمان : ٣٣] "یقیناً اللہ کا وعدہ سچ ہے، تو کہیں دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں وہ دغا باز اللہ کے بارے میں تمھیں دھوکا نہ دے جائے۔"

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ : یعنی میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ میں اللہ کا شریک ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴾ [الأحقاف : ٥، ٦] "اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔" اور فرمایا: ﴿ كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴾ [مريم : ٨٢] "ہرگز ایسا نہ ہوگا، عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے خلاف مد مقابل ہوں گے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾: مندرجہ ذیل آیت میں بھی ظلم کا اطلاق شرک پر ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۸۲] ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۸۲] ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں'' تو مسلمانوں پر یہ آیت بڑی شاق گزری، انھوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو؟ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم سے یہ (عام گناہ) مقصود نہیں (جو تم نے سمجھ لیے ہیں) بلکہ اس سے مراد شرک ہے، کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا وہ قول جو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا، نہیں سنا، جب وہ اسے نصیحت کر رہے تھے: ﴿ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان : ۱۳] ''اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ ﴾ ...... الخ : ۳۴۲۹۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب صدق الإیمان وإخلاصہ : ۱۲۴]

وَ اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝۲۳

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، ان کی آپس کی دعا اس میں سلام ہوگی۔''

اہل شقاوت و اہل کفر کے مقابلے میں اہل سعادت اور اہل ایمان کا تذکرہ ہے۔ ان کا ذکر ان کے ساتھ اس لیے کیا گیا ہے کہ لوگوں کے اندر اہل ایمان والا کردار اپنانے کا شوق و رغبت پیدا ہو۔ آگے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کا تحفہ ایک دوسرے کو سلام کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں فرشتے بھی ہر دروازے سے داخل ہو کر انھیں سلام عرض کریں گے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ [البقرة : ۲۵] ''اور ان لوگوں کو خوش خبری دے دے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے کہ بے شک ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، جب کبھی ان سے کوئی پھل انھیں کھانے کے لیے دیا جائے گا، کہیں گے یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں دیا گیا تھا اور وہ انھیں ایک دوسرے سے ملتا جلتا دیا جائے گا، اور ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ان میں نہایت پاک صاف بیویاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔‘‘

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ : ارشاد فرمایا: ﴿دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [یونس : ۱۰] ’’ان کی دعا ان میں یہ ہوگی ’’پاک ہے تو اے اللہ!‘‘ اور ان کی آپس کی دعا ان (باغات) میں سلام ہوگی اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہوگا کہ سب تعریف اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾ [مریم : ٦٢] ’’وہ اس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے مگر سلام اور ان کے لیے اس میں ان کا رزق صبح و شام ہوگا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا﴾ [الواقعة : ۲۵، ۲٦] ’’وہ اس میں نہ بے ہودہ گفتگو سنیں گے اور نہ گناہ میں ڈالنے والی بات۔ مگر یہ کہنا کہ سلام ہے، سلام ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ﴾ [الأعراف : ٤٦] ’’اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور (اس کی) بلندیوں پر کچھ مرد ہوں گے، جو سب کو ان کی نشانی سے پہچانیں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلام ہے۔ وہ اس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور وہ طمع رکھتے ہوں گے۔‘‘

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝۲۴ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۵

’’کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمہ کی مثال کیسے بیان فرمائی (کہ وہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح (ہے) جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔‘‘

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے کفر و شرک اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح کیا ہے۔ کلمۂ اسلام ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کو کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شرک کو کلمۂ خبیثہ کہا ہے۔ کلمۂ طیبہ کی مثال اس ہرے بھرے، لہلہاتے، خوبصورت درخت کی ہے جس سے بھینی بھینی خوشبو پھوٹتی ہے، جس کا پھل بہت ہی لذیذ اور مفید ہوتا ہے اور جس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ اس کے اکھڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ایسے درخت کو دیکھ کر اس کے مالک کو بڑی خوشی ہوتی ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ گویا وہ ہر طرح سے ایک مکمل اور مفید درخت ہوتا ہے۔ اس کا پھل عمدہ اور مفید ہوتا ہے اور ہر موسم میں تیار ہوتا رہتا ہے۔

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ : ’’کلمۂ طیبہ‘‘ سے مراد ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ‘‘ یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۂ شہادت " اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ " ہے۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرقہ کی طرف بھیجا، جو قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔ ہم صبح کے وقت وہاں پہنچ گئے اور ہم نے انھیں شکست دے دی۔ مجھے اور ایک انصاری صحابی کو ان کا ایک آدمی ملا۔ جب ہم نے اسے گھیر لیا تو وہ "لا الٰہ الا اللہ" کہنے لگا۔ انصاری تو یہ سن کر علیحدہ ہو گیا مگر میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: "اے اسامہ! لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی تو نے اسے قتل کر دیا؟" میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! اس نے تو جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے پھر فرمایا: "لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا۔" آپ برابر یہی الفاظ فرماتے رہے، یہاں تک کہ مجھے آرزو ہوئی کہ کاش! اس دن سے پہلے میں مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ [مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا إله إلا الله : ۱۵۹ / ۹۶۔ بخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی ﷺ أسامة ...... الخ : ۴۲۶۹]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے، پھر میں دوبارہ حاضر ہوا تب بھی آپ سو رہے تھے، پھر میں (تیسری دفعہ) آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: "جو بندہ بھی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" پڑھ لے، پھر اسی پر اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا۔" میں نے عرض کی، اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔" میں نے (پھر) عرض کی، اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: "اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔" تین مرتبہ اسی طرح فرمایا، پھر چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا: "اگرچہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔" پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور وہ یہ کہتے جا رہے تھے، اگرچہ ابو ذر کی ناک خاک آلود ہو۔ [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی من مات لا یشرك بالله شیئًا دخل الجنة ...... الخ : ۹۴/۱۵]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو جائے اور وہ جانتا ہو (یعنی اس کا ایمان ہو) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا : ۲۶]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: "میری یہ دونوں جوتیاں لے کر جاؤ اور جو شخص اس باغ کے باہر یقین قلبی کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوا ملے، اسے جنت کی بشارت دے دو۔" [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا : ۳۱]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بھی بندہ اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم حرام کر دے گا۔" میں نے عرض کی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے رسول ! کیا میں اس بات کی اطلاع لوگوں کو نہ کر دوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر وہ اسی چیز پر بھروسا کر لیں گے۔'' [مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا : ٣٢]

سیدنا مسیّب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، آپ نے ابو جہل اور عبداللہ بن ابو امیہ بن مغیرہ کو اس کے پاس موجود پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے چچا! کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو میں تمھارے لیے اللہ کے ہاں اس کلمہ کی شہادت دوں گا۔'' [مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت ...... الخ : ٢٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ لے اور اس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی نیکی ہوئی (یعنی ایمان ہوا) تو وہ دوزخ سے نکل آئے گا اور جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ کے برابر بھی خیر ہوئی (یعنی ایمان ہوا) تو وہ بھی دوزخ سے نکل آئے گا اور جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہے اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی خیر ہوئی (یعنی ایمان ہوا) تو وہ بھی دوزخ سے نکل آئے گا۔'' [بخاري، كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان و نقصانه ...... الخ : ٤٤]

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ ...... حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا: یعنی یہ مومن کے عمل سے عبارت ہے کہ اس کی بات پاکیزہ اور اس کا عمل صالح ہوتا ہے۔ مومن کھجور کے درخت کی مانند ہے کہ صبح و شام بلکہ ہر وقت اس کا عمل صالح آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے بتلاؤ! وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے، نہ سردیوں میں نہ گرمیوں میں، جو اپنا پھل ہر موسم میں لاتا رہتا ہے۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں وہ درخت کھجور کا ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ خاموش ہیں تو میں بھی چپ ہو رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ درخت کھجور کا ہے۔'' جب یہاں سے اٹھ کر چلے تو میں نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا، تو انھوں نے فرمایا، پیارے بیٹے! اگر تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے تو تمام چیزوں کے مل جانے سے بھی زیادہ محبوب تھا۔ [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿ كشجرة طيبة أصلها ثابت ...... الخ ﴾ : ٤٦٩٨۔ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب مثل المؤمن مثل النخلة : ٢٨١١]

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ تک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا، میں نے اس ایک (مذکورہ بالا) حدیث کے سوا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور حدیث نہیں سنی، اس میں ہے کہ یہ سوال آپ نے اس وقت کیا جب آپ کے سامنے کھجور کا ایک گابھا لایا گیا اور میں اس لیے خاموش رہا کہ اس مجلس میں بڑی عمر کے لوگ موجود تھے۔ [بخاري، كتاب العلم، باب الفهم في العلم : ٧٢۔ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب مثل المؤمن مثل النخلة : ٢٨١١/٦٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝۲۶ ﴾

''اور گندی بات کی مثال ایک گندے پودے کی طرح ہے، جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا گیا، اس کے لیے کچھ بھی قرار نہیں۔''

کلمۂ خبیثہ کی مثال اس بد باطن درخت کی ہے جس کی زمین میں نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے اور نہ جڑ، اسی لیے زمین کے اوپر ٹھہر نہیں پاتا۔ جیسے کوئی ایسا درخت جسے زمین سے اکھاڑ دیا گیا ہو، اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ بعینہ یہی مثال کفر و شرک کی ہے، کیونکہ یہ کلمۂ کفر انسان کی فطرت میں داخل نہیں ہوتا، لہٰذا اس میں قرار نہیں ہوتا۔ اس کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔ یہ کلمہ صرف اوپر ہی ہوتا ہے جو آبا و اجداد کی تقلید و تعلیم سے رونما ہوتا ہے۔ چونکہ ہر انسان کے آبا و اجداد علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، لہٰذا وہ سب معیارِ حق نہیں ہو سکتے اور جب آبا و اجداد ہی معیارِ حق نہ ہوئے تو ان کی تقلید کی بنیاد پر جو چیز رونما ہوگی وہ بڑی کمزور اور بے بنیاد ہوگی۔ تعجب ہے ایسے لوگوں پر کہ جو ایسی بے بنیاد چیز پر یقین کی بنیاد رکھتے ہیں اور کفر و شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: ﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [الروم : ۳۰] ''پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۱۷۰] ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت پاتے ہوں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَقَالُوْا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۗ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۲۰ أَمْ آتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝۲۱ بَلْ قَالُوْا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰى آثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۲ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلٰى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰى آثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝۲۳ قٰلَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوْا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴾ [الزخرف : ۲۰ تا ۲۴] ''اور انھوں نے کہا اگر رحمان چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ تو صرف اٹکلیں دوڑا رہے ہیں۔ یا کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے؟ پس وہ اسے مضبوطی سے تھامنے والے ہیں۔ بلکہ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا ہے اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں پر راہ پانے والے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اس نے کہا اور کیا اگر میں تمھارے پاس اس سے زیادہ سیدھا راستہ لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا؟ انھوں نے کہا بے شک ہم اس سے جو دے کر تم بھیجے گئے ہو، منکر ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانوروں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں، کیا تم (بوقت پیدائش) ان میں سے کوئی کان کٹا پاتے ہو؟'' اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [الروم : ۳۰] ''پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ لا تبدیل لخلق اللہ ﴾ : ۴۷۷۵۔ مسلم، کتاب القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة : ۲۶۵۸]

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۫ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝۲۷ ع ۴ ۱۴

''اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے، پختہ بات کے ساتھ خوب قائم رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

یعنی دنیا میں جب ایمان والوں پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں تو گھبرا کر کفر و شرک کا غلط راستہ اختیار نہیں کرتے اور جب قبر میں ان کی آزمائش ہوتی ہے تو اس میں بھی وہ پورے اترتے ہیں۔ منکر و نکیر کے سوال و جواب کے وقت بھی وہ ہر قسم کی لغزش سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہر سوال کا صحیح جواب دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی توفیق اور کلمۂ توحید کی برکت سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قول ثابت یعنی کلمۂ طیبہ کے ذریعے سے ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم اور غیر متزلزل رکھتا ہے اور قبر میں بھی مضبوط و غیر متزلزل رکھتا ہے۔ اس کے برعکس جو ایمان دار نہیں ہوتے وہ دنیا میں بھی بہک جاتے ہیں اور قبر میں بھی۔ یہ لوگ ضد، ہٹ دھرمی، حق پوشی اور عناد کی وجہ سے اس نتیجہ سے دو چار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو کچھ اس کی مشیت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو کچھ اس کے قانون کے مطابق ہونا ہے وہی واقع ہوتا ہے۔ اس آیت میں آخرت میں ثابت قدم رکھنے سے مراد قبر میں ثابت قدم رکھنا ہے۔ آخرت سے مراد قبر ہے کیونکہ قبر کا پہلا دن ہی آخرت کا پہلا دن ہے، جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے (فرشتے کے سوال پر) مومن گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“ بس یہی اللہ کے اس فرمان کا مطلب ہے: ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾۔“ [بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر : ۱۳۶۹۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار ...... الخ : ۲۸۷۱]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے رخصت ہو جاتے ہیں اور وہ ابھی ان کی جوتیوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا ٹھکانا جہنم کی طرف دیکھ، اللہ نے اس کے بدلے تجھے جنت عطا کی۔ وہ شخص یہ دونوں مقامات اکٹھے دیکھتا ہے۔ رہا منافق یا کافر تو اس سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا تو وہ کہتا ہے، میں نہیں جانتا، میں تو بس وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے، تو نے نہ کچھ سمجھا اور نہ (اچھے لوگوں کی) پیروی کی۔ پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے مارا جاتا ہے۔ تو وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ کو سوائے جن و انس کے تمام چیزیں جو اس کے قریب ہوتی ہیں، سنتی ہیں۔“ [بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر : ۱۳۷۴۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة ...... الخ : ۲۸۷۰]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ قبر میں فتنۂ دجال کے مثل یا (فرمایا) اس کے قریب قریب آزمائش ہوگی۔ تم میں سے ہر شخص کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے، اس آدمی یعنی محمد ﷺ سے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ تو جو بندہ مومن یا (فرمایا جو) موقن ہوتا ہے، وہ کہتا ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، جو ہمارے پاس کھلی دلیل اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے تو ہم نے اسے قبول کیا، ہم ایمان لائے اور ہم نے (ان کی) پیروی کی۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے، آرام سے سو جا، ہم جانتے تھے کہ تو موقن ہے۔ اور جو شخص منافق یا (فرمایا) شک کرنے والا ہوتا ہے وہ کہتا ہے، میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔“ [بخاری، کتاب الکسوف، باب صلاة النساء مع الرجال فی الکسوف : ۱۰۵۳۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاة الکسوف : ۹۰۵]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بنو نجار قبیلہ کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار (چلے جا رہے) تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ آپ کا خچر بدکا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے۔ وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟“ ایک شخص نے کہا، میں (پہچانتا ہوں)۔ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ''یہ کب مرے تھے؟'' اس شخص نے کہا، شرک کے زمانہ میں مرے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے لوگوں کی آزمائش بھی ان کی قبروں میں ہوگی۔ اگر یہ (اندیشہ) نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ قبر کا عذاب جو میں سنتا ہوں، تمھیں بھی سنا دے۔'' [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار ...... الخ : ۲۸٦۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک جوان مرد مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اسے نہ دیکھا تو دریافت کیا، صحابہ نے کہا، وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔'' گویا کہ انھوں نے اس معاملے کو اتنا اہم نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتاؤ۔'' صحابہ نے آپ کو اس کی قبر بتا دی۔ آپ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا: ''یہ قبریں، قبر والوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان قبروں کو میری نماز کی وجہ سے ان کے لیے روشن کر دیتا ہے۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی القبر : ۹٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قبر میں میت رکھ دی جاتی ہے یا فرمایا، تم میں سے کسی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو اس کے پاس سیاہ فام نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے کہتے ہیں، تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ وہ کہے گا، جو وہ (دنیا میں) ان کے بارے میں کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر میں (ہر طرف سے) ستر ستر ہاتھ کشادگی کر دی جاتی ہے اور اس میں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے، سو جاؤ۔ وہ کہتا ہے، کیا میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤں، تاکہ انھیں (اس بات کی) خبر دے دوں (کہ میں کامیاب ہو گیا)؟ وہ فرشتے کہتے ہیں، (نہیں!) تم اس طرح سو جاؤ جس طرح دلہن سوتی ہے، جسے سوائے اس کے محبوب کے کوئی نہیں جگاتا۔ (پھر وہ اس قبر میں سویا رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے سونے کے مقام سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا۔ اور اگر وہ منافق ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے، میں نے جو کچھ لوگوں کو کہتے سنا میں بھی وہی کہتا رہا، میں نہیں جانتا (کہ وہ کون تھے) پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔ چنانچہ زمین سے کہا جاتا ہے کہ تو اس پر تنگ ہو جا، تو زمین اس کو اتنے زور سے بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں، پھر قبر میں اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کو اس کے لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔'' [ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر : ۱۰۷۱]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ نے فرمایا: ''ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے کام کی وجہ سے ان پر عذاب نہیں ہو رہا۔'' پھر فرمایا: ''ان میں سے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے ایک تازہ شاخ لی اور اسے دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ہر قبر پر گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: ''شاید ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے، جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الجریدة علی القبر: ١٣٦١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)) ''اے اللہ! میں تجھ سے عذاب قبر سے، دوزخ کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر: ١٣٧٧]

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

''کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ جہنم میں، وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''

بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن درحقیقت کفار مکہ کی حالت پر اظہار تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت زار پر رحم کھاتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا، تو اس نعمت پر انھیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا، لیکن انھوں نے ناشکری کی اور ان کی رسالت اور دین اسلام کا انکار کر دیا اور سرداران قریش خود تو ڈوبے ہی تھے، اپنی قوم کو بھی لے ڈوبے۔ ہمیشہ عوام کی نظر میں کفر کو خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انھیں اسلام میں داخل نہیں ہونے دیا اور اس طرح جہنم میں پہنچا دیا، جس سے بڑھ کر ہلاکت و بربادی کی جگہ اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو دھمکی دی کہ دنیا کی لذتوں سے خوب لطف اندوز ہو لو اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہو، لیکن ساتھ ہی یہ بھی جان رکھو کہ تمھارا ٹھکانا جہنم ہو گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا : یعنی اسلام جیسی نعمت ان کے پاس آ گئی تھی، چاہیے تو یہ تھا کہ اس نعمت کی قدر کرتے، اس پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے، لیکن انھوں نے اس کی ناقدری کی، ضد اور ہٹ دھرمی سے اس کا انکار کیا اور اس کے بدلے میں کفر کو اختیار کیا۔ نعمت کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة: ٢٣١] ''اور اپنے آپ پر اللہ کی نعمت یاد کرو اور اس کو بھی جو اس نے کتاب و حکمت میں سے تم پر نازل کیا ہے، وہ تمھیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدة: ٣] ''آج میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آیت: ﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ كُفۡرًا ﴾ سے مراد کفار مکہ ہیں۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ألم تر إلى الذين بدلوا نعمت الله كفرا ﴾ : ٤٧٠٠]

وَاَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِۙ ۝ جَهَنَّمَ‌ ۚ يَصۡلَوۡنَهَا‌ ؕ وَبِئۡسَ الۡقَرَارُ : قوم کے بزرگ اور سردار ہی عموماً پوری قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ قوم کے بزرگ اور سردار حق کا انکار کر دیں تو پھر پوری قوم، الا من رحم ربی، حق کا انکار کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ بزرگ اور سردار پوری قوم کے دوزخ میں جانے کا سبب بن جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ جَمِيۡعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا كُنَّا لَـكُمۡ تَبَعًا فَهَلۡ اَنۡـتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ ؕ قَالُوۡا لَوۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ لَهَدَيۡنٰكُمۡ‌ ؕ سَوَآءٌ عَلَيۡنَاۤ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَـنَا مِنۡ مَّحِيۡصٍ ﴾ [إبراهيم : ٢١] "اور وہ سب کے سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے کہ بے شک ہم تمھارے تابع تھے، تو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں کچھ بھی کام آنے والے ہو؟ وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمھیں ضرور ہدایت کرتے، ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں، یا ہم صبر کریں، ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔" اور فرمایا: ﴿ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ مَوۡقُوۡفُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ‌ۖۚ يَرۡجِعُ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضِ اۨلۡقَوۡلَ‌ ۚ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لَوۡلَاۤ اَنۡتُمۡ لَـكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ۝ قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا بَلۡ مَكۡرُ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ اِذۡ تَاۡمُرُوۡنَنَاۤ اَنۡ نَّـكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجۡعَلَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا‌ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ‌ ؕ وَجَعَلۡنَا الۡاَغۡلٰلَ فِىۡۤ اَعۡنَاقِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا‌ ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴾ [سبا : ٣١ تا ٣٣] "اور کاش! تو دیکھے جب یہ ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ایک دوسرے کی بات رد کر رہا ہوگا، جو لوگ کمزور سمجھے گئے تھے ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔ وہ لوگ جو بڑے بنے تھے، ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے، کہیں گے کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا تھا، اس کے بعد کہ وہ تمھارے پاس آئی؟ بلکہ تم مجرم تھے۔ اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے، ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہیں گے بلکہ (تمھاری) رات اور دن کی چالبازی نے (ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں۔ اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جنھوں نے کفر کیا، طوق ڈال دیں گے۔ انھیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔"

وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا لِّيُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِهٖ‌ ؕ قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِيۡرَكُمۡ اِلَى النَّارِ ۝٣٠

"اور انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے، تاکہ اس کے راستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دے فائدہ اٹھا لو، پس بے شک تمھارا لوٹنا آگ کی طرف ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے کہ اے رسول! ان کفار کے سرداروں نے اللہ کے بہت سے شریک بنا رکھے ہیں، تاکہ وہ اپنی قوم کو انھی میں الجھائے رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک دیں۔ اس طرح وہ لوگوں کو شرک میں مبتلا کر کے توحید کی طرف آنے نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے محبت کس کو نہیں ہوتی؟ سب کو ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے، لیکن جہلا ان سے محبت کے اظہار کا طریقہ ان کی پوجا ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کے بزرگ ان کو یہی سکھاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىِٕهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۱۳٦] ”اور انھوں نے اللہ کے لیے ان چیزوں میں سے جو اس نے کھیتی اور چوپاؤں میں سے پیدا کی ہیں، ایک حصہ مقرر کیا، پس انھوں نے کہا یہ اللہ کے لیے ہے، ان کے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے، پھر جو ان کے شرکاء کے لیے ہے سو وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کے لیے ہے سو وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ [الزمر : ۳] ”اور وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں، اچھی طرح قریب کرنا۔ یقیناً اللہ ان کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو، بہت ناشکرا ہو۔“

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ : یعنی دنیا میں تم جتنا فائدہ بھی حاصل کرنا چاہو کر لو، دنیا میں تم جو بھی حاصل کر لو، آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴾ [لقمان : ۲٤] ”ہم انھیں تھوڑا سا سامان دیں گے، پھر انھیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴾ [يونس : ۷۰] ”دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے، پھر ہم انھیں بہت سخت عذاب چکھائیں گے، اس کی وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔“

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ۳۱

”میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں، کہہ دے کہ وہ نماز قائم کریں اور اس میں سے جو ہم نے انھیں دیا ہے، پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں اور اس کے ساتھ غیروں کو شریک بنانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ انھیں بتا دیں کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اس لیے قرآن کے طریقہ کے مطابق اب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کو حکم دیا کہ وہ مومنوں کو کہہ دیں کہ تم لوگ نماز قائم کرو اور اللہ نے جو روزی دی ہے اس میں سے چھپا کر اور دکھلا کر اللہ کی راہ میں خرچ کرو، یعنی زکوٰۃ ادا کرو، رشتہ داروں پر خرچ کرو اور غیروں کی بھی مدد کرو اور یہ کام اس دن کے آنے سے پہلے پہلے ہونے چاہییں کہ جب کسی کی جانب سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ کوئی معاوضہ دے کر اللہ کے عذاب سے جانبر ہو جائے اور نہ کوئی دوستی کام آئے گی کہ کوئی دوست اپنے دوست کے لیے اللہ کے یہاں سفارش کرے اور اسے عذاب سے نجات دلا دے۔

يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ : سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام کاموں کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔“ [ترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی حرمة الصلوة : ۲٦۱٦]

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔“ [ترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی ترك الصلوة : ۲٦۲۱]

وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً : یعنی مومنوں کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے، کبھی اعلانیہ تو کبھی پوشیدہ خرچ کرنا ان کا شیوہ ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۲۷٤] ”وہ لوگ جو اپنے مال رات اور دن، چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں، سو ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾ [البقرۃ : ۲٦٤، ۲٦٥]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، تو اس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے، پس اسے ایک سخت چٹان کی صورت چھوڑ جائے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں پائیں گے جو انھوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے دلوں کو ثابت رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، اس باغ کی مثال جیسی ہے جو کسی اونچی جگہ پر ہو، جس پر ایک زوردار بارش برسے تو وہ اپنا پھل دوگنا دے، پس اگر اس پر زور کی بارش نہ برسے تو کچھ شبنم۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۲۵۴] ’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے، میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے مستغنی و بے پروا ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا کہ اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کر لیا تو میں اس کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور اس کے شرک کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔‘‘ [مسلم، کتاب الزھد، باب تحریم الریاء : ۲۹۸۵]

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚۖ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىِٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ۝۱۱ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۙ۝۱۲ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ۝۱۳ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴾ [المعارج : ۱۰ تا ۱۴] ’’اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ حالانکہ وہ انھیں دکھائے جا رہے ہوں گے۔ مجرم چاہے گا کاش کہ اس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے خاندان کو، جو اسے جگہ دیا کرتا تھا۔ اور ان تمام لوگوں کو جو زمین میں ہیں، پھر اپنے آپ کو بچا لے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [الزخرف : ۶۷] ’’سب دلی دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقی لوگ۔‘‘

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝۳۲ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۝۳۳ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝۳۴ ع ۵ / ۱۷

’’اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ تمھارے لیے پھلوں میں سے کچھ رزق نکالا اور تمھارے لیے کشتیوں کو مسخر کیا، تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تمھاری خاطر دریاؤں کو مسخر کر دیا۔ اور تمھاری خاطر سورج اور چاند کو مسخر کر دیا کہ پے در پے چلنے والے ہیں اور تمھاری خاطر رات اور دن کو مسخر کر دیا۔ اور تمھیں ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کر پاؤ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے اپنی بعض نعمتوں کا ذکر کیا ہے، جو اس کی وحدانیت اور علم و قدرت پر دلیل ہیں۔ آسمانوں اور زمین کو بغیر کوئی سابق نمونہ دیکھے پیدا کیا اور ان میں بہت سی دیگر اشیاء کو پیدا کیا، آسمان کو مخلوقات کے لیے قابل اطمینان چھت اور زمین کو ان کے لیے بچھونا بنا دیا، تاکہ آسمان کے نیچے سکون واطمینان کے ساتھ زمین جیسے بہترین فرش پر اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ پھر ان دونوں کے درمیان بھی ایسی مخلوقات پیدا کیں جو انسانوں کے لیے گوناگوں فوائد ومنافع کا سبب ہیں۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اور ہر بات پر قادر مطلق۔

آسمان سے بارش نازل کی جس کے ذریعے سے انواع و اقسام کے پھل اور غلے پیدا کیے، جو بنی نوع انسان کے لیے روزی کا کام دیتے ہیں اور کشتیوں کو اس طرح مسخر کیا کہ وہ ان کی مرضی کے مطابق اللہ کے حکم سے پانی کی سطح پر چلتی رہتی ہیں اور انھیں اور ان کا سامانِ تجارت لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتی رہتی ہیں اور نہروں کو مسخر کیا جو زمین کو چیر کر ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک پہنچ جاتی ہیں، جن کا پانی لوگ خود پیتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں اور اس سے اپنی زمینیں سیراب کرتے ہیں۔ یہ نہریں اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

آفتاب و مہتاب کو مسخر کیا جن کی روشنی سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور ان دونوں کی روشنی اور ان کی رفتار اور ایک دوسرے کے بعد آنے اور جانے میں عظیم فوائد ہیں، جن کا احاطہ خالق کائنات ہی کر سکتا ہے۔ ان سے زمین پر اگنے والے تمام پودے اور اس پر رہنے والے تمام حیوانات مستفید ہوتے ہیں، تاریکی دور ہوتی ہے اور ان دونوں کی یہ رفتار قیامت تک باقی رہے گی، کسی حال میں منقطع نہیں ہوگی اور رات اور دن کو مسخر کیا۔ رات آرام کے لیے اور دن روزی حاصل کرنے کے لیے بنایا اور بندوں کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فراہم کر دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بندو! اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے بھی تو نہیں کر سکو گے، کیونکہ ان کی کوئی انتہا نہیں ہے اور آخر میں یہ بتایا کہ جو آدمی ایمان و یقین اور اللہ کی رہنمائی سے محروم ہوتا ہے، وہ اللہ کی ناشکری کر کے اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور وہ بہت ہی بڑا ناشکرا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے اور قول و عمل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی توفیق اس سے چھین لی جاتی ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ : یعنی شمس و قمر دن رات چل رہے ہیں اور چلتے چلتے کبھی نہیں رکتے، پھر کیفیت یہ ہے کہ: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ [یٰسٓ : ۴۰] "نہ سورج، اس کے لیے لائق ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [الأعراف : ٥٤] ”رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، جو تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے، بہت برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ : ارشاد فرمایا: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ﴾ [الحج : ٦١] ”یہ اس لیے کہ بے شک اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾ [الزمر : ٥] ”وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو تابع کر رکھا ہے، ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے۔ سن لو! وہی سب پر غالب، نہایت بخشنے والا ہے۔“

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا : اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندے اس بات سے عاجز ہیں کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو شمار کر سکیں، ان سب کا شکر بجا لانا تو بہت دور کی بات ہے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: « اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا » ”تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، تعریف بہت زیادہ پاکیزہ، جس میں برکت کی گئی ہے، جسے نہ کافی سمجھا گیا ہے (کہ مزید کی ضرورت نہ ہو) نہ چھوڑا گیا ہے اور نہ اس سے بے پروائی کی گئی ہے، اے ہمارے رب!“ [بخاری، کتاب الأطعمة، باب ما یقول إذا فرغ من طعامه : ٥٤٥٨]

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۳۵

”اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مشرکین عرب کے طرز عمل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس حرمت والے شہر مکہ کو جب بنایا گیا تو اسے اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت ہی کے لیے بنایا گیا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام جنھوں نے اس شہر کو بنایا اور اس میں اپنے اہل و عیال کو بسایا تھا، وہ غیر اللہ کی پوجا کرنے والوں سے بری تھے اور انھوں نے اس شہر مکہ کے لیے امن کی یہ دعا بھی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا تھا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ [آل عمران : ٩٦، ٩٧] ”بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو بکہ میں ہے، بہت بابرکت اور جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو کوئی اس میں داخل ہوا امن والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ﴾ [البقرۃ : ۱۲۶] ’’اور جب ابراہیم نے کہا، اے میرے رب! اس (جگہ) کو ایک امن والا شہر بنا دے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اَوَ لَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡ ﴾ [العنکبوت : ٦٧] ’’اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے ایک حرم امن والا بنا دیا ہے، جب کہ لوگ ان کے گرد سے اچک لیے جاتے ہیں۔‘‘

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۶﴾

’’اے میرے رب! بے شک انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، پھر جو میرے پیچھے چلا تو یقیناً وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔‘‘

یہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ بتوں کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس لیے وہ بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بری ہیں اور ان کے معاملے کو انھوں نے اللہ رب العزت کے سپرد کر دیا کہ وہ چاہے تو انھیں عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ : سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے: ﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ ﴾ [إبراهيم : ٣٦] اور پھر یہ آیت تلاوت کی جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے: ﴿ اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴾ [المائدۃ : ١١٨] ’’اگر تو انھیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: ’’اے میرے اللہ! میری امت، میری امت۔‘‘ اور آپ رونے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے کہا: ’’اے جبریل! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا، حالانکہ تیرا رب سب کچھ جانتا ہے اور ان سے پوچھ کہ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟‘‘ تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے سب حال بیان کر دیا، پھر جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو خبر دی، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے، ناراض نہیں کریں گے۔‘‘ [مسلم، کتاب الإیمان، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لأمته وبكائه شفقة عليهم : ٢٠٢]

رَبَّنَاۤ اِنِّىۡۤ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِىۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿۳۷﴾

''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں آباد کیا ہے، جو کسی کھیتی والی نہیں، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ سو کچھ لوگوں کے دل ایسے کر دے کہ ان کی طرف مائل رہیں اور انھیں پھلوں سے رزق عطا کر، تاکہ وہ شکر کریں۔''

یہاں ابراہیم علیہ السلام کی بعض ذریت سے مراد اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے اور مسجد حرام کو بیت حرام اس لیے کہا گیا کہ دوسری جگہوں میں جو کام کرنا حلال ہے وہ بیت اللہ میں کرنا حرام قرار دے دیا گیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اولاد کو بیت حرام کے پاس بسانے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی اولاد وہاں نماز قائم کرے۔ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیرنے کی دعا اس لیے کی کہ وہ ان سے انس والفت حاصل کریں، آپس میں متعارف ہوں اور گوناگوں منافع سے مستفید ہوں اور انواع واقسام کے پھلوں کی جو دعا کی تو اس میں ان کی اولاد اور وہ تمام لوگ شامل ہیں جو مکہ میں آ کر رہیں گے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴾ [البقرة : ١٢٦] ''اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس (جگہ) کو ایک امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے، جو ان میں سے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا تو میں اسے بھی تھوڑا سا فائدہ دوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف بے بس کروں گا اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [القصص : ٥٧] ''اور کیا ہم نے انھیں ایک با امن حرم میں جگہ نہیں دی؟ جس کی طرف ہر چیز کے پھل کھینچ کر لائے جاتے ہیں، ہماری طرف سے روزی کے لیے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔''

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے! اگر زمزم کو انھوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا۔'' یا آپ نے فرمایا: ''اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتیں تو وہ ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر لیتا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر ہاجرہ نے پانی پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا: ''آپ ہلاکت کا اندیشہ نہ کریں، یہاں اللہ کا ایک گھر ہے، جس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کا والد (دونوں مل کر) کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔'' [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ﴿ يزفون ﴾ ...... الخ : ٣٣٦٤]

رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَآءِ ﴿٣٨﴾

"اے ہمارے رب! یقیناً تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز نہیں چھپتی زمین میں اور نہ آسمان میں۔"

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے رب! تو ہمارے حالات اور ہماری ضرورتوں سے خوب واقف ہے، کیا چیز ہمارے لیے مفید ہے اور کیا نقصان دہ، اسے تو خوب جانتا ہے، تو ہم سے زیادہ ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ اس لیے دعا و طلب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو تیرے حضور اظہار بندگی اور تیری جناب میں اظہار خشوع وخضوع کے لیے تجھے پکارتے ہیں۔ ہم اس لیے دعا کرتے ہیں کہ تیرے کرم کے محتاج ہیں اور تیرے فضل و کرم کے لیے ہمارے دل مچل رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام: ٥٩] "اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔" اور فرمایا: ﴿ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ [التغابن : ٤] "وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور اللہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴾ [سبا : ٢] "وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی نہایت رحم والا، بے حد بخشنے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ٤٧] "اور کسی قسم کے پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔"

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ وَهَبَ لِىْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾

"سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل اور اسحاق عطا کیے۔ بے شک میرا رب تو بہت دعا سننے والا ہے۔"

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے بڑھاپے میں انھیں دو بیٹوں سے نوازا، تا کہ ان کے بعد دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہیں، لوگوں کو توحید کی طرف بلائیں اور نماز قائم کریں۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حلیم بیٹے کی خوش خبری دی۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴾ [الصافات : ٩٩ تا ١٠١] ''اور اس نے کہا بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔ اے میرے رب! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے ہو۔ تو ہم نے اسے ایک بہت بردبار لڑکے کی بشارت دی۔'' دوسرے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی پیدائش ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ کی عمروں کے ایسے حصے میں ہوئی کہ اس عمر میں بچہ پیدا ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا١ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ١ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴾ [هود : ٧٢، ٧٣] ''اس نے کہا ہائے میری بربادی! کیا میں جنوں گی، جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند ہے بوڑھا، یقیناً یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔ انھوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔''

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ١ۖۗ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝۴۰ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝۴۱ ع ۱۸/۶

''اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے رب! اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور ایمان والوں کو، جس دن حساب قائم ہوگا۔''

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انھیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنا دے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ داعیان دین الٰہی کو اپنے گھر والوں کی ہدایت اور ان کی دینی تعلیم و تربیت سے غافل نہیں رہنا چاہیے، بلکہ دعوت و تبلیغ میں انھیں اولیت دینی چاہیے۔ آگے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے بھی دعائے مغفرت کی اور یہ صرف اس لیے کہ انھوں نے اپنے والد سے دعائے مغفرت کرنے کا وعدہ کیا تھا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ١ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ١ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ١ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴾ [مریم : ٤٥ تا ٤٧] ''اے میرے باپ! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپڑے، پھر تو شیطان کا ساتھی بن جائے۔ اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی کرنے والا ہے اے ابراہیم!؟ یقیناً اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور ہی تجھے سنگسار کر دوں گا اور مجھے چھوڑ جا، اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔ کہا تجھ پر سلام ہو، میں اپنے رب سے تیرے لیے ضرور بخشش کی دعا کروں گا، بے شک وہ ہمیشہ سے مجھ پر بہت مہربان ہے۔'' ابراہیم علیہ السلام اس وعدے کے مطابق اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہے، لیکن جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بے زاری کا اظہار کیا اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا چھوڑ دی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ١ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴾ [التوبة : ١١٤] ”اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش مانگنا نہیں تھا مگر اس وعدہ کی وجہ سے جو اس نے اس سے کیا تھا، پھر جب اس کے لیے واضح ہوگیا کہ بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہوگیا۔ بے شک ابراہیم یقیناً بہت نرم دل، بڑا بردبار تھا۔“

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾

”اور تو اللہ کو ہرگز اس سے غافل گمان نہ کر جو ظالم لوگ کر رہے ہیں، وہ تو انھیں صرف اس دن کے لیے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی رہ جائیں گی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ یہ خیال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے اعمال سے بے خبر ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اگر انھیں مہلت دے رکھی ہے اور ان کی رسی دراز کر رکھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ان سے بے خبر ہے اور وہ انھیں ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دے گا، بلکہ وہ ان کے تمام اعمال کو شمار کر رہا ہے اور جب وہ دن آ جائے گا جب مارے دہشت کے لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی تو سارے اعمال بد ان کے سامنے پیش کر دیے جائیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ کیے ہوئے اٹھائے جاؤ گے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! پھر تو (اس روز) مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ وقت اتنا زیادہ سخت ہوگا کہ وہ اس کا قصد بھی نہ کر سکیں گے۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر : ٦٥٢٧۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمھا، باب فناء الدنیا وبیان الحشر : ٢٨٥٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے، اے اللہ! میں بار بار تیری خدمت میں حاضر ہوں اور خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جو لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، انھیں نکالو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے، کتنے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ تو یہی وہ وقت ہوگا کہ جب بچہ (غم سے) بوڑھا ہو جائے گا: ﴿ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴾ [الحج : ٢] ”اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا، حالانکہ وہ ہرگز نشے میں نہیں ہوں گے اور لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب ﴿ إن زلزلة الساعة شيء عظيم ﴾ …… الخ : ٦٥٣٠]

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ﴿۴۳﴾

”اس حال میں کہ تیز دوڑنے والے، اپنے سروں کو اوپر اٹھانے والے ہوں گے، ان کی نگاہ ان کی طرف نہیں لوٹے گی اور ان کے دل خالی ہوں گے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب قیامت برپا ہوگی تو مردے اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف بڑی تیزی سے دوڑیں گے، اپنے سر اوپر کی طرف اٹھائے ہوں گے اور آنکھیں کھلی ہوں گی، پلکوں میں حرکت بھی نہیں ہوگی اور مارے گھبراہٹ کے ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴾ [القمر : ۸] ”پکارنے والے کی طرف گردن اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے یہ بڑا مشکل دن ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴾ [قٓ : ٤٤] ”جس دن زمین ان سے پھٹے گی، اس حال میں کہ وہ تیز دوڑنے والے ہوں گے، یہ ایسا اکٹھا کرنا ہے جو ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ﴾ [طٰہٰ : ۱۰۸ تا ۱۱۱] ”اس دن وہ پکارنے والے کے پیچھے چلے آئیں گے، جس کے لیے کوئی کجی نہ ہوگی اور سب آوازیں رحمان کے لیے پست ہو جائیں گی، سو تو ایک نہایت آہستہ آواز کے سوا کچھ نہیں سنے گا۔ اس دن سفارش نفع نہ دے گی مگر جس کے لیے رحمان اجازت دے اور جس کے لیے وہ بات کرنا پسند فرمائے۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور سب چہرے اس زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے کے لیے جھک جائیں گے۔“

وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ : یعنی ان کے دل جھکے ہوئے ہوں گے، خالی ہوں گے، ڈر اور خوف کی شدت کے باعث دلوں میں کچھ نہیں ہوگا، ارشاد فرمایا: ﴿ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ﴾ [النازعات : ۸] ”کئی دل اس دن دھڑکنے والے ہوں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ﴾ [المؤمن : ۱۸] ”اور انھیں قریب آنے والی گھڑی کے دن سے ڈرا جب دل گلوں کے پاس غم سے بھرے ہوں گے۔“

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝۴۴

”اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا جب ان پر عذاب آئے گا، تو وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں قریب وقت تک مہلت دے دے، ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور ہم رسولوں کی پیروی کریں گے۔ اور کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تمھارے لیے کوئی بھی زوال نہیں۔“

یہاں بھی خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور ” النَّاسَ “ سے سب لوگ مراد ہیں، اس لیے کہ قیامت کے دن سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرایا جانا مسلم و کافر سب کو شامل ہے۔ کفار موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرتے تھے اور جب کوئی داعی الی اللہ ایسی بات کرتا تو قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ دوسری زندگی کا عقیدہ باطل ہے۔

رَبَّنَآ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ :ارشاد فرمایا: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴾ [المنافقون : ۹، ۱۰] ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے، پھر وہ کہے، اے میرے رب! تو نے مجھے قریب مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔“ اور اللہ تعالیٰ نے محشر میں ان کے حال کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَ لَوۡ تَرٰۤی اِذِ الۡمُجۡرِمُوۡنَ نَاكِسُوۡا رُءُوۡسِهِمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَ سَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ﴾ [السجدۃ : ۱۲] ”اور کاش! تو دیکھے جب مجرم لوگ اپنے رب کے پاس اپنے سر جھکائے ہوں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، پس ہمیں واپس بھیج، ہم نیک عمل کریں گے، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ هُمۡ یَصۡطَرِخُوۡنَ فِیۡهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ اَوَ لَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِیۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ نَّصِیۡرٍ ﴾ [فاطر : ۳۷] ”اور وہ اس میں چلائیں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال لے، ہم نیک عمل کریں گے، اس کے خلاف جو ہم کیا کرتے تھے۔ اور کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہیں دی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا حاصل کر لیتا اور تمھارے پاس خاص ڈرانے والا بھی آیا۔ پس چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

اَوَ لَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ : یعنی کیا تم اپنی اس حالت سے پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو اس حال سے جس میں تم ہو کبھی زوال نہیں ہو گا اور نہ کبھی تمھیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور نہ جزا و سزا کا معاملہ ہو گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَیۡمَانِهِمۡ ۙ لَا یَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ یَّمُوۡتُ ؕ بَلٰی وَعۡدًا عَلَیۡهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴾ [النحل : ۳۸] ”اور انھوں نے اپنی پکی قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ اسے نہیں اٹھائے گا جو مر جائے۔ کیوں نہیں! وعدہ ہے اس کے ذمے سچا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

وَّ سَكَنۡتُمۡ فِیۡ مَسٰكِنِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَ تَبَیَّنَ لَكُمۡ كَیۡفَ فَعَلۡنَا بِهِمۡ وَ ضَرَبۡنَا لَكُمُ الۡاَمۡثَالَ ۝۴۵

”اور تم ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں آباد رہے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمھارے لیے خوب واضح ہو گیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ان کے ساتھ کس طرح کیا اور ہم نے تمھارے لیے کئی مثالیں بیان کیں۔“

یعنی تم ان بستیوں کو دیکھ چکے ہو، جن کے رہنے والوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا، جیسے عاد و ثمود کی بستیاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو عذاب نازل کیا تھا اس کے آثار اب تک باقی ہیں اور اس کی خبریں تواتر کے ساتھ تم تک پہنچ چکی ہیں، اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اور جس کی وجہ سے وہ اس انجام بد کو پہنچے، وہ ساری باتیں تمھیں معلوم ہیں۔ پھر بھی تم میں کوئی ایسا نہ ہوا جو عبرت حاصل کرتا اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے سرکش لوگوں کے انجام سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ [الرعد : ٦] ”اور وہ تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے کئی عبرت ناک سزائیں گزر چکیں اور بے شک تیرا رب یقیناً لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے اور بلاشبہ تیرا رب یقیناً بہت سخت سزا والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴾ [يونس : ١٠٢] ”تو یہ لوگ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں سوائے ان لوگوں کے سے ایام کے جو ان سے پہلے گزر چکے۔ کہہ دے پس انتظار کرو، یقیناً میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔“ اور فرمایا: ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴾ [العنكبوت : ٤١ تا ٤٣] ”ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں مکڑی کی مثال جیسی ہے، جس نے ایک گھر بنایا، حالانکہ بے شک سب گھروں سے کمزور تو مکڑی کا گھر ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔ یقیناً اللہ جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں کوئی بھی چیز ہو اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور انھیں صرف جاننے والے ہی سمجھتے ہیں۔“

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

”اور بے شک انھوں نے تدبیر کی، اپنی تدبیر اور اللہ ہی کے پاس ان کی تدبیر ہے اور ان کی تدبیر ہرگز ایسی نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔“

اہل مکہ نبی کریم ﷺ اور دعوت اسلامیہ کے خلاف بڑی زبردست سازشیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی وہ تمام سازشیں لکھی جا رہی ہیں اور جن کا بدلہ انھیں مل کر رہے گا۔ وہ سازشیں اتنی ہیبت ناک تھیں کہ پہاڑوں کو اکھاڑ پھینکتیں اور انھیں تہ و بالا کر دیتیں، لیکن اللہ اپنے نبی ﷺ اور دین اسلام کی حمایت و نصرت فرماتا رہا اور ان کی چالیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھری کی دھری رہ گئیں۔

﴿فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ (۴۷)

’’پس تو ہرگز گمان نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ سب پر غالب، بدلہ لینے والا ہے۔‘‘

یعنی اللہ نے اپنے رسولوں سے دنیا اور آخرت میں مدد کرنے کا جو وعدہ کیا ہے، وہ یقیناً سچا ہے، اس سے وعدہ خلافی ممکن نہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ [المؤمن : ۵۱] ’’بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ [المجادلة : ۲۱] ’’اللہ نے لکھ دیا ہے کہ ضرور بالضرور میں غالب رہوں گا اور میرے رسول، یقیناً اللہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے۔‘‘

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (۴۸)

’’جس دن یہ زمین اور زمین سے بدل دی جائے گی اور سب آسمان بھی اور لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، جو اکیلا ہے، بڑا زبردست ہے۔‘‘

فرمایا کہ اس دن زمین و آسمان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوگا، پہاڑ روئی کے گالے کے مانند اڑ رہے ہوں گے۔ سمندر کا پانی پھوٹ پڑے گا اور زمین ہموار ہو جائے گی۔ آسمان کے ستارے بکھر جائیں گے اور شمس و قمر بے نور ہو جائیں گے اور لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لیے دوڑ رہے ہوں گے، تاکہ وہ انھیں ان کے اعمال کا بدلہ چکائے، جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ’’قیامت کے دن لوگ سفید زمین پر جو سرخی مائل ہوگی، جمع کیے جائیں گے۔ وہ زمین ایسی ہوگی جیسے میدے کی روٹی، اس زمین پر کسی کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا (یعنی چٹیل میدان ہوگی)۔‘‘ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب فی البعث و النشور …… الخ : ۲۷۹۰۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب یقبض اللہ الأرض یوم القیامۃ : ۶۵۲۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کے اس فرمان: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ کے سلسلہ میں دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! آدمی اس دن کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(پل) صراط پر۔‘‘ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب فی البعث والنشور …… الخ : ۲۷۹۱]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا، اتنے میں یہودی علماء میں سے ایک عالم آیا اور اس نے عرض کی، السلام علیک یا محمد! تو میں نے اسے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ وہ بولا، تو مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں دھکا دیتا ہے؟ میں نے کہا، تو ''یا رسول اللہ!'' کیوں نہیں کہتا؟ یہودی نے کہا، ہم آپ کو اس نام کے ساتھ پکارتے ہیں جو آپ کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام محمد (ﷺ ہی) ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے۔'' یہودی نے کہا، آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں تجھے کچھ بتاؤں گا تو تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا، میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی، زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا: ''پوچھ!'' یہودی نے کہا، جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین ہو جائے گی اور آسمان بدل کر دوسرے آسمان ہو جائیں گے، تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ فرمایا: ''لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے۔'' اس نے دریافت کیا، تو پھر سب سے پہلے کون اس پل سے پار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''فقراء مہاجرین۔'' [مسلم، کتاب الحیض، باب بیان صفة منی الرجل والمرأة...... الخ : ٣١٥]

وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾

''اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑے ہوئے دیکھے گا۔''

اور مجرموں کی حالت یہ ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک قسم کے مجرمین کو الگ الگ جمع کیا جائے گا اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو بیڑیاں ڈال کر ان کی گردنوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴾ [الفرقان : ١٣] ''اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں آپس میں جکڑے ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہاں کسی نہ کسی ہلاکت کو پکاریں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴾ [الحاقة : ٣٠ تا ٣٢] ''اسے پکڑو، پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دو۔ پھر ایک زنجیر میں، جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے، پس اسے داخل کر دو۔''

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

''ان کی قمیصیں گندھک کی ہوں گی اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپے ہوگی۔ تاکہ اللہ ہر جان کو اس کا بدلہ دے جو اس نے کمایا۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپک رہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کی شکل و صورت کی قباحت اور ان کی بدترین حالت کو بیان کرنے کے لیے انھیں اس خارش زدہ اونٹ سے تشبیہ دی ہے، جس کے جسم سے پیپ نکل رہی ہو اور علاج کے لیے اس کے سارے جسم پر گندھک مل دیا گیا ہو۔ جس کی بدبو بہت ہی شدید اور جس کا منظر بڑا ہی قبیح ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اہل جرائم کے ساتھ جو کچھ ہوگا اس لیے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے کا بدلہ چکائے۔

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں، جنھیں وہ نہیں چھوڑیں گے: ① حسب پر فخر۔ ② نسب میں طعنہ زنی۔ ③ ستاروں سے بارش کی طلبی۔ ④ اور میت پر نوحہ۔'' پھر فرمایا: '' (سنو!) نوحہ کرنے والی نے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کی تو اسے قیامت کے دن گندھک کا قمیص اور کھجلی کا دوپٹا پہنایا جائے گا۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ : ۹۳۴۔ مسند أحمد : ۵/ ۳۴۲، ۳۴۳، ح : ۲۲۹۶۹]

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ : یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کو قیامت کے دن اس کے اعمال کا بدلہ دے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴾ [النجم : ۳۱] ''تاکہ وہ ان لوگوں کو جنھوں نے برائی کی، اس کا بدلہ دے جو انھوں نے کیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے بھلائی کی، بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔''

ع ۱۹ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۵۲

''یہ لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے اور تاکہ انھیں اس کے ساتھ ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ حقیقت یہی ہے کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔''

یہ سورت نصیحت اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کافی ہے اور جو شخص اس میں مذکور احکام و نصائح پر عمل پیرا ہو گا اسے دنیا و آخرت کی نیک بختی حاصل ہو گی۔ اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والے جو دلائل اس میں بیان ہوئے ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے اسے یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

قرآن مجید توحید، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ، حشر و نشر، عقائد و اعمال وغیرہ کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے، جن میں نہ کوئی ابہام ہے نہ کوئی اشکال۔ ہر چیز صاف اور واضح سمجھ میں آنے والی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ [حم السجدۃ : ۱ تا ۳] ''حٰمٓ۔ اس بے حد رحم والے، نہایت مہربان کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة الحجر مكية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔“

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

”الٓرٰ۔ یہ کامل کتاب اور واضح قرآن کی آیات ہیں۔“

ارشاد فرمایا: ﴿ حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۱ تا ۳] ”حٰمٓ۔ اس بے حد رحم والے، نہایت مہربان کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ﴾ [البقرة : ۱۸۵] ”رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں۔“

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ②

”کسی وقت چاہیں گے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کاش! وہ مسلم ہوتے۔“

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے لیے بشارت ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا اور ایک دن ایسا آئے گا کہ کفار تمنا کریں گے کہ کاش وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہوتے تو آج انھیں بھی وہ مقام حاصل ہوتا جو ان کبار صحابہ کو حاصل ہے، جنھوں نے ابتدا ہی میں اسلام کی دعوت پر لبیک کہا اور سابقین اولین قرار پائے۔ اس بشارت کے ضمن میں نبی کریم ﷺ کی حوصلہ افزائی کر کے ہمت بڑھائی جا رہی ہے کہ آپ دعوت کے کام میں صبر و استقامت کے ساتھ لگے رہیں، کیونکہ انجام کار غلبہ آپ کو حاصل ہو گا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کفار یہ تمنا یا تو موت کے وقت کریں گے یا قیامت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن، جب حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی اور انھیں اپنے دین وعقیدہ کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے گا، تب یہ تمنا کریں گے۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مشرکین اور گناہ گار مسلمانوں کو جہنم میں اکٹھا کر دے گا، تو مشرکین مسلمانوں سے کہیں گے کہ تمھاری توحید تمھارے کسی کام نہیں آئی، تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہو کر اپنے فضل و رحمت سے مسلمانوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا، اس وقت مشرکین ایسا کہیں گے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنت کی خوش خبری سنائی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴾ [الزخرف : ۶۸، ۶۹] ”اے میرے بندو! آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماں بردار تھے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو (اعلان کرنے کا) حکم دیا، انھوں نے لوگوں میں اعلان کیا: ”سوائے مسلمان شخص کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہو گا۔“ [بخاری، کتاب الجهاد، باب إن الله ليؤيد الدين بالرجل الفاجر : ۳۰۶۲۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه : ۱۱۱]

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۝۳

”انھیں چھوڑ دے، وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور انھیں امید غافل رکھے، پھر جلدی جان لیں گے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کفار مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے اور انھیں دھمکی دی جا رہی ہے کہ وہ جانوروں کی مانند خوب کھائیں پییں، خوب مزے کریں، اپنی خواہشوں کو پورا کریں اور ان کی جھوٹی امید کہ ان کا انجام بخیر ہو گا، انھیں توبہ واستغفار اور ذکر الٰہی سے غافل بنائے رکھے، وہ عنقریب قیامت کے دن اپنے برے انجام کو پہنچ جائیں گے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہو گا۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا: یہ بہت سخت ڈانٹ اور شدید سرزنش ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴾ [إبراهيم : ۳۰] ”کہہ دے فائدہ اٹھا لو، پس بے شک تمھارا لوٹنا آگ کی طرف ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴾ [المرسلات : ۴۶] ”(اے جھٹلانے والو!) تھوڑا سا کھا لو اور فائدہ اٹھا لو، یقیناً تم مجرم ہو۔“

وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ: یعنی جھوٹی امیدوں نے توبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے انھیں غافل کیے رکھا، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل بنائی اور اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو اس سے نکلا ہوا تھا اور اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے پر جو مربع شکل کے اندر تھا، چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور فرمایا: ”یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت اس کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ باہر نکلا ہوا (درمیانی خط) اس کی آرزو ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط مصائب ہیں۔ پس اگر وہ ایک مصیبت سے بچ نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں گرفتار ہو جاتا ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الأمل وطوله : ٦٤١٧]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی اپنے سامنے گاڑی، دوسری اس کے پہلو میں اور تیسری (اس سے) ذرا دور، پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' انھوں نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی آرزو ہے، اب وہ آرزو کے پانے کی کوشش میں ہے، لیکن آرزو (کے حصول) سے پہلے ہی موت اس کو آ پہنچتی ہے۔'' [مسند أحمد : ۱۸/۳، ح : ۱۱۱۳۸۔ شرح السنة، کتاب الرقاق باب طول الأمل والحرص : ٤٠٩٢]

وَمَاۤ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ۝۴ مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ۝۵

''اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس حال میں کہ اس کے لیے ایک مقرر لکھا ہوا وقت تھا۔ کوئی امت اپنے مقرر وقت سے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ جب کسی بستی کو گناہوں پر اصرار کی وجہ سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کا ایک وقت مقرر کر دیتا ہے، تاکہ اس سے پہلے بستی والوں کو اسباب ہلاکت پر خوب غور و فکر کرنے کا موقع مل جائے، شاید کہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔ کوئی بھی ظالم قوم اپنے وقت مقرر سے پہلے ہلاک نہیں ہوتی اور جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی، کیونکہ حجت پوری ہو چکی ہوتی ہے اور اسے معذور سمجھے جانے کا کوئی سبب باقی نہیں رہ جاتا۔

وَقَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الَّذِىۡ نُزِّلَ عَلَيۡهِ الذِّكۡرُ اِنَّكَ لَمَجۡنُوۡنٌ ۝۶

''اور انھوں نے کہا اے وہ شخص جس پر یہ نصیحت نازل کی گئی ہے! بے شک تو تو دیوانہ ہے۔''

کفار مکہ کا غایت درجہ تکبر و عناد بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پھبتیاں کستے تھے اور کہتے تھے کہ اے اس بات کا دعویٰ کرنے والے کہ مجھ پر قرآن اترتا ہے! تم تو صریح پاگل و دیوانے ہو کہ ہم سے اپنے آپ کو رسول منوانے کی بات کرتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو کہ تم پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ (العیاذ باللہ!)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ضماد مکہ میں آیا اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ کا ایک فرد تھا۔ وہ جنوں اور آسیب وغیرہ کا دم کیا کرتا تھا۔ اس نے جب مکہ کے بے وقوفوں سے یہ سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں تو کہنے لگا، ذرا میں بھی انھیں دیکھوں، شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے انھیں شفا دے دے۔ غرضیکہ وہ آپ سے ملا۔ اس نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنوں وغیرہ کا دم کیا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا دے دیتا ہے، آپ کو کیا مرض ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَادِيَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَمَّا بَعْدُ!» ضماد نے کہا ان کلمات کا اعادہ فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ضماد کے سامنے ان کلمات کا اعادہ فرمایا۔ ضماد نے کہا، میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، جادوگروں کی باتیں سنی ہیں، شاعروں کے اشعار سنے ہیں، لیکن آپ کے اس کلام جیسا کلام کبھی نہیں سنا، یہ کلام تو سمندر کی تہ تک پہنچ گیا ہے۔ آپ اپنا دست مبارک بڑھائیے، تاکہ میں اسلام پر آپ سے بیعت کر لوں۔ ضماد نے بیعت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور اپنی قوم کی طرف سے؟'' ضماد رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں، میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ (بعد ازاں مدینہ منورہ پہنچ کر ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر روانہ فرمایا، وہ لشکر سیدنا ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم کے پاس سے گزرا تو سردارِ لشکر نے کہا، تم نے اس قوم کی کوئی چیز تو نہیں لی؟ ایک شخص نے کہا، ہاں! میں نے ان کا ایک لوٹا لیا ہے۔ سردار نے کہا، جاؤ! اسے واپس کر دو، یہ ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔ [مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلوة و الخطبة : ۸۶۸]

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝

''تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا، اگر تو سچوں میں سے ہے۔ ہم فرشتوں کو نہیں اتارتے مگر حق کے ساتھ اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے۔''

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کبر و عناد میں آ کر کہا کہ اگر تم سچے ہو تو آسمان سے فرشتوں کو کیوں نہیں اتار لاتے جو تمھاری صداقت کی گواہی دیتے اور دعوت و تبلیغ کے کام میں تمھاری مدد کرتے؟ ان کے اس کبر و عناد کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم فرشتے نہ تو تماشا دکھانے کے لیے اتارتے ہیں اور نہ اس لیے اتارتے ہیں کہ وہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیں، بلکہ فرشتے تو مجرموں پر قہر الٰہی بن کر آتے ہیں، جیسے غزوۂ بدر میں آئے تھے، یا تمھاری جانیں نکالنے کے لیے آتے ہیں، یا پھر کسی قوم کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیے آتے ہیں، پھر جب یہ آ جاتے ہیں تو تمھارا کام تمام کر کے چھوڑتے ہیں۔ اس وقت مہلت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ : یعنی ہمارے پاس ایسے فرشتے آتے جو اس بات کی گواہی دیتے کہ تو جو دین لے کر آیا ہے وہ سچا ہے، جیسا کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا: ﴿ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴾ [الزخرف : ۵۳] ''پس اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے، یا اس کے ہمراہ فرشتے مل کر کیوں نہیں آئے؟'' قرآن کریم نے ان کی اس بات کو اس طرح بھی بیان کیا ہے: ﴿ وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۲۱، ۲۲] ”اور ان لوگوں نے کہا جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے، یا ہم اپنے رب کو دیکھتے؟ بلاشبہ یقیناً وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور انھوں نے سرکشی اختیار کی، بہت بڑی سرکشی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کے لیے خوشی کی کوئی خبر نہ ہوگی اور کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) ایک مضبوط آڑ ہو۔“

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

”بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کفار مکہ نے اس قرآن کا انکار کر دیا ہے تو کیا ہوا، اس کے خلاف ان کی کوئی سازش کارگر نہیں ہوگی کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول ﷺ پر اتارا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کے لیے تسلی کا سامان بھی ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی خوش خبری بھی کہ اس مشعل ہدایت کو کوئی بجھا نہ سکے گا۔ اس کا نور قیامت تک انسانوں کو راہ دکھاتا رہے گا۔ آندھیاں چلیں گی، طوفان اٹھیں گے، بڑی بڑی سازشیں ہوں گی، لیکن جب تک قیامت نہیں آ جاتی یہ قرآن بغیر کسی ادنیٰ تغیر و تحریف کے باقی رہے گا اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری کا اس طرح پورا ہونا بھی قرآن مجید کی صداقت کی دلیل ہے اور پھر اس کے کلام کا معجزہ ہونا اس پر مستزاد ہے۔ قرآن مجید کا یہ اعجاز زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے: ﴿ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾ [بنی إسرائیل : ۸۸] ”کہہ دے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [ھود : ۱۳، ۱۴] ”یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے پھر اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم حکم ماننے والے ہو؟“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیا گیا اور اسی معجزہ کے مطابق لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (یعنی قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی (کے ذریعے سے نازل) کیا ہے (یہ معجزہ چونکہ سب معجزوں سے بڑا ہے)، اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی کرنے والے دیگر انبیاء کی پیروی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔" [بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ : بعثت بجوامع الکلم : ۷۲۷٤۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد ﷺ ...... الخ : ۱۵۲]

سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ میں گیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے پاس عمر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اسی طرح اور لڑائیوں میں بھی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہو گئے تو بہت سا قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا، چنانچہ اگر قرآن کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو یہ ڈر نہیں رہے گا، لہٰذا آپ قرآن کو جمع کروا دیں۔ میں (ابوبکر) نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا، میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے اور بار بار یہی کہتے رہے، تا آنکہ اللہ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گیا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ خاموشی سے یہ بات سنتے رہے۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے کہنے لگے، تم جوان اور عاقل ہو اور ہم تمھیں سچا جانتے ہیں اور تم دور نبوی میں کاتب وحی رہے ہو، تو اب ایسا کرو کہ قرآن (کی جا بجا لکھی ہوئی تحریروں) کو تلاش کرو اور سب کو اکٹھا کر دو۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے کہتے تو مجھے اتنا مشکل نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنا ہوا ہے۔ میں نے ان سے بڑی تکرار کی، تا آنکہ اللہ نے میرا سینہ بھی کھول دیا، جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا کھولا تھا اور میں نے یہ کام شروع کر دیا۔ میں نے قرآن کو کھال، کندھے کی ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن لکھا ہوا تھا) جمع کیا۔ پھر اکثر لوگوں کو یاد بھی تھا، یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں : ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے ہاں نہ پائیں۔ پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس رہا اور ان کی وفات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ملا۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالٰی : ﴿ لقد جاءکم رسول من أنفسکم عزیز علیه ما عنتم ﴾ : ٤٦٧٩]

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۰ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۲ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے اگلے لوگوں کے گروہوں میں رسول بھیجے۔ اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم یہ بات مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور یقیناً (یہی) پہلے لوگوں کا طریقہ گزرا ہے۔“

یہاں بھی نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر کفار قریش آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس سے آپ کو دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تو ہمیشہ سے قوموں کا شیوہ رہا ہے کہ جب بھی کوئی رسول کسی قوم کے پاس آیا تو انھوں نے اس کا مذاق اڑایا۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے گزشتہ مجرموں کے دلوں میں گمراہی کو داخل کر دیا تھا، کفار مکہ کے دلوں میں بھی کفر و ضلالت کو پیوست کر دیں گے، پھر وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ہمیشہ سے اللہ کی یہی سنت جاری ہے کہ وہ ایسی قوموں کو ہلاک کرتا رہا ہے اور اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو غالب بناتا رہا ہے۔

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ : ارشاد فرمایا: ﴿ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴾ [یٰسٓ : ۳۰] ”ہائے افسوس بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا رہا مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔“ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِينَ ﴾ [الحجر : ۹۵] ”بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔“ اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے، ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابو زمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی اور عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟“ جبریل ﷺ نے کہا: ”میں نے اس کو سزا دے دی۔“ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے نپٹ لیا۔“ پھر جبریل علیہ السلام نے ابو زمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: ”آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔“ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔“ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔“ ولید کو سزا اس طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملی کہ خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پر جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس (بیماری کی وجہ) سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، اس کانٹے دار حجازی پودے کی طرح کا پھوڑا اس کے سر میں نکلا، سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی : ۸/۹، ح : ۱۷۷۳۱۔ دلائل النبوۃ للبیہقی : ۲/۳۱۶ تا ۳۱۸]

وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ ع ۱

”اور اگر ہم ان پر آسمان سے کوئی دروازہ کھول دیں، پس وہ دن بھر اس میں چڑھتے رہیں۔ تو یقیناً کہیں گے کہ بات یہی ہے کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں، بلکہ ہم جادو کیے ہوئے لوگ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے کفر و عناد اور سرکشی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں تو پھر بھی یہ تصدیق نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ محمد (ﷺ) نے ہماری آنکھوں کو مسحور کر دیا ہے، جس کی وجہ سے حقائق ہمارے سامنے بدل کر آ رہے ہیں اور پھر درحقیقت ایسا ہی ہوا، جب انھیں شق القمر کا معجزہ دکھایا گیا تو انھوں نے اسے جادو ہی کا نتیجہ بتایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴾ [القمر : ۱، ۲] ”قیامت بہت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ) ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔“

الغرض کفار کے تمسخر اور مطلوبہ معجزہ نہ دکھانے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کو جو ملال ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کو رفع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو تسلی دے کر اشارتاً صبر و استقامت کی تلقین بھی کر دی۔

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں کئی برج بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کر دیا ہے۔ اور ہم نے اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ کر دیا ہے۔ مگر جو سنی ہوئی بات چرا لے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ آسمانوں کو پیدا فرمایا اور انھیں مختلف نجوم و کواکب سے مزین فرمایا ہے، جو شخص ان کے نظام پر غور و فکر کرے گا اسے بہت سے عجائبات اور بے شمار روشن نشانات نظر آئیں گے اور وہ حیران و ششدر رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے شہابوں کو سرکش شیطانوں سے حفاظت کا ذریعہ بنا دیا ہے، تاکہ وہ ملائکہ کی باتیں نہ سن سکیں۔ ان میں سے اگر کوئی سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بات سننے کے لیے پیش قدمی کرتا ہے تو ایک روشن انگارا آتا ہے اور وہ اسے تباہ کر دیتا ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ شہاب ثاقب کے پہنچنے سے پہلے سنی ہوئی بات دوسرے شیطانوں تک منتقل کر دیتا ہے اور وہ دوسرے شیطان اسے اپنے دوست نجومی اور کاہن وغیرہ تک پہنچا دیتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے تو (اس حکم کو سن کر) فرشتے جھکتے ہوئے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور اپنے پر مارنے لگتے ہیں۔ (فرمان الٰہی انھیں اس طرح سنائی دیتا ہے) گویا کہ صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمھارے رب نے کیا حکم دیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں حق بات کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بلند و برتر ہے۔ فرشتوں کی باتیں شیطان چوری چھپے سنتے ہیں اور یہ شیطان اس طرح اوپر تلے ہوتے ہیں جیسے یہ انگلیاں۔ پھر کبھی تو باتیں سننے والے شیطانوں کو قبل اس کے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بتائے، چنگاری جلا ڈالتی ہے اور کبھی اس چنگاری کے اس تک پہنچنے سے پہلے وہ اپنے ساتھی کو بتا دیتا ہے اور اس طرح یہ باتیں وہ زمین تک پہنچا دیتے ہیں، پھر ان باتوں کو جادوگر تک پہنچا دیا جاتا ہے اور وہ اس ایک سچی بات میں سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ اس جادوگر کی کبھی کوئی بات سچ نکل آتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو! فلاں دن اس جادوگر نے ہم سے یہ کہا تھا، لہٰذا اس کی بات سچ نکلی، حالانکہ یہ وہی بات ہے جو آسمان سے اڑائی گئی تھی۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ إلا من استرق السمع فأتبعه شهاب مبين ﴾ : ۴۷۰۱، ۴۸۰۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”فرشتے ابر میں آ کر ان کاموں کا تذکرہ کرتے ہیں جو دنیا میں ہوں گے تو شیاطین ان میں سے کوئی ایک آدھ بات سن لیتے ہیں اور اسے کاہنوں کے کان میں اس طرح ڈال دیتے ہیں جیسے شیشی میں کچھ (پانی وغیرہ) ڈالا جاتا ہے۔ پھر وہ کاہن اس میں سو جھوٹ کا اضافہ کر کے بیان کرتے ہیں۔“ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة : ۳۲۱۰۔ مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة : ۲۲۲۸]

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا : ”برج“ عربی زبان میں قلعہ یا منزل کو کہتے ہیں، یہاں برجوں سے مراد وہ منزلیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن سے سورج اپنی گردش کے دوران میں گزرتا ہے اور وہ تعداد میں بارہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ برج وہ آسمانی قلعے ہیں جہاں فرشتے پہرا دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴾ [الفرقان : ٦١] ''بہت برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشنی کرنے والا چاند بنایا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴾ [البروج : ۱] ''قسم ہے برجوں والے آسمان کی!''

وَ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴾ [قٓ : ٦] ''تو کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کیسے اسے بنایا اور اسے سجایا اور اس میں کوئی درزیں نہیں ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۱۲] ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت دی اور خوب محفوظ کر دیا۔ یہ اس کا اندازہ ہے جو سب پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴾ [الملك : ٥] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت بخشی اور ہم نے انھیں شیطانوں کو مارنے کے آلے بنایا اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۱۹ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۲۰ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۲۱

''اور زمین، ہم نے اسے پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ رکھے اور اس میں ہر نپی تلی چیز اگائی۔ اور ہم نے تمھارے لیے اس میں روزیاں بنائی ہیں اور ان کے لیے بھی جنھیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں۔ اور کوئی بھی چیز نہیں مگر ہمارے پاس اس کے کئی خزانے ہیں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔''

اللہ تعالیٰ کے مظاہر قدرت کا بیان ابھی جاری ہے کہ زمین کو انسانوں کے لیے فرش بنا کر پھیلا دیا اور بڑے بڑے پہاڑوں کو اس کے اوپر جما دیا، تاکہ حرکت نہ کرے اور اپنی حکمتوں کے تقاضے کے مطابق اس پر پودے اگائے۔ بایں طور کہ ان چیزوں میں کوئی شخص نہ کمی لا سکتا ہے اور نہ زیادتی اور ایک بڑی ہی عمدہ ہیئت و کیفیت میں انھیں پیدا کیا ہے اور انسانوں کے کھانے پینے، پہننے کی چیزیں اور دیگر جتنی ضروریات زندگی ہو سکتی ہیں ان سب کو زمین پر مہیا کیا۔ جانوروں، چوپایوں اور دیگر تمام مخلوقات کے لیے روزی فراہم کی اور قدرت و خالقیت پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے، وہ جب چاہے اور جتنا چاہے ظاہر کر دے، لیکن وہ آسمان سے زمین پر اپنے بندوں کے لیے اتنا ہی اتارتا ہے جس کا اس کی مشیت تقاضا کرتی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴾ [الشوریٰ : ۲۷] ''اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق فراخ کر دیتا تو یقیناً وہ زمین میں سرکش ہو جاتے اور لیکن وہ ایک اندازے کے ساتھ اتارتا ہے، جتنا چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔''

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝۲۲ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۲۳

''اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا، پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پس ہم نے تمھیں وہ پلایا اور تم ہرگز اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں۔ اور بے شک ہم، یقیناً ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔''

یعنی ٹھنڈی ہواؤں کے ذریعے سے بادل کو (جو محض بھاپ ہوتی ہے) بارش کے پانی میں بدل دیتا ہے، پھر اسے زمین پر برساتا ہے، جس سے انسان خود بھی سیراب ہوتا ہے اور اپنی زمینوں اور جانوروں کو بھی سیراب کرتا ہے۔ انسان اس بادل کے ایجاد کرنے اور اسے بارش کی شکل میں زمین پر برسانے سے بالکل عاجز ہے اور نہ اسے وادیوں، پہاڑوں، چشموں اور کنوؤں تک پہنچا کر آئندہ کے لیے محفوظ کرنے کی قدرت رکھتا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ان تمام باتوں پر قادر ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمام مخلوقات کی ہلاکت کے بعد صرف اسی کی ذات باقی رہے گی۔

<u>وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً</u> : ارشاد فرمایا: ﴿ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۴۸، ۴۹] ''اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری کے لیے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے ایک مردہ شہر کو زندہ کریں اور اسے اس (مخلوق) میں سے جو ہم نے پیدا کی ہے، بہت سے جانوروں اور انسانوں کو پینے کے لیے مہیا کریں۔'' اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الروم : ۴۸ تا ۵۰] ''اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں، پھر وہ اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسے چاہتا ہے اور وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پس تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے، پھر جب وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے برسا دیتا ہے تو اچانک وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ بے شک وہ اس سے پہلے کہ ان پر برسائی جائے، اس سے پہلے یقیناً ناامید تھے۔ سو اللہ کی رحمت کے نشانات کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، بے شک وہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔‘‘

فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ: یعنی ہم نے تمھارے لیے میٹھا پانی نازل کیا ہے، تاکہ تم اسے پی سکو اور اگر ہم چاہتے تو اس پانی کو کڑوا اور کھارا بنا دیتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴾ [الواقعة: ٦٨ تا ٧٠] ’’پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے سخت نمکین بنا دیں، پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟‘‘ اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴾ [النحل : ١٠] ’’وہی ہے جس نے آسمان سے کچھ پانی اتارا، تمھارے لیے اسی سے پینا ہے اور اسی سے پودے ہیں جن میں تم چراتے ہو۔‘‘

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ۝۲۴ وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ۝۲۵ ع

’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جان رکھا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ ہم نے ان کو بھی جان رکھا ہے جو بہت پیچھے آنے والے ہیں۔ اور بے شک تیرا رب ہی انھیں اکٹھا کرے گا۔ یقیناً وہ کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے تمام انسانوں کی خبر رکھتا ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے لوگ دنیا میں آئے اور گزر گئے اور جتنے لوگ قیامت تک پیدا ہوں گے، سب کی خبر رکھتا ہے۔ کون انبیاء پر ایمان لایا، کس نے اللہ کی بندگی کی اور کس نے نافرمانی کی؟ کوئی بات بھی اس سے مخفی نہیں اور یہ حقیقت جس طرح اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے، اسی طرح اس کے کمال علم کی بھی دلیل ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اول و آخر تمام انسانوں کو ان کی کثرت کے باوجود میدان محشر میں جمع کرے گا اور اپنے علم و حکمت کے مطابق ان سے معاملہ کرے گا۔ کس آدمی کے اندر کون سی بری صفت پوشیدہ ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے، سب کو ان کے اعمال و اخلاق کے مطابق بدلہ دے گا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۝۲۶ وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۝۲۷

’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کیا، جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے تھی۔ اور جانّ (یعنی جنوں) کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے پیدا کیا۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٹی کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے اس کے مختلف نام ہیں، خشک مٹی ”تُرَاب“، گیلی مٹی ”طِيْن“، گوندھی ہوئی بدبودار ”حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ“، یہ ”حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ“ خشک ہو کر کھن کھن بولنے لگے تو ”صَلْصَالٍ“ اور جب اسے آگ میں پکا لیا جائے تو ”كَالْفَخَّارِ“ (ٹھیکری) کہلاتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا جس طرح تذکرہ کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم خاکی کا پتلا ”حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ“ (گوندھی ہوئی، سڑی ہوئی، بدبودار) مٹی سے بنایا گیا۔ جب وہ سوکھ کر کھن کھن کرنے لگا، یعنی ”صَلْصَالٍ“ ہو گیا تو اس میں روح پھونکی گئی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴾ [الرحمٰن : ١٤، ١٥] ”اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا، جو ٹھیکری کی طرح تھی۔ اور جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴾ [المؤمنون : ١٢] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو حقیر مٹی کے ایک خلاصے سے پیدا کیا۔“

ابلیس جن ہے اور اس نے اپنی نافرمانی کی وجہ بتاتے ہوئے یہی کہا تھا کہ اے اللہ! مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے، لہٰذا میں انسان سے افضل ہوں کہ اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ﴾ [الکھف : ٥٠] ”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ جنوں میں سے تھا، سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴾ [الأعراف : ١١، ١٢] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارا خاکہ بنایا، پھر ہم نے تمھاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ سجدہ کرنے والوں سے نہ ہوا۔ فرمایا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہیں کرتا، جب میں نے تجھے حکم دیا؟ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جن شعلے والی آگ سے اور آدم علیہ السلام اس سے جس کا وصف تمھارے سامنے بیان کر دیا گیا ہے (یعنی مٹی سے)۔“ [مسلم، کتاب الزھد، باب فی أحادیث المتفرقة : ٢٩٩٦]

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ
وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝۲۹ فَسَجَدَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰ اِلَّآ
اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۱ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ
السّٰجِدِيْنَ ۝۳۲ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا بے شک میں ایک بشر ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔ جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے ہوگی۔ تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤ۔ تو فرشتوں نے سب کے سب نے، تمام نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس، اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوتا؟ اس نے کہا میں کبھی ایسا نہیں کہ اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے، جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے ہے۔“

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کے وقت جو عزت بخشی اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ فرشتوں کو انھیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو سب ان کی تعظیم کے لیے سجدے میں گر گئے، لیکن ابلیس نے کفر و عناد اور حسد و تکبر کی وجہ سے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں آدم کو سجدہ نہیں کروں گا، کیونکہ تو نے اسے سڑی ہوئی مٹی کے گارے سے پیدا کیا ہے، جبکہ مجھے آگ سے پیدا کیا ہے، جو مٹی سے برتر و بالا ہے۔ تخلیق آدم سے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا، جسے اس نے ساری زمین سے جمع کیا تھا۔“ [ترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب و من سورة البقرة : ٢٩٥٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ نے جنت میں آدم (کے پتلے) کو بنایا تو جب تک چاہا یونہی (بغیر روح پھونکے) چھوڑے رکھا۔ تو ابلیس نے ان کے اردگرد چکر لگانے شروع کیے اور وہ انھیں بغور دیکھتا رہا کہ وہ کیا ہے، جب اس نے یہ دیکھا کہ یہ خالی پیٹ ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ اس انداز سے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے گا۔“ [مسلم، كتاب البر والصلة، باب خلق الإنسان خلقًا لا يتمالك : ٢٦١١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا، جمعہ کا دن ہے اور جمعہ ہی کے دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے۔“ [مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة : ٨٥٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔“ [بخاری، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم و ذريته : ٣٣٢٦۔ مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب يدخل الجنة أقوام ...... الخ : ٢٨٤١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ تو جب پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا، جاؤ (سامنے) بیٹھے ہوئے فرشتوں کی جماعت کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تمھیں کیا دعا دیتے ہیں، وہی تمھارا اور تمھاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم (علیہ السلام) نے کہا ”اَلسَّلَامُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ" تو فرشتوں نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ" انھوں نے "رَحْمَةُ اللّٰهِ" کا اضافہ کیا۔" [بخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام : ۶۲۲۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھیرتے ہی ہر روح جو ان کی اولاد میں قیامت تک پیدا ہونے والی تھی، باہر نکل آئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان نور میں سے ایک چمک پیدا کی اور پھر ان روحوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش فرما دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ تمھاری اولاد ہے۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تو انھیں اس کی آنکھوں کے درمیان کی چمک بہت پسند آئی۔ انھوں نے کہا، اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا، یہ تمھاری اولاد میں سے آخری امتوں میں سے ایک شخص ہے، اس کا نام داؤد ہے۔ پوچھا، آپ نے اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ فرمایا، ساٹھ سال۔ عرض کی، اے میرے رب! میری عمر میں سے ان کے چالیس سال بڑھا دیجیے۔" [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ الأعراف : ۳۰۷۶]

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝۳۴ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳۵ قَالَ رَبِّ
فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۳۶ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۳۷ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝۳۸

"فرمایا پھر اس سے نکل جا، کیونکہ یقیناً تو مردود ہے۔ اور بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک خاص لعنت ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! پھر مجھے اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا تو بے شک تو مہلت دیے گئے لوگوں سے ہے۔ ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے ابلیس کو حکم دیا کہ وہ اس مقام و مرتبہ سے نکل جائے جو اسے فرشتوں میں حاصل ہے، کیونکہ اب وہ مردود ہے اور اب روز قیامت تک اس پر مسلسل اور متواتر لعنت برستی رہے گی۔ ابلیس نے جب قیامت کے دن تک اپنے اوپر لعنت کی بات سنی تو سمجھا کہ اس کا عذاب اس وقت تک ٹال دیا گیا ہے، اسی لیے اس نے اللہ سے طلب کیا کہ اسے اس دن تک موت نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دے دی۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۳۹ اِلَّا عِبَادَكَ
مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝۴۱ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۴۲ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۴۳
لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝۴۴ ع ۳ ۱۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اس نے کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کردوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی بغاوت و سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تو نے جو مجھے گمراہ کر دیا ہے تو میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک آدم کی اولاد دنیا میں رہے گی، میں دنیا کو اس کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کروں گا اور انھیں گناہوں پر ابھاروں گا، لیکن جو تیرے مخلص بندے ہوں گے اور اپنے دین و اعمال کو اللہ کے لیے خالص کریں گے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا، تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ مجھ تک پہنچنے کی یہی سیدھی راہ ہے، جو اس پر چلتا رہے گا وہ تمھارے دام فریب میں نہیں آئے گا، ہاں! جو لوگ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہوں گے اور گمراہی جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہوگی، وہ تمھاری سازش کا شکار ہو جائیں گے۔ ایسے تمام لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جس کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے سے جہنمیوں کی ایک متعین تعداد اپنے برے اعمال کے مطابق داخل ہوگی۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۱٦، ۱۷] ”اس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور ہی ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ہر صورت ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں طرفوں سے اور ان کی بائیں طرفوں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝

”بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اس میں سلامتی کے ساتھ بے خوف ہو کر داخل ہو جاؤ۔“

قرآن کریم اپنے معروف طریقے کے مطابق جہنم اور اہل جہنم کا حال بیان کرنے کے بعد اب اہل جنت کا حال بیان کر رہا ہے کہ وہ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کہے گا کہ تم لوگ پوری سلامتی کے ساتھ اور تمام آفات و مصائب سے محفوظ و مامون، جنت میں داخل ہو جاؤ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۱۲۷] ”انھی کے لیے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کا مددگار ہے، ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۝۴۷ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۝۴۸ ﴾

’’اورہم ان کے سینوں میں جو بھی کینہ ہے نکال دیں گے، بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اس میں انھیں نہ کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ اہل جنت کے سینوں میں کوئی ایسا جذبہ نہیں رہنے دے گا جو ان کی خوشیوں کو پامال کرے اور ان کے دل و دماغ کو مکدر کرے۔ اس لیے ان کے سینوں سے بغض و عداوت اور حسد و کینہ کو یکسر نکال دے گا اور جب ان کے سینے ایسے جذبوں سے پاک ہو جائیں گے تو آپس میں بھائی بن کر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ وہاں انھیں کوئی تھکن اور کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ جنت میں کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جو تکلیف کا باعث ہو، وہاں تو خوشیاں ہی خوشیاں اور راحت ہی راحت ہوگی، اہل جنت جس چیز کی بھی خواہش کریں گے وہ از خود ان کے پاس آ جائے گی اور اہل جنت وہاں سے کبھی نکالے نہیں جائیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جنتیوں کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے کہ نہ ان میں اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔‘‘ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة و أنها مخلوقة : ۳۲۴۶]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن جہنم سے نجات پا کر جنت اور جہنم کے درمیان کے پل پر روک لیے جائیں گے، چنانچہ ان کی جو ناچاقیاں اور ظلم آپس میں دنیا میں ہوئے تھے، ان کا ادلہ بدلہ ہوگا اور یوں وہ پاک دل اور صاف سینہ ہو کر جنت میں جائیں گے۔‘‘ [بخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامة : ۶۵۳۵]

<u>لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ</u> : یعنی انھیں وہاں کسی تکان کا سامنا ہوگا، نہ کوئی ایذا دی جائے گی۔ سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ایک منادی ندا دے گا، (اے جنت والو!) تمھارے لیے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور راحت میں رہو گے کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔‘‘ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا: ﴿ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۴۳] ’’اور انھیں آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے وارث تم اس کی وجہ سے بنائے گئے ہو جو تم کیا کرتے تھے۔‘‘ [مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب فی دوام نعیم أهل الجنة : ۲۸۳۷]

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دے دوں جو موتیوں سے بنا ہو، اس میں نہ کوئی شور و غوغا ہو گا اور نہ کوئی تکان ۔" [بخاری، كتاب العمرة، باب متى يحل المعتمر ؟ : ۱۷۹۲۔ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله عنها : ۲۴۳۳۔ مسند أحمد : ۲۷۹/۶، ح : ۲۶۴۳۵]

وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ : سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت (ایک مجسم صورت میں) لائی جائے گی، یہاں تک کہ جنت اور جہنم کے درمیان رکھ دی جائے گی اور پھر ذبح کر دی جائے گی۔ پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا، اے جنت والو! (اب) موت نہیں، اے دوزخ والو! (اب) موت نہیں، تو (اس سے) جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔" [مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون ...... الخ : ۴۳/ ۲۸۵۰]

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾

"میرے بندوں کو خبر دے دے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔"

گزشتہ آیتوں میں جنت و جہنم کی جو بات آئی ہے، یہ دونوں آیتیں اسی کا تتمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ آپ میرے بندوں کو اس بات کی خبر دے دیجیے کہ جو اپنے گناہوں سے تائب ہو گا اور ایمان و عمل صالح کی زندگی اختیار کرے گا اس کے گناہوں کو میں معاف کر دوں گا اور اس کے حال پر رحم کروں گا اور جو شخص اپنے کفر و عصیان پر مصر رہے گا تو اسے جان لینا چاہیے کہ میرا عذاب بڑا ہی دردناک ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿﴾ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ [الزمر : ۵۳، ۵۴] "کہہ دے اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے، پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جب "رحمت" کو پیدا کیا، تو اسے سو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ننانوے حصوں کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور ایک حصہ اپنی تمام مخلوقات میں تقسیم کر دیا، اللہ کے پاس رحمت کا جو خزانہ ہے، اگر اس کا علم کافر کو ہو جائے تو وہ کبھی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو اور اللہ کے پاس عذاب کی جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار ہے اگر اسے مومن جان لے تو جہنم کی آگ سے کبھی اپنے آپ کو مامون نہ سمجھے۔‘‘ [بخاری، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف : ۶۴۶۹]

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَٰمًا قَالَ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾
قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰٓ أَن مَّسَّنِيَ ٱلْكِبَرُ
فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْقَٰنِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَن يَقْنَطُ
مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِۦٓ إِلَّا ٱلضَّآلُّونَ ﴿٥٦﴾

’’اور انھیں ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دے۔ جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو انھوں نے سلام کہا، اس نے کہا ہم تو تم سے ڈرنے والے ہیں۔ انھوں نے کہا ڈر نہیں، بے شک ہم تجھے ایک بہت علم والے لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے مجھے اس کے باوجود خوش خبری دی ہے کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے، تو تم کس بات کی خوش خبری دیتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم نے تجھے حق کی خوش خبری دی ہے، سو تو ناامید ہونے والوں سے نہ ہو۔ اس نے کہا اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔‘‘

فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانوں کی شکل میں مہمان بن کر آئے اور سلام کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، لیکن جب انھوں نے کھانے اور گوشت کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، تو ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بارے میں شبہ ہوا اور ڈرے کہ شاید ان کی نیت اچھی نہیں ہے۔ فرشتوں نے ان کو فوراً بتایا کہ ہم اللہ کے فرشتے ہیں، آپ خائف نہ ہوں اور ہم آپ کو ایسے بیٹے کی خوش خبری دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے تم بڑھاپے کے باوجود ایسی خوش خبری دے رہے ہو، یہ کیسی عجیب بات ہے؟ اور کیسی انہونی خوش خبری دے رہے ہو؟ فرشتوں نے مزید تاکید کے طور پر کہا کہ ہم نے آپ کو ایسی یقینی بات کی خوش خبری دی ہے جس کے نہ ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور اس کا وعدہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آپ ناامید نہ ہوں، تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہرگز ناامید نہیں ہوں، ناامید ہونا تو گمراہوں کا طریقہ ہے، میں تو تمھاری خوش خبری کے مطابق امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بیٹا دے گا مجھے تو حیرت صرف اس لیے ہو رہی ہے کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَٰمًا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرَٰهِيمَ بِٱلْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَٰمًا قَالَ سَلَٰمٌ فَمَا لَبِثَ أَن جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَءَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴾ [ھود : ۶۹، ۷۰] ’’اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش خبری لے کر آئے، انھوں نے سلام کہا، اس نے کہا سلام ہو، پھر دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ تو جب ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس کی طرف نہیں پہنچتے تو انھیں اوپرا جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا، انھوں نے کہا نہ ڈر! بے شک ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔"

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع

"اس نے کہا تو اے بھیجے ہوؤ! تمھارا معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا بے شک ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ سوائے لوط کے گھر والوں کے کہ یقیناً ہم ان سب کو ضرور بچا لینے والے ہیں۔ مگر اس کی عورت، ہم نے طے کر دیا ہے کہ بے شک وہ یقیناً پیچھے رہنے والوں سے ہے۔"

ابراہیم علیہ السلام نے سمجھ لیا تھا کہ فرشتے صرف انھیں بیٹے کی خوش خبری دینے کے لیے آسمان سے نہیں اترے، ضرور کوئی اور بات بھی ہے۔ اسی لیے انھوں نے پوچھا کہ تمھاری آمد کا دوسرا مقصد کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ ہم ایک مجرم و گناہ گار قوم کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ پھر فوراً ہی آل لوط علیہ السلام کو مستثنیٰ قرار دیا جو مجرم نہیں تھے اور تاکید کے طور پر کہا کہ ہم آلِ لوط علیہ السلام کو یقیناً نجات دیں گے۔ آل لوط علیہ السلام سے مراد ان پر ایمان لانے والے تھے، اسی لیے لوط علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ کافروں کے ساتھ رہ جائے گی اور ضرور ہلاک کی جائے گی، اس لیے کہ وہ ایمان نہیں لائی تھی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴾ [التحريم : ۱۰] "اللہ نے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی، وہ ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انھوں نے ان دونوں کی خیانت کی تو وہ اللہ سے (بچانے میں) ان کے کچھ کام نہ آئے اور کہہ دیا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں آگ میں داخل ہو جاؤ۔"

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

"پھر جب لوط کے گھر والوں کے پاس بھیجے ہوئے آئے۔ تو اس نے کہا تم تو ایسے لوگ ہو جن کی جان پہچان نہیں۔ انھوں نے کہا بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم تیرے پاس حق لے کر آئے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے کہا کہ میں تمھیں پہچان نہیں پا رہا اور نہ تمھاری آمد کی غرض مجھے معلوم ہے، کہیں تم لوگ کسی بری نیت سے تو نہیں آئے ہو؟ فرشتوں نے کہا کہ ہم وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس میں آپ کی قوم کے لوگ شک کرتے تھے اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔ ہم وہ امر یقینی لے کر آئے ہیں جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور جو خبر ہم آپ کو دے رہے ہیں اس میں ہم بالکل سچے ہیں۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

’’پس تو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے چل اور خود ان کے پیچھے پیچھے چل اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں تمھیں حکم دیا جاتا ہے۔‘‘

آپ رات کے آخری پہر میں اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جایئے اور آپ ان کے پیچھے رہیے، تاکہ انھیں تیز چلنے پر ابھارتے رہیں اور خیال رکھیے کہ کوئی پیچھے نہ رہ جائے اور نہ کوئی پیچھے مڑ کر دیکھے اور شام کے اس علاقے میں چلے جائیں جہاں جانے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

وَ قَضَيْنَاۤ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

’’اور ہم نے اس کی طرف اس بات کی وحی کر دی کہ بے شک ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہی کاٹ دی جانے والی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس عذاب کی خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ صبح کے وقت تمام کفار ہلاک ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی نہیں بچے گا، جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ﴾ [هود : ۸۱] ’’بے شک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔‘‘

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ جب صبح ہو جاتی تو پھر حملہ کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے، لیکن جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد، اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر لے کر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر : ۴۱۹۷]

وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ اتَّقُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِیْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۷۱﴾

”اور اس شہر کے رہنے والے اس حال میں آئے کہ بہت خوش ہو رہے تھے۔ اس نے کہا یہ لوگ تو میرے مہمان ہیں، سو مجھے ذلیل نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ انھوں نے کہا اور کیا ہم نے تجھے سارے جہانوں سے منع نہیں کیا۔ اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں، اگر تم کرنے والے ہو۔“

جب سدوم شہر والوں کو خوبصورت نوجوانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو خوش ہونے لگے کہ آج بدفعلی کا اچھا موقع ہاتھ آیا ہے۔ لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں، اللہ کے لیے ان کے ساتھ بدکاری کر کے مجھے رسوا نہ کرو، اس لیے کہ مہمان کی رسوائی میزبان کی رسوائی ہوتی ہے اور ان کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا، کیا ہم نے تمھیں بارہا نہیں کہا ہے کہ جب ہم کسی کے ساتھ بدکاری کرنا چاہیں تو ہمیں نہ روکا کرو۔ لوط علیہ السلام نے کہا، اگر تمھیں اپنی خواہش پوری کرنی ہے تو یہ ہماری یعنی قوم کی بیٹیاں ہیں، ان سے تم لوگ شادی کر لو۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۷﴾

”تیری عمر کی قسم! بے شک وہ یقیناً اپنی مدہوشی میں بھٹکے پھرتے تھے۔ پس انھیں چیخ نے روشنی ہوتے ہی پکڑ لیا۔ تو ہم نے اس کے اوپر کا حصہ اس کا نیچے کا حصہ کر دیا اور ان پر کھنگر کے پتھروں کی بارش برسائی۔ بے شک اس میں گہری نظر سے دیکھنے والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور بے شک وہ (بستی) یقیناً ایک دائمی (آباد) راستے پر ہے۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے یقیناً بڑی نشانی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھا کر کہا کہ بے شک سدوم بستی کے رہنے والے اپنی گمراہیوں میں بھٹک رہے تھے۔ قوم لوط پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک زبردست چیخ کی شکل میں صبح کے وقت نازل ہوا، اس کے بعد فرشتوں نے پوری بستی کو الٹ دیا اور ان پر پتھروں کی بارش کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً ان باتوں میں غور کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ بستی مدینہ سے شام جانے والے راستے پر واقع ہے۔ اس راہ کا ہر مسافر اس کے باقی ماندہ آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور یقیناً ایمان والوں کو اس سے بڑی عبرت و نصیحت ملتی ہے۔

وَ اِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ : یعنی یہ بستی سدوم کہ جس کی حالت بدل گئی اور جس پر پتھروں کی بارش برسائی گئی حتیٰ کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحیرہ مردار کی صورت اختیار کر گئی، وہ ان کے اس راستے پر واقع ہے جسے لوگ آج تک استعمال کر رہے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَ بِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ [الصافات : ۱۳۷، ۱۳۸] ''اور بلاشبہ تم یقیناً صبح جاتے ہوئے ان پر سے گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں؟''

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان عذاب یافتہ لوگوں (کے مقامات) میں داخل نہ ہوا کرو مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو، اگر رونا نہ آئے تو ان (کے مقامات) میں داخل نہ ہوؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں بھی وہی (عذاب) پہنچ جائے جو انھیں پہنچا تھا۔'' [بخاری، کتاب الصلوۃ، باب الصلاۃ فی مواضع الخسف و العذاب : ۴۳۳۔ مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول علی أھل الحجر إلا من یدخل باکیًا : ۲۹۸۰]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (تبوک کو جاتے ہوئے) مقام حجر سے گزرے، تو فرمایا: ''جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا ان کے گھروں میں داخل نہ ہوؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان پر آیا تھا تم پر بھی آ جائے۔ اگر داخل ہوؤ تو اس حال میں کہ تم رو رہے ہو۔'' پھر آپ نے سر کو ڈھانپ لیا اور تیزی کے ساتھ اس جگہ سے نکل گئے۔ [مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول علی أھل الحجر إلا من یدخل باکیًا : ۳۹/۲۹۸۰]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے لیے جاتے ہوئے مقام حجر میں اترے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں کا پانی نہ پییں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور اسے بھر کر بھی رکھ لیا ہے، تو آپ نے انھیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہا دینے کا حکم دیا۔ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ ولقد أرسلنا إلی ثمود أخاھم صالحا ﴾ : ۳۳۷۸، بعد الحدیث : ۳۳۴۵]

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ ع ۵

''اور بے شک ''ایکہ'' والے یقیناً ظالم تھے۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقیناً ظاہر راستے پر موجود ہیں۔''

اصحاب ایکہ سے مراد شعیب علیہ السلام کی قوم ہے، یہ لوگ ایک ایسے علاقہ کے رہنے والے تھے جہاں کثرت سے درخت پائے جاتے تھے۔ ان کا ظلم یہ تھا کہ وہ اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہراتے تھے، راہ چلتے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا، لیکن انھوں نے ان کی تکذیب کی، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کرنے کے لیے ایک ایسا بادل بھیجا جس میں آگ تھی۔ اس بادل نے انھیں جلا کر خاکستر کر دیا۔ قوم لوط اور قوم شعیب کی بستیاں شاہراہ پر ایک دوسرے کے قریب تھیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴾ [الشعراء : ۱۷۶ تا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٧٩] ”ا یکہ والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بے شک میں تمھارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔“ اور فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴾ [ق : ١٢ تا ١٤] ”ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا اور کنویں والوں نے اور ثمود نے۔ اور عاد اور فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے۔ اور درختوں کے جھنڈ والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا۔“

وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

”اور بلاشبہ یقیناً ”حجر“ والوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا۔ اور ہم نے انھیں اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرنے والے تھے۔ اور وہ پہاڑوں سے مکان تراشتے تھے، اس حال میں کہ بے خوف تھے۔ پس انھیں صبح ہوتے ہی چیخ نے پکڑ لیا۔ پھر ان کے کسی کام نہ آیا، جو وہ کمایا کرتے تھے۔“

اصحاب حجر سے مراد قوم ثمود ہے۔ ”حجر“ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مشہور وادی ہے، جہاں یہ لوگ رہتے تھے اور شام کے حجاج کا گزر اس وادی سے ہوا کرتا تھا۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا جن کی ان لوگوں نے تکذیب کی تھی۔ ”مرسلین“ جمع کا صیغہ اس لیے آیا ہے کہ جو ایک نبی کی تکذیب کرتا ہے، گویا وہ سارے نبیوں کی تکذیب کرتا ہے۔ انھوں نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ نبی ہیں تو پہاڑ سے اونٹنی نکال کر دکھائیں۔ صالح علیہ السلام نے دعا کی اور اللہ کے حکم سے پہاڑ سے اونٹنی نکل آئی، لیکن جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کفر کی مہر لگا دے انھیں کب ہدایت مل سکتی ہے؟ انھوں نے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تین دن کی مہلت دی اور اس کے بعد انھیں ایک انتہائی شدید اور خطرناک چیخ کے ذریعے سے ہلاک کر دیا اور ان کی دولت اور پہاڑوں کو تراش کر بنائے گئے مکانات بھی انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴾ [الشعراء : ١٤١ تا ١٥٠] ”ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تمھارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین ہی کے ذمے ہے۔ کیا تم ان چیزوں میں جو یہاں ہیں، بے خوف چھوڑ دیے جاؤ گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں میں، جن کے خوشے نرم و نازک ہیں۔ اور تم پہاڑوں سے تراش کر گھر بناتے ہو، اس حال میں کہ خوب ماہر ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔" اور فرمایا: ﴿ وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ؕ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴾ [الأعراف : ۸٤] "اور ہم نے ان پر بارش برسائی، ایک زبردست بارش۔ پس دیکھ مجرموں کا انجام کیسا ہوا؟"

فَاَخَذَتۡہُمُ الصَّیۡحَۃُ مُصۡبِحِیۡنَ : یعنی چوتھے دن کی صبح کے وقت ان پر عذاب آ گیا، ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴿ۙ۶۷﴾ کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡہَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَا۠ کَفَرُوۡا رَبَّہُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ ﴾ [هود : ٦٧، ٦٨] "اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انھیں چیخ نے پکڑ لیا، تو انھوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔ جیسے وہ ان میں رہے ہی نہ تھے۔ سن لو! بے شک ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سن لو! ثمود کے لیے ہلاکت ہے۔" اور فرمایا: ﴿ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَکَانُوۡا کَہَشِیۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ ﴾ [القمر : ۳۱] "بے شک ہم نے ان پر ایک ہی چیخ بھیجی تو وہ باڑ لگانے والے کی کچلی، روندی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب تبوک جاتے ہوئے) مقام حجر سے گزرے (تو آپ نے سر مبارک کو جھکا لیا اور اپنی سواری کی رفتار تیز کر دی) اور آپ نے (اپنے ساتھیوں سے) فرمایا: "جن پر عذاب الٰہی اترا ہے ان کی بستیوں سے روتے ہوئے گزرو، اگر رونا نہ آئے تو ان بستیوں میں نہ جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائے جو ان پر آیا تھا۔" [مسلم، کتاب الزهد، باب النهي عن الدخول على أهل الحجر : ۲۹۸۰۔ مسند أحمد : ۲/ ۷٤، ح : ٥٤٤٠۔ بخاري، کتاب المغازي، باب نزول النبي صلی اللہ علیہ وسلم الحجر : ٤٤١٩، ٤٤٢٠]

وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَۃَ لَاٰتِیَۃٌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِیۡلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۶﴾

"اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کو پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ اور یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے۔ پس درگزر کر، خوبصورت طریقے سے درگزر کرنا۔ بے شک تیرا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کو بے مقصد اور بے کار پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے کہ انھیں دیکھ کر ان کے خالق کو یاد کیا جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے۔ اس لیے کہ جو اس کی ناشکری کرے گا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر کی راہ اختیار کرے گا وہ اسے ہلاک کر دے گا اور آخرت میں تو انھیں بڑا ہی دردناک عذاب دیا جائے گا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنی قوم کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لیجیے اور ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں عجلت سے کام نہ لیجیے۔ آخری آیت میں فرمایا کہ رب العالمین ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی۔ وہ ان تمام اجسام کی خبر رکھتا ہے جو مر کر اور مٹی میں گل سڑ کر ختم ہو گئے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ [آل عمران : ۱۹۰ تا ۱۹۲] ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! بلاشبہ تو جسے آگ میں ڈالے سو یقیناً تو نے اسے رسوا کر دیا اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔“

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ : ارشاد فرمایا: ﴿ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [آل عمران : ۱۸۶] ”یقیناً تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی ایذا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور متقی بنو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔“

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴾ [يٰس : ۸۱] ”اور کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور پیدا کر دے؟ کیوں نہیں اور وہی سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝۸۷

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھے بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں اور بہت عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کو کفار قریش کی اذیتوں پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار عظیم نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ جن میں سب سے بڑی نعمت سورۃ الفاتحہ اور پورا قرآن کریم ہے۔ اس لیے آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل چھوٹا نہ کریں اور پیغام رسانی کے کام میں لگے رہیں، کیونکہ آدمی جب اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو یاد کرتا ہے تو دعوت کی راہ کی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

سیدنا ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، انھوں نے مجھے بلایا، لیکن میں آپ کے پاس نہ آیا، بعد ازاں نماز ختم کر کے پہنچا تو آپ نے پوچھا: ''اسی وقت کیوں نہ آئے؟'' میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ﴾ [الأنفال : ٢٤] ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اور رسول کی دعوت قبول کرو، جب وہ تمھیں اس چیز کے لیے دعوت دے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو! میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی بہت بڑی سورت بتلاؤں گا۔'' تھوڑی دیر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کا وعدہ یاد دلایا تو آپ نے فرمایا: ''وہ سورت ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ہے، یہی سبع مثانی (یعنی سات دہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل) ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ ولقد آتینك سبعًا من المثاني والقرآن العظیم ﴾ : ٤٧٠٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں تمھیں ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں کہ جس جیسی سورت نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ زبور میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں نازل ہوئی اور نہ قرآن ہی میں؟'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں تم کیا پڑھتے ہو؟'' سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو (سورۂ) فاتحہ پڑھ کر سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ نے اس سورت کے مثل نہ تورات میں کوئی سورت اتاری، نہ انجیل میں اتاری اور نہ زبور میں اتاری، نہ فرقان ہی میں اتاری اور بے شک یہ سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔'' [ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل فاتحة الکتاب : ٢٨٧٥]

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۸۸

''اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف ہرگز نہ اٹھا جس کے ساتھ ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ دیا ہے اور نہ ان پر غم کر اور اپنا بازو مومنوں کے لیے جھکا دے۔''

سورۃ الفاتحہ اور قرآن کریم جیسی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی ہر شے حقیر ہے، اس لیے اس نعمت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیے۔ آگے فرمایا اہل دنیا کو جو ہم نے عارضی نعمتیں دے رکھی ہیں ان کی خواہش نہ کیجیے۔ وہ نعمتیں ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انھیں اس لیے دی ہیں تاکہ ہم انھیں آزمائیں اور جو اس آزمائش میں کامیاب نہیں ہوگا اس کے لیے وہ نعمتیں وبال جان بن جائیں گی۔ کفار قریش اگر ایمان نہیں لاتے تو غم نہ کیجیے اور جو غریب اور کمزور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ تواضع اختیار کیجیے۔ انھیں اپنے آپ سے قریب کیجیے اور رؤسائے قریش کے کفر و عناد کی پروا نہ کیجیے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، مشرکین نے کہا کہ ان لوگوں کو آپ اپنی مجلس سے نکال دیجیے، تاکہ یہ ہم پر جرأت نہ کر سکیں۔ ان لوگوں میں میں، عبداللہ بن مسعود، ہذیل کا ایک آدمی، بلال اور دو آدمی اور تھے جن کا نام میں نہیں لے رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو خیال اللہ نے چاہا وہ آیا۔ آپ ابھی سوچ ہی رہے تھے (کہ اب کیا کرنا چاہیے) کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ ”اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔“ [مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه : ٤٦/ ٢٤١٣]

﴿ وَ قُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۚ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۙ﴿۹۰﴾ ﴾

”اور کہہ دے بے شک میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (ایسے عذاب سے) جیسا ہم نے ان تقسیم کرنے والوں پر اتارا۔“

یعنی کفار قریش سے کہہ دیجیے کہ میں اللہ کی طرف سے لوگوں کو ایسے عذاب سے ڈرانے والا ہوں، جیسا عذاب اللہ نے صالح علیہ السلام کے ان کافروں پر نازل کیا تھا جنھوں نے ان کی مخالفت اور تکذیب کی تھی اور انھیں قتل کرنے کی آپس میں قسم کھائی تھی۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اور اس کی مثال جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے، اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے، اے میری قوم! میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے (ایک) لشکر کو دیکھا ہے اور میں تمھیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں، اس لیے نجات کی جگہ تلاش کرو، تو اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور راتوں رات اپنی پناہ کی جگہ کی طرف چلے گئے اور نجات پائی، لیکن ان میں سے ایک گروہ نے اسے جھوٹ سمجھا اور وہ اپنی جگہ ہی ٹھہرے رہے، تو صبح کو لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔“ [بخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : ٧٢٨٣]

كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ : یعنی انھوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ انبیائے کرام کی مخالفت کریں گے، ان کی تکذیب کریں گے اور انھیں تکلیف پہنچائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم صالح کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴾ [النمل : ٤٩] ''انھوں نے کہا آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم ضرور ہی اس پر اور اس کے گھر والوں پر رات حملہ کریں گے، پھر ضرور ہی اس کے وارث سے کہہ دیں گے ہم اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور بلاشبہ ہم ضرور سچے ہیں۔'' ''الْمُقْتَسِمِيْنَ'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان سے مراد قریش کے وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی تقسیم کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کا بعض حصہ اشعار، بعض جادو اور گزشتہ قوموں کے واقعات پر مشتمل ہے۔

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾

''جنھوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (کوئی مان لیا، کوئی نہ مانا)۔''

یعنی انھوں نے ان کتابوں کو جو ان پر نازل کی گئی تھیں، اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ بعض حصے کے ساتھ ایمان لائے اور بعض حصے کے ساتھ کفر کیا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ [البقرة : ٨٤، ٨٥] ''اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم اپنے خون نہیں بہاؤ گے اور نہ اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نکالو گے، پھر تم نے اقرار کیا اور تم خود شہادت دیتے ہو۔ پھر تم ہی وہ لوگ ہو کہ اپنے آپ کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو، ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد گناہ اور زیادتی کے ساتھ کرتے ہو، اور اگر وہ قیدی ہو کر تمھارے پاس آئیں تو ان کا فدیہ دیتے ہو، حالانکہ اصل یہ ہے کہ ان کا نکالنا تم پر حرام ہے، پھر کیا تم کتاب کے بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تو اس شخص کی جزا جو تم میں سے یہ کرے اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ ہرگز اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس (مذکورہ بالا) آیت سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں کہ انھوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پھر وہ کتاب کے بعض حصے پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا۔ [بخاری، کتاب التفسير، باب قوله عزوجل: ﴿ الذين جعلوا القرآن عضين ﴾ : ٤٧٠٥، ٤٧٠٦]

فَوَ رَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

''سو تیرے رب کی قسم ہے! یقیناً ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے۔ اس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام کافروں کے اعمال کا محاسبہ کرے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے، یعنی وہ کس چیز کی عبادت کرتے تھے اور انھوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۴﴾

''پس اس کا صاف اعلان کر دے جس کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے آپ کو جس دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ اسے لوگوں تک پہنچا دیں، اسے نافذ کر دیں اور لوگوں کو کھلم کھلا حق سنا دیں۔ اس آیت کے نزول سے قبل نبی کریم ﷺ لوگوں کو اسلام کی طرف پوشیدہ طور پر بلاتے رہے۔ جب اس آیت میں آپ کو حکم دیا گیا کہ کھل کر لوگوں کے سامنے آئیں اور اسلام کی دعوت پیش کریں اور مشرکوں کی پروا نہ کریں، تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ باہر نکل کر لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [المائدة : ٦٧] ''اے رسول! پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔''

اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيۡنَ يَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾

''بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بناتے ہیں، سو عنقریب جان لیں گے۔''

ان آیات کے ذریعے سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دے دی کہ جو رؤسائے قریش آپ کا مذاق اڑاتے ہیں ہم ان سے نمٹ لیں گے وہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ﴾ [الحجر : ٩٥] ''بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔'' اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے، ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابو زمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی اور عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟'' جبریل ﷺ نے کہا: ''میں نے اس کو سزا دے دی۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے نپٹ لیا۔“ پھر جبریل علیہ السلام نے ابو زمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: ”آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔“ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔“ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔“ ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پر جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، اس کانٹے دار حجازی پودے کی طرح کا پھوڑا اس کے سر میں نکلا، سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی : ۹/ ۸، ح : ۱۷۷۳۱۔ دلائل النبوة للبیہقی : ۲/ ۳۱۶ تا ۳۱۸]

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾

”اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک تیرا سینہ اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے کہ کفار قریش کی استہزا آمیز باتوں سے آپ کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔ انسانی فطرت کا یہی تقاضا ہے، لیکن آپ صبر سے کام لیں۔ تسبیح و تحمید میں مشغول رہیں اور نماز پڑھا کریں تو آپ کا غم ہلکا ہو جائے گا اور ذہنی اذیت کم ہو جائے گی۔ یہ چیزیں آپ کا حوصلہ بڑھائیں گی، استقامت پیدا ہو گی اور دعوت دین کے سلسلہ میں جو تکلیفیں اور مصائب پیش آ رہے ہیں، آپ میں ان کے مقابلے کی قوت پیدا کر دیں گی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی یا رزق کی تنگی ہوتی تو آپ خود بھی نماز کی طرف لپکتے اور گھر والوں کو بھی ایسا ہی حکم فرماتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴾ [ق : ۳۹، ۴۰] ”سو اس پر صبر کر جو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر۔ اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کی تسبیح کر اور سجدے کے بعد کے اوقات میں بھی۔" اور فرمایا: ﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴾ [ق : ٤٥] "ہم اسے زیادہ جاننے والے ہیں جو یہ کہتے ہیں اور تو ان پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں، سو قرآن کے ساتھ اس شخص کو نصیحت کر جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأنعام : ٣٣، ٣٤] "بے شک ہم جانتے ہیں کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ یقیناً تجھے وہ بات غمگین کرتی ہے جو وہ کہتے ہیں، تو بے شک وہ تجھے نہیں جھٹلاتے اور لیکن وہ ظالم اللہ کی آیات ہی کا انکار کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔"

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ: سیدنا نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اے ابن آدم! تو دن کے ابتدائی حصے میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھنے سے عاجز نہ آ، میں دن کے آخر تک تمھیں کفایت کروں گا۔" [مسند أحمد : ٥/ ٢٨٦، ح : ٢٢٥٣٠۔ أبو داؤد، كتاب التطوع، باب صلاة الضحى : ١٢٨٩]

رکوع ۶

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝۹۹

"اور اپنے رب کی عبادت کر، یہاں تک کہ تیرے پاس یقین آجائے۔"

یعنی اے رسول! جب تک موت نہ آئے اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے۔ یقین سے مراد موت ہے، اس لیے کہ موت سے زیادہ یقینی بات کوئی نہیں۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴾ [المدثر : ٣٨ تا ٤٧] "ہر شخص اس کے بدلے جو اس نے کمایا، گروی رکھا ہوا ہے۔ مگر دائیں طرف والے۔ جنتوں میں سوال کریں گے۔ مجرموں سے۔ تمھیں کس چیز نے سقر میں داخل کر دیا؟ وہ کہیں گے ہم نماز ادا کرنے والوں میں نہیں تھے۔ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ اور ہم جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس یقین آ گیا۔“

سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب انصار نے مہاجرین کی میزبانی کے لیے قرعہ اندازی کی تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ان کے گھرانے کے حصہ میں آئے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ بعد ازاں عثمان ہمارے ہاں بیمار ہو گئے اور میں نے ان کی اچھی طرح تیمارداری کی، حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انھیں ان کے (کفن کے) کپڑے پہنا دیے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، تو میں نے عثمان سے مخاطب ہو کر کہا، اے ابو السائب! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ یقیناً اللہ نے تمھیں عزت دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمھیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں عزت دی ہے؟“ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں نہیں جانتی (لیکن اگر ان کو عزت نہیں دی گئی) تو کون ہے (جس کو عزت دی جائے)؟ آپ نے فرمایا: ”دیکھو! عثمان کا تو واللہ! انتقال ہو گیا اور میں اللہ کی قسم! ان کے بارے میں اچھی امید رکھتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم نہیں، حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اللہ کے یہاں کیا معاملہ ہو گا۔“ ام العلاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی، آج کے بعد میں کسی کی تقدیس نہیں کروں گی۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اس بات سے کافی رنج ہوا، پھر میں سو گئی تو میں نے دیکھا کہ خواب میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لیے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو خواب سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ ان کا (نیک) عمل ہے۔“ [بخاري، کتاب مناقب الأنصار، باب مقدم النبي ﷺ و أصحابه المدينة : ۳۹۲۹]

یاد رہے! عبادت، مثلاً نماز وغیرہ انسان پر اس وقت تک واجب ہے جب تک اس میں عقل باقی ہو، نماز انسان کو حسب حال پڑھتے ہی رہنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لو۔“ [بخاري، کتاب التقصير، باب إذا لم يطق قاعدًا صلى على جنب : ۱۱۱۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالاندلس
اسلام کی نشرواشاعت کا عالمی مرکز
۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور
Ph: 7230549 Fax: 7242639 www.dar-ul-andlus.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ